چراغِ شبِ اسریٰ

الشیخ محمد امین الکردی رحمۃ اللہ علیہ

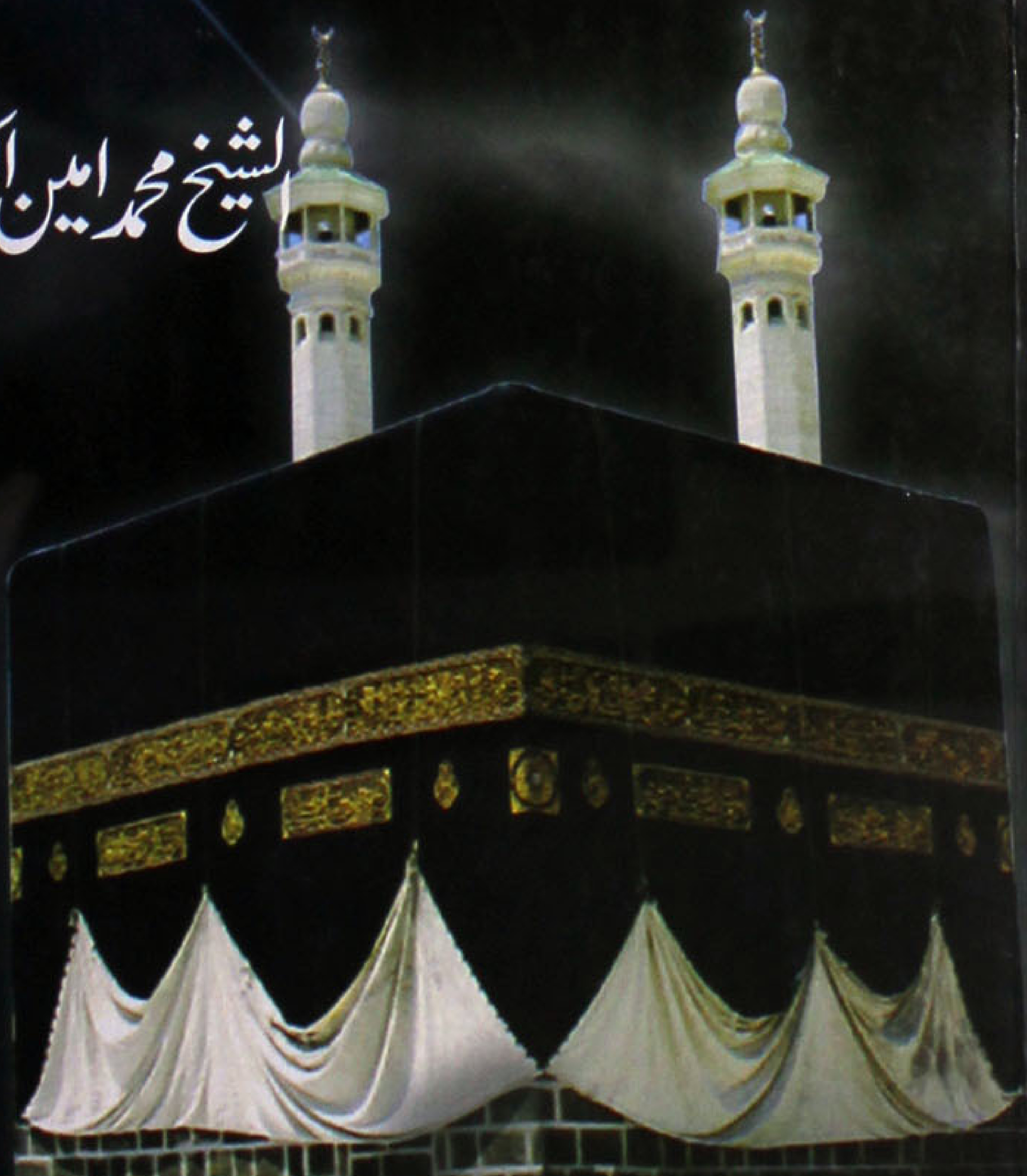

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور - کراچی
پاکستان

چراغِ شبِ اسریٰ

مصنف

الشیخ محمد امین الکردی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

علامہ مختار احمد رومی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور - کراچی ○ پاکستان

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	چراغ شب اسریٰ
مصنف	الشیخ محمد امین الکردیؒ
مترجم	علامہ مختار احمد رومی (فاضل دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ ضلع سرگودھا)
تاریخ اشاعت	ستمبر 2004ء
تعداد	ایک ہزار
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
کمپیوٹر کوڈ	1Z427
قیمت	-/39 روپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔فون: 7221953 فیکس:۔ 042-7238010

9۔الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔فون: 7225085-7247350

14۔انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-221201-2630411۔ فیکس:۔ 021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

Vist our website:- zia-ul-quran.com

فہرست مضامین

انتساب	5
پیش لفظ	6
خطبۂ کتاب اور سبب تالیف کا بیان	7
مقدمہ حضور ﷺ کی محبت اور سنت کے وجوب کا بیان	9
فصل:۔ رجب شریف کی فضیلت	11
زمان و اعراض کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونا	15
کتب تصوف کے حوالے سے عالم مثال کا بیان	16
حضور ﷺ کا فرمان کہ زمانہ گھوم چکا ہے۔ اس کی وضاحت	17
حرمت والے مہینوں کی تحریم کی حکمت	17
رجب المرجب میں روزہ رکھنے کے فضائل	19
فضائل میں حدیث ضعیف قابل عمل ہوتی ہے اس ضمن میں امام نووی کا قول	21
کثرت ثواب والی احادیث ضعیف نہیں ہوتیں	24
تھوڑے عمل پر عظیم ثواب بیان کرنے والی صحیح احادیث	24
احادیث میں تعارض کا ازالہ	25
مسجد کی جانب ایک قدم ایک سال کے قیام و صیام سے بہتر ہے۔ حدیث	25
جمعہ کے دن جلدی کرنے کے بارے میں اہل علم کے اقوال	25
روزے کی فضیلت کے بارے میں صحیح احادیث اور رجب شریف کے روزے کی فضیلت پر بہترین استدلال	26
فصل: واقعۂ اسراء و معراج صحیح احادیث کی روشنی میں	35
سفر معراج میں ظاہر ہونے والے عجائبات اس ضمن میں پیدا ہونے والی	

مشکلات کے جوابات 36
آسمانوں کی جانب معراج کا ذکر 44
دریائے نیل زمین سے پھوٹتا ہے اس کی اصل جنت میں ہے ایک نفیس بحث 49
شب معراج نظر آنے والے عجائبات کا بیان 49
جبرئیل، میکائیل، عرش اور سید المرسلین ﷺ کے درمیان بزبان حال--
باہمی گفتگو 58
آیت اسراء کی تفسیر، انکار کا رد 61
فصل: آیت معراج کی تفسیر 73
حضور ﷺ کے لئے دیدارِ الٰہی کا ثبوت 80
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے انکار کا جواب 82
فصل: بندوں کیلئے دیدار الٰہی۔ خاص بحث 84
اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا دیدار دل کی آنکھوں سے اور خواب میں 91
فصل: شفاعت
شفاعت کا انکار اور اس کا رد بعض عظیم المرتبہ صحابہ کرام کے حوالہ سے 99
خاتمہ: حضور ﷺ پر درود و سلام کی فضیلت 108
تتمہ: خلیفۂ مؤلف رحمۃ اللہ علیہا کی بہترین رہنمائی۔ 111

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو اپنے مرشد کریم

حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

کے اسم گرامی سے منسوب کرتا ہوں

جن کی نظرِ محبت نے لاکھوں دلوں کو عشقِ مصطفیٰ ﷺ

کا لازوال سوز وگداز عطا فرمایا

مختار احمد رومی

مدرس دار العلوم محمدیہ غوثیہ

بھیرہ شریف

پیش لفظ

فضل واحسان والے کریم ومہربان رب العزت کا بے حساب شکر ہے جس نے اپنے اس عاجز و درماندہ بندے کو اس قابل بنایا کہ اپنے حبیب ﷺ کے معراج پاک کے ذکر پر مشتمل عربی کتاب کا اردو ترجمہ کر سکے۔

یہ کتاب عارف باللہ مولانا الشیخ محمد امین الکردی رحمتہ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف ہے۔ موصوف ایک صوفی باصفا اور سچے عاشق مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ہیں۔ ان کی تصنیف میں یہی رنگ عشق میرے لیے خضرِ راہ ثابت ہوا اور کتاب کا ترجمہ پایہ تکمیل کو پہنچا۔

بے حساب درود وسلام ہوں اس ذاتِ اقدس پر جن کو شب اسریٰ معراجِ پاک نصیب ہوئی ﷺ۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے اللہ تعالیٰ میری اس کاوش کو قبول فرمائے اور اپنے محبوب ﷺ کی سچی غلامی پختہ محبت اور روزِ حشر نعمت شفاعت نصیب فرمائے۔

امین بجاہ طٰہٰ ویٰسین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

مختار احمد رومی

مدرس دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف

خطبہ

اللہ رب العزت کی ذات بابرکات کیلئے تمام تعریفیں جو اپنے حبیب ﷺ کے سامنے ظاہر ہوا پھر آپ کو (عالم) ملکوت کے عجائبات دکھائے اور مقامِ انس وصفا میں آپ کو جمال ذات کا مشاہدہ کرایا آپ کو دنیائے جبروت (کے مخفی رازوں) سے آگاہ فرمایا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو (سعادت کے در) کھولنے والا (انبیاء ورسل کا) خاتم اور گناہگاروں کیلئے شفاعت کرنے والا بنایا۔ آپ کو عمدہ خصلتوں سے نوازا۔ آپ کیلئے مہینوں کے فضائل اور عظمتیں واضح فرمائیں۔ آپ سے محبت کرنے والوں کو اعلیٰ علیین کی منزل سے نوازا۔

درود وسلام ہوں ہمارے آقا محمد ﷺ پر جو بنو معد کا خلاصہ اور بنوعدنان کا جوہر ہیں۔

آپ ﷺ کے آل واصحاب پر رحمت الٰہی نازل ہو جو (تمام کے تمام) صفتِ صفاو عرفان سے مزین ہیں۔ **اللھم صل وسلم و بارک علی سیدنا محمد وعلی آلہ و صحبہ اجمعین۔**

امّا بعد! اپنے رب کی رحمت کا امیدوار اور اس کا عاجز بندہ محمد امین جس کا مذہب شافعی، مشرب نقشبندی جواز روئے نسب کردی ہے اور اس کا اصل وطن اربل ہے۔ ان دنوں الازہر میں مقیم ہے۔

(صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ) میں اپنی کتاب سراج الواعظین فی نصیحۃ المسلمین کی تالیف میں مشغول تھا کہ میرے پاس میرے ایک نہایت معزز اور صالح دوست تشریف لائے۔ اس وقت میں رجب شریف کے فضائل واقعہ معراج اور اس کے ثبوت پر قرآن و حدیث اور اجماع امت سے عقلی ونقلی دلائل بھی مفصل ذکر کئے جاچکے تھے جو منکرین (کے رد کیلئے کافی تھے)

اس ضمن میں رویت باری تعالیٰ، آیات کبریٰ کا مشاہدہ شفاعت عظمیٰ کی عطا، تصدیق معراج پر ثواب اور انکار پر عذاب اور دیگر مفید مباحث وفوائد بھی ضبط تحریر میں آچکے تھے۔

جب میں نے اپنی تحریر انہیں پڑھ کر سنائی تو انہوں نے مجھے کتاب کی تکمیل سے پہلے یہ رسالہ علیحدہ چھپوانے پر مجبور کیا۔

کچھ مدت میں سوچتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ کھول دیا اور میں اس کام کیلئے تیار ہوگیا۔ میں نے اس کتاب کا نام ضوء السراج فی قصه الاسراء و المعراج رکھا ہے۔ حسبِ خواہش یہ کتاب ہدیہ قارئین ہے اللہ کے محبوب ﷺ کے وسیلہ سے اس کتاب کی قبولیت مزید توفیق اور جنت کے حصول میں کامیابی ہمارا مدعا ہے (اللہ تعالیٰ ہماری دعا قبول فرمائے)۔

مقدمہ

حضور ﷺ کی محبت اور سنت کے واجب ہونے کے بیان میں

محبت رسول ﷺ وہ درجہ ہے جس میں آگے بڑھنے والے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے میں مقابلہ کرتے ہیں۔ اصحاب عمل کی نگاہیں اسی طرف لگی ہوئی ہیں اہل محبت اس پر مر مٹتے ہیں۔ اہل عبادت اسی (محبت) کی مہک سے مسحور ہو جاتے ہیں۔ یہی (محبت) قلب وروح کی غذا اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

یہ ایسی زندگی ہے جو اس سے محروم ہوا وہ ابدی موت مر گیا۔ محبت رسول ﷺ وہ نور ہے جو اس سے محروم ہوا ہمیشہ کیلئے ظلمتیں اس کا نصیب بن گئیں۔ حبیب خدا علیہ التحیۃ والثناء کی محبت ایمان، اعمال، احوال اور مقامات کی روح ہے۔

الختصر محبت رسول اللہ ﷺ لازم ہے۔ قرآن کی آیات اس محبت کی عظمت پر پختہ گواہ ہیں۔ کوئی شخص بھی اس وقت تک حقیقی مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنی جان اپنی اولاد اپنے والدین اور اپنے معاشرے سے بڑھ کر حضور ﷺ سے محبت نہ کرے۔ جس نے آپ سے محبت کی اس نے ایمان کی مٹھاس چکھ لی اور وہ شخص مقام روح وریحان میں آپ کا غلام بن گیا۔ اسے انعام یافتہ گروہ کی معیت حاصل ہوگئی۔ وہ جنت میں آپ ﷺ کے ساتھ ہوگا کیونکہ المرءُ مع من احب آدمی قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگا جس سے دنیا میں محبت کی ہوگی۔

آپ کی عزت وتعظیم آپ کی محبت کی علامات میں سے ہے آپ ﷺ کا ذکر سن کر رقت کا طاری ہو جانا، آپ ﷺ کی امت پر شفقت صالحین امت کے ساتھ نیکی وخلوص ان کے مسائل کے حل میں دلچسپی یہ تمام محبت رسول ﷺ کی علامات ہیں۔

خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس کا شمار غلامانِ مصطفیٰ ﷺ میں ہے۔ جس نے آپ کے احکام پر عمل کیا۔ آپ کے منع کرنے پر رک گیا۔ اپنی پسند کو آپ کی رضا پر قربان

کردیا۔ جو شخص خدا اور رسول کیلئے دو عالم سے خفا ہو گیا۔ جس نے ہمیشہ آپ کی سنت پر عمل کیا اور اپنے نفس کی خواہش چھوڑ کر آپ کے فرمان کی تعمیل کی۔

خوشخبری ہو ایسے شخص کیلئے جس نے آپ ﷺ کے دین اور شریعت کا علم حاصل کیا اور اپنے آپ کو حضور ﷺ کی طبیعت و اخلاق کے سانچے میں ڈھال لیا۔ آپ ﷺ کے پیاروں کے ساتھ محبت، آپ ﷺ کے اہل بیت اور صحابہ کرام کی تعظیم کی، تمام خلاف شریعت کاموں سے اجتناب کیا۔ ہر بدعت سے کنارہ کشی اختیار کی آپ ﷺ کے دین کی حدود کے تحفظ کیلئے کمربستہ ہو گیا۔

آپ ﷺ کے دشمنوں اور حاسدوں کی بات نہ مانی۔ اس مقصد کیلئے اپنی جان اور مال کی پروانہ کی اور ہمیشہ ان لوگوں کا ساتھ دیا جن سے حضور ﷺ کو محبت تھی یا جنہیں حضور ﷺ سے محبت تھی۔

جب انسان ایسے شخص سے محبت کرتا ہے جو اس پر دنیا میں ایک مرتبہ یا دو مرتبہ عارضی اور فانی احسان کرتا ہے تو اس ذات پاک ﷺ کے بارے میں کیا خیال ہے جن کے احسانات دائمی ہیں۔ جنہوں نے نہ ختم ہونے والے عذاب سے بچایا۔

جب انسان کسی دوسرے کے ساتھ اس کے حسن و جمال کی وجہ سے محبت کرتا ہے تو اس رسول کریم نبی پاک ﷺ کے بارے میں کیا خیال ہے جو حسنِ خلق اور حسنِ تخلیق کے جامع ہیں جو مکارم اخلاق اور فضائل و کمالات تقسیم فرمانے والے ہیں۔

دنیا اور آخرت کی تمام نعمتیں آپ کا صدقہ ہیں اور آپ کے طفیل اللہ تعالیٰ نے ہم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتوں کا مینہ برسا دیا۔

قصہ مختصر! اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کی محبت کے بغیر دل مردہ ہیں۔ زندگی صرف انہیں غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کی ہے جن کے قلب و نظر آپ کے دیدار سے ٹھنڈے ہیں۔ جو آپ ﷺ کے قرب سے مانوس اور آپ ﷺ کی محبت سے محفوظ ہیں۔ دل میں ایک ایسی طاقت ہوتی ہے جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت ہی راہِ رست پر لا سکتی ہے اس محبت سے محرومی غموں، دکھوں، رنجوں اور حسرتوں کے سوا کچھ نہیں۔

فصل

رجب شریف کی فضیلت کے بیان میں

برادران گرامی! اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنے احکام کی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے اا اور نافرمانیوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ جل شانہٗ نے رجب شریف کو نیکیوں کا مہینہ، سعادتوں کا خزینہ مقربین کے لئے بہار اور وحشت زدوں کیلئے باعث قرب بنایا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت توبہ کرنے والوں پر برستی ہے عمل (صالح) کرنے والوں پر انوار کی چاندنی کا وفور ہوتا ہے۔

پس اے گنہگار تیرے پاس (رجب شریف) عزت والا مہینہ (بن کر) آ چکا ہے تو اپنے گناہوں سے توبہ کر کے اس کا استقبال کر تمہارے پاس مبارک مہینہ آ چکا ہے اس میں اپنی طاقت کے مطابق اپنے نقصانات کی تلافی کر لے۔

کتنے ہی انسان ہیں جنہوں نے رجب شریف کا مہینہ دیکھا لیکن شعبان المعظم نہ دیکھ پائے۔ بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے رجب اور شعبان تو دیکھے لیکن رمضان المبارک تک نہ پہنچ پائے۔ پس جو اس (عارضی) زندگی میں کھیل کود میں مصروف رہا اس نے اپنے پیداواری لمحے ضائع کر دیئے اور جو اپنے پیداواری لمحے ضائع کر دے اس کے جزاء کے دن بھی رائیگاں جاتے ہیں۔

جوانی کی قدر بوڑھے جانتے ہیں صحت کی قیمت بیمار جانتے ہیں زندگی کی قدر اہل قبور سے پوچھ۔

اے مسکین و تہی دست، جمادی الاولیٰ اور الاخری تیری زندگی میں کئی بار آئے لیکن تو گناہوں کی سرکشی میں مشغول رہا۔

سابقہ آسمانی کتابوں میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اے میرے بندے! تو گناہوں کا دروازہ بند کر دے میں تیرے لیے اپنے قرب کا دروازہ کھول دوں گا۔ اے بندے معصیت

سے رک جا میں تیرے لیے غیب سے علم کے دروازے کھول دوں گا۔ اے میرے بندے میری مخالفت کا دروازہ بند کردے میں تیرے لئے مکاشفہ کا دروازہ کھول دوں گا۔ اے میرے بندے محلات کی حرص چھوڑ دے میں تمہیں حوریں عطا کروں گا۔

"یا عبدی اغلق عنک ابواب المعاصی افتح لک ابواب اختصاصی یا عبدی اغلق ابواب الذنوب افتح لک ابواباً من علم الغیوب یا عبدی اغلق ابواب المخالفة افتح لک ابواب المکاشفة یا عبدی اعتزل عن الدور والقصورا زوجک غداً من الحور"

اے مسکین اگر تو اسے پہچان جائے تو راہ طلب میں تیری اس سے ملاقات ہو جائے اگر تو اس (معبود حقیقی) سے محبت کرے تو راہِ محبت میں اسے پالے۔ اگر تو اس کا شکر ادا کرے تو تمہیں اپنی عظیم نعمتوں سے نواز دے۔ اگر تو اس کا ذکر کرے تو وہ (اللہ) تمہیں شہد جیسے شیریں ذکر کی مٹھاس کی لذت عطا فرمادے۔

اگر تو تقویٰ اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمھیں اپنے مقربین کے حوض پر اتارے جس دن متقین گروہ در گروہ رحمٰن کی جانب اور مجرمین صف در صف جہنم کی طرف لائے جائیں گے پس خوش بخت وہ ہے جسے رحمٰن سے دوستی نصیب ہوگئی۔

پس اے مخاطب رجب شریف کی راتوں میں اپنے مولا کی بارگاہ میں حاضر ہوکر اپنے گناہوں پر آنسو بہالے ہوسکتا ہے وہ تمہیں اپنی عطا سے نواز دے۔

برادرانِ من! رجب شریف عذر قبول ہونے کا مہینہ ہے یہ عفو ومغفرت کا مہینہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے لہٰذا اس ماہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف آجاؤ۔ یہ مخلوق کے گناہوں کو نظر انداز کرنے والا مہینہ ہے۔

پس اس مہینے میں اپنا پورا حصہ وصول کرلو۔ روزوں کی کثرت گناہوں پر ندامت، اسلام کی اشاعت، راہِ خدا میں خیرات، صلہ رحمی، رات (کے آخری حصے میں) نماز کے ساتھ اس مہینے کا احترام کرو جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

اہل عرب رجب شریف کا احترام کیا کرتے تھے۔فرشتے اور انبیاء اس کی تعظیم کرتے ہیں خالق کائنات نے اس کو عزت بخشی ہے اس ماہِ مبارک کے شرف کے اظہار کیلئے یہی کافی ہے کہ رجب شریف کی پہلی تاریخ سے آخری دن تک کعبہ شریف کے دروازے کھلے رہتے ہیں۔کعبے کے دربان کہتے ہیں۔الشهر شهر الله و البيت بيت الله و العباد عباد الله و الرحمة رحمة الله یہ ماہِ مبارک بھی اللہ کا یہ گھر (کعبہ) بھی اللہ کا۔ بندے بھی اُسی اللہ کے اور رحمت بھی اسی کی۔ (ہم درمیان میں کیوں حائل ہوں مترجم)۔

دیلمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

سمعت رسول ﷺ يقول يسحُ الله الخير فی أربع ليالٍ سحاً، ليلة الاضحى، ليلة الفطر و ليلة النصف من شعبان و اول ليلة من رجب۔

''میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا چار راتوں میں رحمتِ الٰہی بے حساب برستی ہے عید الاضحیٰ کی رات عید الفطر کی رات شعبان کی پندرہویں رات اور رجب کی پہلی رات''۔

دیلمی نے ہی اپنی سند کے ساتھ ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ راتیں ایسی ہیں جس میں دعا رد نہیں کی جاتی۔ رجب کی پہلی رات، شعبان کی پندرہویں رات، جمعہ کی رات اور دونوں عیدوں کی راتیں۔ یوں بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ رجب کی ہر رات اس طرح فرماتا ہے۔

رَجَبُ شَهرِی وَالْعَبْد عبدی و الرحمةُ رحمتی و الفضل بِيَدیٰ وانَا غَافِرلِمَنْ اَستغفرلیٰ فیٰ هذاالشهر و معط لمن سالنی فيه۔

''رجب بھی میرا، بندہ بھی میرا، رحمت بھی میری، فضل میرے دستِ قدرت میں ہے۔اس مہینے میں جو مجھ سے مغفرت طلب کرے گا اسے بخش دوں گا جو بھی سوال کرے گا عطا فرماؤں گا''۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (اپنی کتاب) غنیۃ (الطالبین) میں فرماتے ہیں۔ رجب کی شب اول کہا جاتا ہے الٰہی آج لوگ تیرے حضور حاضر ہیں آنے والے تیری بارگاہ میں آئے ہیں۔ تیری مہربانی اور فضل کے امیدوار ہیں اس رات تیرے کرم و عطا کی مہک عام ہے تو جسے چاہے اس پر کرم فرمائے جسے چاہے محروم کرے۔ میں تیرا محتاج بندہ ہوں تیرے فضل واحسان کا امیدوار۔ اے رب العالمین اپنے احسانات کی بارش فرما۔

مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ رجب کی پہلی شب ایک فرشتے کو اعلان کرنے کا حکم دیتا ہے لوگو! سن لو توبہ کا مہینہ آ گیا ہے۔ خوشخبری ہو اس مہینے میں توبہ کرنے والے کیلئے۔

بعض صالحین کا بیان ہے جس شخص نے رجب شریف کے پہلے عشرہ میں ہر روز سبحان الحی القیوم سو مرتبہ دوسرے عشرہ میں ہر روز سبحان الاحد الصمد سو مرتبہ اور تیسرے عشرہ میں ہر روز سبحان اللہ الرؤف سو مرتبہ پڑھا اس کا ثواب بیان سے باہر ہے۔

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے بعض سابقہ آسمانی کتب میں پڑھا ہے کہ جو شخص رجب شریف کے مہینے میں صبح وشام ہاتھ اُٹھا کر استغفار کرے اور ستر بار یوں کہے اللھم اغفرلی وارحمنی و تب علی۔ اے اللہ مجھے معاف کردے مجھ پر رحم فرما میری توبہ قبول فرما ایسا کہنے والا شخص آگ سے محفوظ رہے گا پس رجب شریف میں کثرت سے استغفار کیا کرو۔ کیونکہ اس ماہِ مبارک میں بے شمار لوگوں کو دوزخ سے آزادی نصیب ہوتی ہے۔

فائدہ: بعض بزرگوں کا بیان ہے جس شخص نے رجب، شعبان اور رمضان المبارک کے مہینوں میں عصر اور مغرب کے درمیان ہر روز یوں کہا۔

استغفراللہ العظیم الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم غفار الذنوب و ستار العیوب و اتوب الیہ توبۃ عبد ظالمٍ لنفسہ لا یملک ضراً ولا نفعاً ولا موتاً ولا حیاۃً ولا نشوراً۔

"میں عظیم رب العزت سے مغفرت طلب کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود

نہیں وہ زندہ اور قائم رہنے والا ہے گناہوں کو بخشنے والا عیب چھپانے والا ہے میں اس کی بارگاہ میں ایسے توبہ کرتا ہوں جیسے اپنی جان پر ظلم کرنے والا بندہ جو نہ نقصان کا مالک ہے نہ نفع کا نہ موت کا نہ حیات کا اور نہ موت کے بعد زندہ ہونے کا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کے مؤکل فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ اس کے گناہوں والا رجسٹر پھاڑ دو"۔

فائدہ: بعض صالحین سے مروی ہے جو ایک مرتبہ روزانہ سورہ اخلاص قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ پڑھتا ہے اسے اتنا ثواب ملتا ہے جسے اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ اس لیے کہ اگر دس ہزار اونٹوں پر کاغذ لاد دیا جائے۔ آسمان پر بسنے والے ملائکہ کو سونے کے قلم دے دیے جائیں پھر بھی وہ فرشتے سورہ اخلاص کا ثواب نہیں لکھ سکتے۔

جس شخص نے رجب کی ستائیسویں شب یہ دعا پڑھی اور اپنی حاجت کا سوال کیا اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرمائے گا وہ دعا یہ ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم ۔ اللهم انى اسئلك بمشاهدة اسرار المحبين و بالخلوة التى خصصت بهاسيد المرسلين حين اسريت به ليلة السابع والعشرين ان ترحم قلبى الحزين و تجيب دعوتى يا اكرم الاكرمين۔

"اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں محبت کرنے والوں کے مشاہدہ اسرار کے صدقے اور اس خلوت کا واسطہ دیتا ہوں جو تو نے رجب کی ۲۷ شب اپنے محبوب ﷺ کو معراج کے موقع پر عطا فرمائی۔ الٰہی میرے پریشان دل پر رحم فرما اے معزز ترین ذات باری تعالیٰ میری دعا قبول فرما"۔

رجب ترجیب سے مشتق ہے۔ اس کا معنی ہے تعظیم اس کا ایک نام ہے الاصب (بہت زیادہ بہنے والا) کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت موسلا دھار برستی ہے۔ اسی طرح رجب کا

ایک نام الاصم (بہرہ) ہے کیونکہ جب یہ ماہ مبارک ختم ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے بندوں کے اعمال کے بارے میں پوچھتا ہے لیکن یہ خاموش رہتا ہے اللہ تعالیٰ پھر پوچھتا ہے یہ پھر خاموش رہتا ہے تیسری بار بھی خاموش رہتا ہے۔ پھر عرض کرتا ہے اسے میرے رب تو نے اپنے بندوں کو ایک دوسرے کے عیب چھپانے کا حکم دیا ہے (میں بھی ان کے عیب چھپا رہا ہوں۔ مترجم رومی) تو نے میرا نام بہرہ رکھا ہے میں تیرے بندوں کی نیکیاں تو جانتا ہوں لیکن گناہوں کی طرف سے بہرہ ہوں۔

یاد رہے کہ مہینے دن اور راتیں، اقوال وافعال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچنے کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نورانی شکلیں پیدا فرماتا ہے اور وہ صورتیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوتی ہیں۔ جس طرح کہ مخبر صادق ﷺ کی احادیث میں آیا ہے اور وہ صورتیں ہمارے اس عالم سے لطیف ہوتی ہیں۔ اور عالم ارواح سے کثیف ہوتی ہیں۔ صوفیا اسے اپنی زبان میں عالم مثال کہتے ہیں۔

بعض اہل اشارت کا بیان ہے رجب کے تین حروف ہیں ر، ج، ب ''ر'' سے مراد رحمت الٰہی ''ج'' سے مراد جنایت (بندوں کے) گناہ اور ''ب'' سے مراد برالله۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے میرے بندے اپنے جرم کو میری رحمت اور مہربانی سے ڈھانپ لے۔ رجب بیج کاشت کرنے کا مہینہ ہے شعبان سیراب کرنے کا اور رمضان المبارک فصل اٹھانے کا مہینہ ہے۔ پس جس شخص نے رجب میں اطاعت کا بیج نہ بویا اور شعبان میں اس بیج کو اشکوں سے سیراب نہ کیا وہ شخص رمضان المبارک میں کس طرح رحمت کی کھیتی اٹھا سکے گا۔ جسے رجب کی عزت کا پاس نہیں اسے شعبان کے وقار کا بھی دھیان نہیں اور جسے شعبان کی حرمت کا خیال نہیں اسے رمضان المبارک کی بھی پروا نہیں حضرت عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا رجب اللہ کا مہینہ ہے شعبان میرا اور رمضان المبارک میری امت کا مہینہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رجب کو مغفرت کے ساتھ شعبان کو شفاعت کے ساتھ اور رمضان

المبارک کو نیکیوں میں کثرت کے ساتھ خاص کرلیا ہے۔

یوں بھی کہا گیا ہے کہ رجب توبہ کا مہینہ ہے شعبان محبت کا اور رمضان شریف قرب کا مہینہ ہے۔ یہ چار مہینے باقی مہینوں کیلئے بھی زینت ہے۔ ذیقعد، ذوالحج، محرم اور رجب۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ان (مہینوں) میں سے چار حرمت والے مہینے ہیں۔ ان میں سے تین مہینے تو اکٹھے (اور لگاتار) ہیں اور ایک مہینہ رجب الگ ہے۔

بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے حضور ﷺ نے خطبۂ حجۃ الوداع میں فرمایا بے شک زمانہ گھوم کر اس حالت پر آ گیا جس پر اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا تھا۔ سال بارہ ماہ کا ہے جس میں سے چار عزت والے مہینے ہیں۔ ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم لگاتار آتے ہیں۔ جمادی الاخری اور شعبان کے درمیان آنے والا مہینہ رجب شریف چوتھا عزت والا مہینہ ہے جو الگ ہے۔

اس حدیث پاک میں نبی کریم ﷺ نے اس حقیقت سے آگاہ فرمایا ہے کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا ہے اور جب سے افلاک میں گردش لیل و نہار جاری ہے اور شمس و قمر ایک دوسرے کے پیچھے محو پرواز ہیں ان کی آمد سے رات کی تاریکی اور دن کا اجالا نمودار ہوتا ہے اس وقت سے سال بارہ ماہ کا ہے اور ان مہینوں کا اعتبار چاند کے طلوع سے ہے اہل کتاب کی طرح سورج کے آنے جانے سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ آپ ﷺ کی مراد ہے کہ جاہلیت کی رسم ''نسی'' اب باطل ہو چکی ہے۔ حرمت والے مہینوں میں سے کسی کی حرمت دوسرے مہینے کی طرف منتقل کر کے اس ماہ کو حلال کر لینا اس رسم کو ''نسی'' کہتے ہیں۔ کیونکہ دور جاہلیت میں جنگ کے زمانے میں اہل عرب مہینوں کی حرمت اس طرح بدلتے رہتے تھے (یعنی حرمت والے مہینے میں جنگ جاری رکھتے) اور اس کی جگہ کسی دوسرے مہینے کو اپنے اوپر حرام کر لیتے۔

ان کا اعتقاد تھا کہ فقط چار مہینے حرمت والے ہیں اس میں مہینوں کی کوئی تخصیص نہیں بلکہ صرف چار کا عدد ضروری ہے لہٰذا وہ محرم کو حلال کر کے ''صفر'' کو حرام کر لیتے اور

اگر ''صفر'' میں کوئی اور ضرورت آ پڑتی تو ربیع الاوّل کو حرام بنا لیتے۔ اس طرح یہ حرمت کا سفر سارا سال جاری رہتا حج کے ساتھ بھی یہی سلوک روا رکھا جاتا۔

حضور ﷺ نے آگاہ فرمایا اب زمانہ اس موڑ پر آ گیا ہے جہاں سے اسے خالق کائنات نے پیدا فرمایا تھا (یعنی اس دفعہ حرمت والے مہینوں کی حرمت اپنی جگہ پر آ گئی ہے)۔ لہٰذا اس کی حفاظت کرنا اور نئے سرے سے اس حرمت کو کسی اور مہینے میں منتقل نہ کرنا۔ آپ ﷺ نے رجب کو ''مضر'' کا رجب کہا ہے اس لئے کہ قبیلہ مضر اس مہینے کا بہت زیادہ احترام کرتا تھا ان کو ''اشہر حرم'' اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ ان کی عزت بہت زیادہ ہے اور ان میں گناہ کرنا بہت برا کام ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے چار مخصوص مہینوں کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے ان میں گناہ کو بہت زیادہ ناپسندیدہ فرمایا ہے ان کو زیادہ عزت عطا فرمائی ہے۔ ان مہینوں میں نیک اعمال کا اجر بہت زیادہ بڑھا دیا جاتا ہے۔ پس جس شخص کا نامۂ اعمال گناہوں کی وجہ سے سیاہ ہو چکا ہو اس پر لازم ہے کہ ان مہینوں میں اپنی خطاؤں کی سیاہی اپنے اشکوں سے دھو کر توبہ کر لے۔

ترجمہ اشعار: فضول کاموں سے نجات دینے والے نیک اعمال کر کے اپنے نامۂ اعمال کی سیاہی دھو ڈال، عزت والا مہینہ آ گیا ہے جس میں کسی سائل کو نامراد نہیں کیا جاتا۔ مبارک ہو اس شخص کو جس نے نیک عمل کیا اور برے کاموں سے ہاتھ کھینچ لیا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے اللہ تعالیٰ کو سارے زمانے میں سے ''اشہر حرم'' زیادہ محبوب ہیں۔

کہتے ہیں کہ ذیقعد کو حج پر جانے کیلئے ذوالحج کو حج کی وجہ سے اور محرم کو حج سے واپس آنے کی وجہ سے حرمت والا بنایا گیا ہے تا کہ حاجی اپنے گھر سے روانہ ہونے سے لے کر واپسی تک پر امن رہے۔ رجب کو اس لئے حرام قرار دیا گیا ہے کیونکہ مکہ کے نواحی لوگ اس میں عمرہ ادا کرتے ہیں۔

فصل

رجب شریف کے روزے کی فضیلت

اے راہِ راست سے بھٹکنے والے انجام گناہ سے غافل، فضول اعمال میں وقت ضائع کرنے والے نیک اعمال سے منہ پھیرنے والے۔ اپنے رب کی دعوت کی نافرمانی کرنے والے۔ اب بھی اگر تو قیامت کے دن (عذاب سے) نجات چاہتا ہے تو میری نصیحتوں پر عمل کر۔ میرے پیچھے پیچھے آ۔ تمہیں ہدایت کی راہ پر گامزن کر دوں۔

اے تہی دست و تہی دامن گناہ سے باز آ جا اور اپنے رب کی اطاعت کیلئے کمر بستہ ہو جا اگر تو اطاعت کرے گا تو اللہ تعالیٰ تمہیں ثواب عطا فرمائے گا تیری دعائیں قبول فرمائے گا۔ تجھے گناہوں سے توبہ کی توفیق عطا فرمائے گا اور اگر تو پہلے سے ہی درگاہ الٰہی میں حاضر ہے تو اس کا دروازہ نہ چھوڑنا اسی کا ہو جانا تمام کاموں میں اسی پر بھروسہ رکھ۔ یہ رجب کا مہینہ ہے (بلکہ) عبادت اور سعادت کا خزینہ ہے۔ یہ روزے کا مہینہ ہے اس میں روزہ رکھ کر نفس کو پاک کر لے۔ غفلت اور نیند کی چادر اتار کر سحر خیزی کا عادی بن جا۔

بخشنے والے مالک کی بارگاہ میں التجا کرتا کہ وہ تمہیں اپنے بندوں میں شامل فرمالے۔ خوب یاد رکھ جس نے بھی اس ماہ مبارک کو روزے اور عبادت سے شاد کیا گویا اس نے اپنے گھر کو اجر عظیم سے آباد کر لیا۔ مزید برآں خود کو ٹھنڈے میٹھے چشمۂ صافی سے سیراب کر لیا۔ تعجب ہے اس پر جو رجب المرجب کے روزے سے غافل ہے شیخ عزالدین بن عبدالسلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو رجب کے روزے سے منع کرتا ہے وہ جاہل ہے۔

منقول ہے کہ "اشھر حرم" کے روزے مستحب ہیں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں حضور ﷺ کا فرمان ہے حرمت والے مہینوں میں سے ایک دن کا روزہ باقی تیس روزوں سے بہتر ہے۔

شارح احیاء (العلوم) عراقی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ معجم طبرانی میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس نے محرم الحرام کا ایک روزہ رکھا اسے ہر دن کے

بدلے تیس روزوں کا ثواب ملے گا۔

ایک روایت میں ہے ہر ماہ تین روزے رکھنا ساری زندگی روزے رکھنے کی طرح ہے۔(بخاری و مسلم)

بزار کی روایت ہے رمضان المبارک کے روزے اور ہر مہینے میں تین روزے دل کے کھوٹ، حسد اور وسوسے سے نجات عطا کرتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا جس نے عزت و حرمت والے مہینوں میں سے کسی مہینے میں تین روزے رکھے اسے سات سو سال کی عبادت کا ثواب ملے گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر یہ حدیث پاک میں نے حضور ﷺ سے نہ سنی ہو تو میرے کان بہرے ہو جائیں۔ بیہقی نے شعب الایمان میں ابو قلابہ سے روایت کی ہے کہ رجب میں روزہ رکھنے والوں کیلئے جنت میں محل تیار کئے گئے ہیں۔

ابو محمد خلّال نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے بیان کیا ہے رجب کے پہلے دن کا روزہ تین سال کے گناہوں کا کفارہ، دوسرے دن کا روزہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ، تیسرے دن کا روزہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ اور پھر ہر دن کا روزہ ایک مہینے کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں من صام الیوم السابع و العشرین من رجب کتب اللہ له صیام ستین شھراً جس نے ۲۷ رجب المرجب کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اسے ساٹھ سال کے روزوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی۔ میں نے پوچھا آپ کہاں سے آ رہے ہیں انہوں نے فرمایا نبی پاک ﷺ کی محفل سے آ رہا ہوں۔ میں نے پوچھا آپ ﷺ نے کیا فرمایا وہ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جس نے اللہ کی رضا کیلئے رجب کا ایک بھی روزہ رکھا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا (یہ سن کر) میں حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر

ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے آپ سے یہ بات روایت کی ہے (کیا یہ ٹھیک ہے) آپ ﷺ نے فرمایا معاذ نے سچ کہا ہے میں نے ایسا ہی کہا ہے (ہاں) میں نے ایسا ہی کہا ہے۔ میں نے ایسا ہی کہا ہے۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے۔

ان فی الجنة نهراً له رجب اشدبیا ضاً من اللبن واحلیٰ من العسل من صام یوماً من رجبٍ سقاه الله من ذلک النهر

''جنت میں ایک نہر ہے جس کا نام رجب ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے جس نے بھی رجب کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کو نہر رجب سے سیراب فرمائے گا''۔

اسے بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے یاد رہے کہ ان احادیث مبارکہ پر عمل کرنے میں سستی نہیں کرنی چاہئے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''الاذکار'' میں فرماتے ہیں۔ علماء ومحدثین اور فقہاء کا فرمان ہے فضائل اور ترغیب وترہیب میں حدیث ضعیف پر عمل کرنا جائز ہے بشرطیکہ حدیث موضوع (خود ساختہ) نہ ہو۔ لیکن احکام مثلاً حلال، حرام، بیع، نکاح، طلاق، وغیرہ میں حدیث صحیح یا حدیث حسن کا ہونا ضروری ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا ہی فرمان ہے۔

فضائل اعمال کے بارے میں جسے کوئی حدیث پاک معلوم ہو جائے اسے ایک بار ضرور اس پر عمل کرنا چاہیے تاکہ عاملینِ حدیث میں اس کا بھی نام آجائے لیکن فضائل اعمال میں وارد احادیث کا انکار نہیں کرنا چاہیے جن احادیث میں قلیل عمل کا بہت زیادہ ثواب بتایا گیا ہو۔ کیونکہ یہ (ثواب عطا کرنا) اللہ تعالیٰ کی رحمت اور کرم کے حوالے سے رائی کے دانے کے برابر بھی نہیں۔

''ذخیرہ العابدین'' کے مصنف فرماتے ہیں کچھ لوگ ان احادیث کا انکار کرتے ہیں، محض اس وجہ سے کہ ان احادیث میں تھوڑے عمل پر کثیر ثواب اور اجر عظیم کا وعدہ کیا گیا ہے

صد حیف ان کی عقل پر کیا اللہ تعالیٰ کی قدرت کم ہوگئی ہے یا اس کی رحمت تنگ ہوگئی ہے جب ہر عمل میں اس کی قدرت شامل ہے اور اس کی رحمت سمندروں کے قطرات سے بھی زیادہ ہے (پھر ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے) عبادات تو فقط عطاء اجر کے لئے بہانہ ہیں جو محض اس کے فضل و کرم کا اظہار ہے اس موضوع پر بے شمار صحیح احادیث ہیں ایک حدیث پاک میں ہے۔ ان اللہ تعالیٰ یعطی عبدہ المومن بحسنة الف الف حسنة۔ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کو ایک نیکی کا ثواب لاکھ نیکیوں کے برابر عطا فرماتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ پڑھی۔

ترجمہ آیت: بے شک اللہ تعالیٰ ایک ذرہ برابر بھی ظلم نہیں فرماتا اور اگر ایک نیکی ہو تو اس کا اجر کئی گنا کر دیتا ہے اور اپنی بارگاہ سے عظیم اجر عطا فرماتا ہے اللہ تعالیٰ نے اجر عظیم فرمایا کون جانتا ہے کہ اس عظیم اجر کی مقدار کیا ہوگی۔

دوسری حدیث پاک میں ہے سب سے کم درجے والے جنتی کے باغات، حوریں، نعمتیں، غلام اور پلنگ ایک ہزار سال کی مسافت میں پھیلے ہوئے ہوں گے اور سب سے معزز جنتی وہ ہوں گے جن کو صبح و شام جمال رب العزت کی دید نصیب ہوگی پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

ترجمہ آیت: کچھ چہرے اس دن تروتازہ ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔ (بیہقی، ترمذی)

حافظ منذری فرماتے ہیں امام احمد کے الفاظ یہ ہیں۔

سب سے کم مرتبہ جنتی اپنے محلات اور نعمتوں کو ہزار سال تک دیکھتا رہے گا۔ سب سے دور کی نعمتوں کو بھی ایسے ہی دیکھے گا جیسے قریب کی نعمتوں کو دیکھے گا۔

بخاری و مسلم نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے جس شخص نے دس مرتبہ یہ کلمہ پڑھا اسے آل اسماعیل علیہ السلام سے چار غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا ایک روایت میں دس غلاموں کا ذکر ہے۔ وہ کلمہ یہ ہے:

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد و ہو علی کل شیء قدیر۔

اس فضل عظیم اور بہترین ثواب کو دیکھ کہ عمل کتنا ہے اور اس کی جزاء کتنی ہے غلاموں کی تعداد میں اختلاف تعجب کی بات نہیں کیونکہ اخلاص اور خشوع وخضوع کی وجہ سے جزاء میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ کبھی کوئی کلمہ (جو حضور قلب کے بغیر کہا جائے) دس کی بجائے چار مرتبہ برابر ہوتا ہے اور کبھی دس مرتبہ کا ثواب (دس مرتبہ سے بھی زیادہ) مل جاتا ہے۔

نسائی نے روایت کی ہے حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص نے **لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیءٍ قدیر** یہ کلمہ روح کے خلوص اور دل کی تصدیق کے ساتھ پڑھا اللہ تعالیٰ اس کیلئے آسمان سے ایک دروازہ کھول دیتا ہے اور پڑھنے والے کی طرف نظرِ رحمت فرماتا ہے اور جس بندے کی طرف اللہ تعالیٰ نظر کرم فرمائے اس کی مراد پوری ہو جاتی ہے۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے جو شخص بازار میں داخل ہوا اور یہ کلمہ پڑھا **لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد یحی ویمیت وھو حیٌّ لا یموت بیدہ الخیر وھو علیٰ کل شیءٍ قدیر** اللہ تعالیٰ اس شخص کیلئے ایک کروڑ نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اس کے ایک کروڑ گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

نبی پاک ﷺ کا فرمان ہے جس شخص نے سو مرتبہ **سبحان اللہ وبحمدہ** پڑھا اللہ تعالیٰ اسے ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیوں کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر تو ہم میں سے کوئی بھی (نیکیوں کی کمی کی وجہ سے) ہلاک نہیں ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن ایک شخص کی اتنی نیکیاں ہوں گی کہ اگر پہاڑ پر رکھی جائیں تو پہاڑ کو ہلا دیں۔ پھر اللہ کی نعمتیں آئیں گی اور ان نیکیوں کو ختم کر دیں گی (یعنی نیکی کسی نہ کسی نعمت میں چلی جائے گی۔ مترجم رومی)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی رحمت (سے بخشش) فرمائے گا اس حدیث پاک کو حاکم اور

طبرانی نے روایت کیا ہے۔

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا۔

جس نے ایک دن میں سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ پڑھا اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے خواہ وہ سمندر کی جھاگ جتنے ہوں۔ مسلم، نسائی، ترمذی۔

ایک اور روایت میں ہے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دے گا۔ خواہ وہ سمندر کی جھاگ سے بھی زیادہ ہوں اس روایت میں دن اور سو مرتبہ کا ذکر نہیں۔ حضرت امّ ہانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتی ہیں ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے قریب سے گزرے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میری عمر زیادہ ہوگئی ہے اور کمزور ہوگئی ہوں آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو میں بیٹھے بٹھائے کرتی رہوں۔ سرکار ﷺ نے فرمایا سو مرتبہ سبحان اللہ پڑھا کرو یہ تمہارے لئے بنی اسمٰعیل میں سے سو غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا۔ سو مرتبہ الحمدللہ پڑھا کرو یہ تمہارے لئے اللہ کی راہ میں سو تیار شدہ گھوڑے صدقہ کرنے کے برابر ہوگا۔ سو مرتبہ اللہ اکبر کہا کرو یہ تمہاری سو مقبول قربانیوں کے برابر ہوگا اور سو مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھا کرو یہ زمین و آسمان کو (ثواب سے) بھر دیتا ہے۔ جس دن تم یہ پڑھو گی اس دن کسی اور کا کوئی (دوسرا) عمل تم سے بڑھ کر مقبول (بارگاہِ خداوندی) نہیں ہوگا۔ اسے بیہقی اور امام احمد نے بسند حسن روایت کیا ہے۔

نسائی نے بھی روایت کیا ہے لیکن انہوں نے لا یرفع کے الفاظ نہیں ذکر کئے۔ طبرانی نے کبیر اور اوسط میں یہ روایت ذکر کی ہے لیکن انہوں نے تہلیل کے بارے میں یوں ذکر کیا ہے کہ لا الہ الا اللہ کہنا تمہارے لئے زمین و آسمان سے بڑھ کر ہے۔ ابن ابی دنیا نے تہلیل کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ تہلیل سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں اور اس سے تمام گناہ ختم ہو جاتے ہیں۔ حاکم نے بھی اس کو روایت کیا ہے اس کی اسناد کو صحیح کہا ہے۔ اور یہ اضافہ بھی ذکر کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھنا (یہ عمل بھی) کوئی گناہ نہیں چھوڑتا اور کوئی عمل اس جیسا نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا جس نے مغرب کے بعد چھ رکعت (نفل نماز) ادا کی اور ان کے درمیان کوئی دنیوی گفتگو نہ کی اسے بارہ سال کی عبادت کا ثواب ملے گا۔ابن خزیمہ،ترمذی،ابن ماجہ۔

حضرت اوس ثقفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جس شخص نے جمعہ کے دن سر دھویا (یا) غسل کیا اور جلدی جلدی مسجد کی طرف گیا۔امام کے قریب بیٹھ کر غور سے خطبہ سنا اور کوئی لغوبات نہ کی اسے ہر قدم کے بدلے ایک سال کے روزوں کا اور ایک سال کے قیام کا ثواب ملے گا۔حدیث پاک میں غسل اور اغتسل کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

غسل سے مراد سر دھونا ہے کیونکہ عرب بہت لمبے بال رکھا کرتے تھے پانی کم ہوتا تھا۔ اغتسل سے مراد تمام بدن دھونا ہے یعنی ان دونوں میں سے جو کام بھی آسان ہو۔اسی معنی کی تائید دوسری حدیث پاک سے ہو رہی ہے جس میں سرکار ﷺ کا فرمان ہے جس شخص نے جمعہ کے دن غسل کیا یا سر دھویا اور اچھی (قسم کی) خوشبو لگائی اچھا لباس پہنا پھر بلا تاخیر مسجد کی طرف چلا گیا۔خطبۂ امام غور سے سنا اللہ تعالیٰ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور اس سے زائد تین دن کے گناہ معاف فرمادے گا۔

بکر اور ابتکر کا معنی ہے جلدی کرنا شوافع کے نزدیک فجر کے بعد یا زوال سے ایک لحہ پہلے یا زوال کے وقت مسجد میں چلے جانا چاہیے یہ مسلک امام احمد رضی اللہ عنہ کا بھی ہے۔لہٰذا بطور بکر اور ابتکر کے الفاظ ذکر کیے گئے ہیں۔بعض کہتے ہیں بکر کا معنی ہے نماز کی طرف جلدی جانا اور ابتکر کا معنی ہے ہر چیز کا پہلا حصہ۔

(اس کے بعد مؤلف اپنے موضوع کی طرف آرہے ہیں مترجم رومی)

مطلق روزے کے فضائل میں بہت سی احادیث مروی ہیں۔جو فضل کثیر اور ثواب عظیم پر دلالت کرتی ہیں۔(نفلی روزوں کے بارے میں) جتنی بھی احادیث ہوں گی رجب شریف کے روزے ان میں ضرور شامل ہوں گے کیونکہ رجب شریف ''اشھر حرم'' میں

سے ہے اس کی شان بہت بلند ہے۔ انہی احادیث میں سے حضرت ابو امامہ کی حدیث پاک ہے جس میں انہوں نے سرکار کی بارگاہ میں عرض کیا یارسول اللہ مجھے کوئی عمل بتایئے، حضور ﷺ نے فرمایا **علیک بالصوم فانه لا عدل له** انہوں نے دوسری اور تیسری بار سوال کیا تو سرکار نے فرمایا **علیک بالصوم فانه لا مثل له** تم پر لازم ہے کہ روزہ رکھا کرو کیونکہ اس جیسا کوئی عمل نہیں۔ (ابن خزیمہ، مسلم، نسائی)

اس ارشاد کے بعد حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے گھر سے دن کے وقت دھواں نہیں نظر آتا تھا۔ سوائے اس کے کہ کبھی کوئی مہمان آیا ہو۔

بخاری و مسلم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی ہے جو بندہ بھی کسی دن اللہ کی رضا کیلئے روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس دن کے بدلے اس کے چہرے کو ستر سال کی راہ کے برابر آگ سے دور کر دیتا ہے۔ (طبرانی باسناد حسن)

حضور ﷺ کا فرمان ہے جس شخص نے اللہ کی رضا کیلئے روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس شخص اور آگ کے درمیان اتنا فاصلہ پیدا فرما دے گا جتنا فاصلہ زمین اور آسمان کے درمیان ہے۔

ابو یعلی کی روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اللہ کی راہ میں رمضان المبارک کے علاوہ روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اسے دوزخ سے سو سال کی راہ تک دور کر دے گا۔

طبرانی نے یہ حدیث یوں بیان کی ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک روزہ رکھا اللہ اس شخص کے چہرے کو جہنم سے اتنا دور کر دے گا جتنا کہ ایک پتلی کمر والا تیز رفتار گھوڑا سو سال میں فاصلہ طے کرتا ہے۔ اسی سے علماء کا ایک گروہ یہ مراد لیتا ہے کہ ہر روزہ جو خلوص نیت سے رکھا جائے وہ روزہ فی سبیل اللہ ہے۔ رہا رجب کا مہینہ تو سرکار ﷺ کے مبارک زمانے میں تو اس ماہ میں کثرت سے روزے رکھے جاتے تھے اس بات کا انکار جاہل متکبر اور خواہشاتِ نفس کا غلام ہی کر سکتا ہے۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے سرکار ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ میں نے دیکھا ہے کہ آپ شعبان میں دیگر مہینوں کی

نسبت زیادہ روزے رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا رجب اور رمضان کے درمیان یہ وہ ماہ مبارک ہے جس سے اکثر لوگ غافل ہیں اس مہینے میں اللہ کی بارگاہ میں اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال اس حال میں اٹھائے جائیں کہ میں نے روزہ رکھا ہوا ہو۔

سرکار ﷺ کا شعبان کے بارے میں فرمانا کہ یہ ایسا مہینہ ہے جس سے اکثر لوگ غافل ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس دور میں رجب شریف سے لوگ غافل نہیں تھے گویا کہ رجب بھی رمضان شریف کی طرح تھا اور یہ بات اتنی ظاہر و باہر ہے کہ کسی منصف مزاج شخص کیلئے کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔ پس اے اللہ کے بندو! اللہ کی قدرت کا انکار نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ ثواب دینے پر بھی قادر ہے۔

برادرانِ من! کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو قلیل عمل کے ذریعے بہترین اجر کا طلب گار ہو۔ کوئی ایسا شخص ہو جو اس ماہِ مبارک میں عمل کی اصلاح کر کے اپنا دامنِ مراد بھر لے۔

اے گناہوں کے رسیا! مال دنیا کی کثرت پر اترانے والے گھٹیا (سودے) پر قناعت کرنے والے، خسارے کی تجارت پر خوش ہونے والے۔ بتا تیرے دوست احباب کہاں گئے؟ کیا وہ قبرستان نہیں پہنچ چکے تیرے یار کہاں گئے اب ان کا نام لینے والا کوئی ہے؟ تو مسافر ہے تیرا زادِ سفر کہاں ہے؟ اپنے قدرتوں والے معبود کی نافرمانی کرتے ہوئے تمہیں حیا نہیں آتی۔ اے بندۂ گنہگار! اپنے پردہ پوش رب سے تمہیں شرم نہیں آتی؟ کیا تم سزا برداشت کر سکتے ہو؟ یا عذاب پر صبر کر سکتے ہو؟

اے میرے بھائیو! میرے دوستو! آؤ اور مل کر عمر گذشتہ پر اپنے سابقہ گناہوں پر اپنے رب کے خوف کی کمی پر آنسو بہالیں۔ کیونکہ جو بھی اس محبوب حقیقی کا قرب چاہتا ہے اسے اپنے گناہوں پر رونا چاہیے۔

ترجمہ اشعار: اے مسلسل رونے والے لگتا ہے تو بھی میری طرح ہے۔ میں بھی

سے ہے اس کی شان بہت بلند ہے۔ انہی احادیث میں سے حضرت ابو امامہ کی حدیث پاک ہے جس میں انہوں نے سرکار کی بارگاہ میں عرض کیا یارسول اللہ مجھے کوئی عمل بتائیے، حضور ﷺ نے فرمایا **علیک بالصوم فانہ لا عدل لہ** انہوں نے دوسری اور تیسری بار سوال کیا تو سرکار نے فرمایا **علیک بالصوم فانہ لا مثل لہ** تم پر لازم ہے کہ روزہ رکھا کرو کیونکہ اس جیسا کوئی عمل نہیں۔ (ابن خزیمہ، مسلم، نسائی)

اس ارشاد کے بعد حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے گھر سے دن کے وقت دھواں نہیں نظر آتا تھا۔ سوائے اس کے کہ کبھی کوئی مہمان آیا ہو۔

بخاری و مسلم نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی ہے جو بندہ بھی کسی دن اللہ کی رضا کیلئے روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس دن کے بدلے اس کے چہرے کو ستر سال کی راہ کے برابر آگ سے دور کر دیتا ہے۔ (طبرانی باسناد حسن)

حضور ﷺ کا فرمان ہے جس شخص نے اللہ کی رضا کیلئے روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس شخص اور آگ کے درمیان اتنا فاصلہ پیدا فرما دے گا جتنا فاصلہ زمین اور آسمان کے درمیان ہے۔

ابو یعلی کی روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اللہ کی راہ میں رمضان المبارک کے علاوہ روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اسے دوزخ سے سو سال کی راہ تک دور کر دے گا۔

طبرانی نے یہ حدیث یوں بیان کی ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک روزہ رکھا اللہ اس شخص کے چہرے کو جہنم سے اتنا دور کر دے گا جتنا کہ ایک پتلی کمر والا تیز رفتار گھوڑا سو سال میں فاصلہ طے کرتا ہے۔ اسی سے علماء کا ایک گروہ یہ مراد لیتا ہے کہ ہر روزہ جو خلوص نیت سے رکھا جائے وہ روزہ فی سبیل اللہ ہے۔ رہا رجب کا مہینہ تو سرکار ﷺ کے مبارک زمانے میں تو اس ماہ میں کثرت سے روزے رکھے جاتے تھے اس بات کا انکار جاہل متکبر اور خواہشاتِ نفس کا غلام ہی کر سکتا ہے۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے سرکار ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ میں نے دیکھا ہے کہ آپ شعبان میں دیگر مہینوں کی

نسبت زیادہ روزے رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا رجب اور رمضان کے درمیان یہ وہ ماہ مبارک ہے جس سے اکثر لوگ غافل ہیں اس مہینے میں اللہ کی بارگاہ میں اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال اس حال میں اٹھائے جائیں کہ میں نے روزہ رکھا ہوا ہو۔

سرکار ﷺ کا شعبان کے بارے میں فرمانا کہ یہ ایسا مہینہ ہے جس سے اکثر لوگ غافل ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس دور میں رجب شریف سے لوگ غافل نہیں تھے گویا کہ رجب بھی رمضان شریف کی طرح تھا اور یہ بات اتنی ظاہر و باہر ہے کہ کسی منصف مزاج شخص کیلئے کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔ پس اے اللہ کے بندو! اللہ کی قدرت کا انکار نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ ثواب دینے پر بھی قادر ہے۔

برادرانِ من! کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو قلیل عمل کے ذریعے بہترین اجر کا طلب گار ہو۔ کوئی ایسا شخص ہو جو اس ماہِ مبارک میں عمل کی اصلاح کر کے اپنا دامنِ مراد بھر لے۔

اے گناہوں کے رسیا! مال دنیا کی کثرت پر اترانے والے گھٹیا (سودے) پر قناعت کرنے والے، خسارے کی تجارت پر خوش ہونے والے۔ بتا تیرے دوست احباب کہاں گئے؟ کیا وہ قبرستان نہیں پہنچ چکے تیرے یار کہاں گئے اب ان کا نام لینے والا کوئی ہے؟ تو مسافر ہے تیرا زادِ سفر کہاں ہے؟ اپنے قدرتوں والے معبود کی نافرمانی کرتے ہوئے تمہیں حیا نہیں آتی۔ اے بندۂ گنہگار! اپنے پردہ پوش رب سے تمہیں شرم نہیں آتی؟ کیا تم سزا برداشت کر سکتے ہو؟ یا عذاب پر صبر کر سکتے ہو؟

اے میرے بھائیو! میرے دوستو! آؤ اور مل کر عمر گذشتہ پر اپنے سابقہ گناہوں پر اپنے رب کے خوف کی کمی پر آنسو بہالیں۔ کیونکہ جو بھی اس محبوب حقیقی کا قرب چاہتا ہے اسے اپنے گناہوں پر رونا چاہیے۔

ترجمہ اشعار: اے مسلسل رونے والے لگتا ہے تو بھی میری طرح ہے۔ میں بھی

گناہوں کی وجہ سے ذلیل ہو چکا ہوں۔اے آنسو بہانے والے نوحہ میں کمی کر کیونکہ تو نے نوحہ کر کے نوح کی طرف اپنا راستہ بنالیا ہے میں تمہیں کتنی مرتبہ پکار چکا ہوں لیکن تو جواب نہیں دے رہا۔

اے میرے بھائیو! میں کیوں نہ ہر وقت آنسو بہاؤں میں نے اپنی جہالت کی وجہ سے اپنے رب جلیل کی نافرمانی کی ہے۔اٹھو اور جب لوگ سو رہے ہوں تو یوں عرض کیا کرو اے گناہ معاف فرمانے والے! میرے گناہ معاف فرمادے۔

اے دوست! یہ باتیں کرنے کا وقت نہیں بلکہ رونے اور زاری کرنے کا وقت ہے۔یہ زبان کی حفاظت اور گھر سنوارنے کا وقت ہے۔اس وقت میں اپنے دل کا علاج کرلو۔نیکی اختیار کرو اور برائی ترک کردو۔حضرت عوف بن عبداللہ فرماتے ہیں مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ اللہ کے خوف کی وجہ سے بہنے والے آنسو جسم کے جس حصہ پر لگتے ہیں اللہ تعالیٰ اس حصے کو (دوزخ کی) آگ پر حرام کردیتا ہے۔

مطلب ہے کہ دوزخ کی آگ جسم کے اس حصے کو نہیں جلاتی جس حصے پر خوف خدا کی وجہ سے بہنے والے آنسو گرتے ہیں لہذا ہمیں چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ آنسو بہائیں اور انہیں تمام جسم پر مل لیں۔(مترجم مختار احمد رومی)

یہی وجہ ہے کہ حضرت محمد بن المنکدر جب بھی روتے اپنے چہرے اور داڑھی پر آنسو مل لیتے اور فرماتے بلغني ان النار لا تاكل موضعا مسته الدموع من خشية الله۔ترجمہ گزر چکا ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔

اور مجھ سے ہی ڈرو اگر تم مومن ہو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ترجمہ: جو ڈر گیا اپنے رب کی بارگاہ میں کھڑا ہونے سے اس کیلئے دو باغ ہوں گے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں بے چارا ابنِ آدم جتنا غربت سے ڈرتا ہے اگر اتنا آگ سے ڈرے تو جنت میں چلا جائے۔حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اس کا دل نرم ہو جاتا ہے اللہ کے ساتھ اسے شدید محبت ہو جاتی ہے اور اس

کی عقل عقلِ سلیم بن جاتی ہے۔

حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں اپنے بندے پر دو خوف اور دو امن جمع نہیں کرتا۔ اگر وہ دنیا میں مجھ سے بے خوف ہے تو میں آخرت میں اسے خوف میں مبتلا کر دوں گا اور اگر بندہ دنیا میں مجھ سے ڈرتا رہا تو آخرت میں پر امن کردوں گا۔ (ابن حبان)

سرکار دو عالم ﷺ کا فرمان ہے جب اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے بندے کی جلد کانپتی ہے تو اس کے گناہ یوں جھڑتے ہیں جس طرح درخت سے خشک پتے جھڑتے ہیں۔ (بیہقی)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بندہ ایک گناہ کرتا ہے اور اسے بھولتا نہیں اور اس کی وجہ سے ہر وقت خوفزدہ رہتا ہے ایسا شخص جنت میں جلد جائے گا۔ نبی پاک ﷺ سے روایت ہے آپ نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کیا وجہ ہے میں نے میکائیل علیہ السلام کو کبھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا جبرائیل نے عرض کیا جب سے آگ پیدا کی گئی ہے میکائیل نہیں ہنسے اور جب سے جہنم پیدا کی گئی ہے میری آنکھ خشک نہیں ہوتی ایسا نہ ہو کہ مجھ سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے اور آگ میں پھینک دیا جاؤں۔

حضرت ابن جبیر رضی اللہ عنہ سے "خشیت" کے بارے میں پوچھا گیا آپ نے فرمایا اللہ سے اس طرح ڈرنا کہ یہ ڈر بندے اور گناہ کے درمیان حائل ہو جائے۔

برادرانِ من! جب قلب وسینہ کی زمین سے خوف پیدا ہوتا ہے تو آنسوؤں کی ندیاں رواں ہو جاتی ہیں۔ جو خشیت کے باغوں کو سیراب کرتی ہیں جن پر ندامت کے پھول اور توبہ کے پھل لگتے ہیں۔ کیا بات ہے ان آنسوؤں کی جن سے گناہوں کے انگارے بجھتے ہیں اور دلوں کی کھیتیاں شاداب ہوتی ہیں اور یہی آنسو بالآخر محبوب حقیقی تک پہنچا دیتے ہیں۔ لہٰذا خلوت میں اپنی جفاؤں پر رویا کرو اور اپنی غلطیوں پر اشک بہایا کر۔ اپنے گناہوں اور سیاہ کاریوں پر روتے ہوئے دن گزارا کر۔ اپنی سرکشی اور جہالت پر گریہ کرتے ہوئے

رات گزارا کر۔ کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کی طرف وحی نازل کی اور فرمایا اے شعیب! تو مجھے اپنی گردن کی جانب سے خضوع اور دل کی جانب سے خشوع اور آنکھوں سے آنسو پیش کر پھر تو جب بھی مجھے پکارے گا مجھے اپنے قریب پائے گا۔

حضرت زید رقاشی اپنی موت کے وقت رونے لگے آپ سے رونے کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا جن راتوں میں قیام، جن دلوں میں روزے اور ذکر کی محافل میں حاضری رہ گئی ہے اس (نقصان) پر رورہا ہوں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آقائے دو جہاں ﷺ نے فرمایا لذتوں کو ختم کرنے والی (موت) کو کثرت سے یاد کیا کرو۔ کیونکہ جس نے تنگی میں موت کو یاد کیا اس پر تنگی تنگی نہیں رہے گی اور جس نے وسعت میں موت کو یاد کیا اس کیلئے وسعت (آخرت سے غافل کردینے والی) وسعت نہیں رہے گی۔

ابن حبان اور بزار نے یہ روایت نقل کی ہے۔ **ان المنایا قاطعات الآمال و اللیالی مدنیات الآ جال** بے شک اموات امیدوں کو ختم کرنے والی اور راتیں موت کے اوقات کو قریب کرنے والی ہیں۔ انسان دونوں کے درمیان ہے ایک وہ دن جو گزر گیا ہے جس میں انسان کے اعمال شمار کیے جاچکے ہیں اور سلسلہ اعمال ختم ہو چکا ہے ایک وہ دن جو ابھی باقی ہے کیا معلوم وہ دن نصیب ہو یا نہ ہو۔

ترجمہ اشعار: تیری زندگی کے دن گزر رہے ہیں اور تیری ساری کاوشیں لکھی جارہی ہیں۔ تجھ پر تیرے ہی (اعضاء کی) گواہی مکمل ہو چکی ہے اب بھاگنے کی کوئی گنجائش نہیں۔

محمد بن سماک واعظ فرماتے ہیں مجھے معلوم ہوا ''عبادان'' میں ایک ولی رہتا ہے۔ جس نے دنیا کو پس پشت ڈال کر اللہ تعالیٰ سے لو لگالی ہے۔ میں اس کی زیارت کیلئے ''عبادان'' پہنچا۔ ان کے گھر کا پتہ پوچھ کر دروازے پر دستک دی اندر سے ایک بوسیدہ لباس میں ملبوس لڑکی نکلی میں نے بعد از سلام پوچھا کیا یہ گھر اس ولی اللہ کا ہی ہے اس نے کہا ہاں۔ میں نے اسے ایک درہم تھماتے ہوئے کہا جاؤ اور میرے لئے اجازت طلب کرو بچی نے کہا

بڑے عجیب آدمی ہو تم۔ ہم اپنے گھر آنے والوں سے رشوت نہیں لیا کرتے یہ اپنا درہم لو اور بسم اللہ کر کے اندر آ جاؤ۔ وہ اندر چلی آئی میں بھی اس کے پیچھے ہولیا۔ بچی نے اس شخص سے میرے لئے اجازت طلب کی اجازت ملنے پر میں اس شخص کے پاس حاضر ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں ایک شخص ہے جسے کوئی بیماری نہیں ہے لیکن اس کے باوجود اس کا جسم گھل چکا ہے وہ قبر کے گڑھے کے کنارے بیٹھ کر یہ آیت تلاوت کر رہا ہے۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ؕ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ

"کیا خیال کر رکھا ہے ان لوگوں نے جو ارتکاب کرتے ہیں برائیوں کا کہ ہم بنا دیں گے انہیں ان لوگوں کی مانند جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے کہ یکساں ہو جائے ان (دونوں) کا جینا اور مرنا بڑا غلط فیصلہ ہے جو وہ کرتے ہیں"۔ (جمال القرآن)

میں نے اسے سلام کیا تلاوت سے فارغ ہو کر اس نے میرے سلام کا جواب دیا پھر سر جھکا لیا۔ تھوڑی دیر بعد سر اٹھایا اور کہا تم کہاں سے آئے ہو میں نے کہا کوفہ سے اس نے کہا کیا تم محمد بن سماک واعظ کے شہر سے آئے ہو میں نے کہا میں ہی محمد بن سماک واعظ ہوں یہ سن کر اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی اس نے میرے ساتھ مصافحہ کیا۔ اس نے کہا اے ابن سماک آپ جانتے ہیں واعظ کا کام بھی طبیب کی طرح ہی ہوتا ہے۔ کچھ طبیب نرم طبیعت اور کچھ سخت مزاج ہوتے ہیں۔ مجھے ایک (عجیب قسم کا) درد اور بیماری ہے تم سے پہلے تمام معالجین اس کے علاج سے تھک گئے ہیں۔ پس تم نرمی اور محبت سے میرے درد کا علاج کر دو اور اپنے ناصحانہ الفاظ کا ملائم مرہم میری روح کے داغوں پر لگا دو مجھے اس کی بہت ضرورت ہے۔

میں نے کہا جناب (رہنے دیجیے) بھلا میرے جیسا شخص آپ جیسے انسان کا کیا علاج کر سکتا ہے میں تو آپ کی زیارت اور دعا کی برکت کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ اس نے کہا ابن سماک کچھ بولو اور اپنے عمدہ کلام سے مجھے محظوظ کرو۔ میں نے کہا محترم اس وقت ہمارا کیا

حال ہوگا جب ہمیں قبر کی تاریکی، لحد کی تنگی اور منکر نکیر کے سوال و جواب کی طرف جانا پڑے گا۔ یہ سن کر اس ولی اللہ نے ایک زبردست چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر زمین پر آن گرا۔ پردے کے پیچھے سے اس کی زوجہ نے کہا بس کرو زیادہ وعظ نہ کرنا نہیں تو یہ مر جائے گا۔ اس کی بچی میرے پاس آئی اور کہا چچا جان میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتی ہوں اس سے زیادہ کچھ نہ کہنا میرا باپ بالکل مرنے کے قریب پہنچ چکا ہے۔ میں خاموش ہو گیا تھوڑی دیر بعد اسے ہوش آیا تو کہا اے ابن سماک تیرے مرہم نے میرا زخم مندمل کر دیا ہے تیری دوا لگتے ہی میرا درد تھم گیا ہے کچھ اور عطا ہو میں نے کہا تیرے گھر والوں نے مجھے مزید کچھ کہنے سے منع کر دیا ہے۔ اس نے روتے ہوئے کہا تم جانتے ہو ایک انسان کے لیے اس کے اہل وعیال سے زیادہ خطرناک چیز اور کوئی نہیں۔ (تم اپنا کام جاری رکھو اور بتاؤ) قبر کے بعد کیا ہوگا میں نے کہا الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى۔ اس نے پوچھا وہ کیا ہے میں نے کہا صور کا پھونکا جانا اور اپنی پشتوں پر گناہوں کا بوجھ اٹھائے لوگوں کا قبروں سے نکل کر اس بادشاہِ کل جہاں کی بارگاہ میں حاضر ہونا جو ظلم نہیں کرتا اور وہ ---- کا بھی حساب کرے گا ملائکہ اس کے حکم کے منتظر ہوں گے خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ اسے پکڑ لو بیڑیاں ڈال کر جہنم میں پھینک دو۔

محمد بن سماک فرماتے ہیں جب اس نے یہ کلام سنا تو یوں لگا جیسے کہ اسی کے بارے میں ہے اس نے پھر ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر قبر میں گر گیا۔ اس کی بیوی روتی ہوئی باہر نکلی اور کہنے لگی اے ابن سماک اللہ تعالیٰ میرے اور تیرے درمیان فیصلہ کرے گا تو نے میرے شوہر کو قتل کر کے میرے بچوں کو یتیم کر دیا ہے اس کی بیٹی چیختی چلاتی آئی قبر میں اتری اس کے سر کو اٹھایا اور اس کے چہرے سے خون صاف کرنا شروع کر دیا۔ وہ کہہ رہی تھی میرے ابا جان آپ کی آنکھیں بھی کیا خوب تھیں ساری زندگی حرام کی طرف نہ اٹھیں۔ آپ کی زبان کتنی پاکیزہ تھی ساری زندگی اللہ کے ذکر سے تر رہی۔ یہ سن کر اس کے باپ کو ہوش آ گیا اس نے آنکھیں کھولیں اور کہا اے ابن سماک میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر اس نے ایک جھرجھری لی اور جان اپنے

مالک کے سپرد کردی اُس کی وفات سے مجھے بڑا دکھ ہوا اس کے غسل کفن اور جنازے تک میں بھی وہاں رہا۔ ترجمہ اشعار

کب تک غفلت اور سرکشی کرتے رہو گے حالانکہ موت کا حدی خوان روحوں کو (مسلسل) پکار رہا ہے۔ اگر ہم جمادات ہوتے تو ہمیں نصیحت نہ کی جاتی لیکن ہم (انسان ہونے کے باوجود) جمادات سے بھی زیادہ بے حس ہیں۔ موت ہمیں ہر روز بلا رہی ہے لیکن ہمارے گناہ ہر وقت بڑھ رہے ہیں۔ جب کھیتی (خشک ہوکر) زرد ہو جائے تو کٹائی کے بغیر کوئی چارہ نہیں رہتا۔ بڑھاپا ظاہر ہو رہا ہے اور اس کا منادی ہر لحہ ندا کر رہا ہے۔ لوگ کہہ رہے ہیں فلاں مر گیا ہے اب قیامت تک اسے سوائے سلام کے اور کیا دیا جا سکتا ہے۔

حکایت

حضرت ابرہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ ایک ٹھنڈی اور بارش بھری رات میں پھنس گئے آپ ایک مسجد میں گئے تاکہ وہاں رات گزار سکیں عشاء کی نماز کے بعد جب لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے امام مسجد نے آپ سے کہا تم بھی کہیں چلے جاؤ۔ آپ نے فرمایا بھائی میں ایک مسافر آدمی ہوں یہ رات مجھے مسجد میں گزارنے دو صبح میں چلا جاؤں گا۔ اس نے کہا بالکل نہیں جاؤ اور کوئی دوسری جگہ تلاش کرو۔ آپ نے فرمایا میری حالت کو سمجھنے کیلئے یہ بارش اور یہ ٹھنڈی رات ہی کافی ہے مہربانی کرو جب میں نے بات کو لمبا کیا اس نے میری ٹانگ پکڑ کر زور سے دھکیل کر مسجد سے باہر کوڑے کے ڈھیر پر پھینک دیا۔ اپنی ٹانگ کھینچے جانے کی وجہ سے میں خوفزدہ اور حیران تھا کہ اب جاؤں تو کہاں جاؤں۔ میں نے اپنے قریب ایک شخص کو دیکھا کہ حمام میں آگ جلا رہا ہے میں اس کے پاس گیا اسے سلام کہا اس نے میرے سلام کا کوئی جواب نہ دیا۔ جب اپنے کام سے فارغ ہو گیا میری طرف دیکھا اور میرے سلام کا جواب دیا۔ میں نے کہا تو نے پہلے میرے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا۔ اس نے کہا میں ایک مزدور آدمی ہوں مجھے ڈر تھا کہ سلام کا جواب دیتے وقت کہیں اپنے عمل میں کوتاہی نہ کر بیٹھوں جس کی وجہ سے مجھے گناہ اٹھانا پڑے میں

نے کہا میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تم اپنے دائیں بائیں دیکھتے ہو کیا کسی سے ڈرتے ہو اس نے کہا میں موت سے ڈرتا ہوں۔ مجھے نہیں معلوم کہ موت کس طرف سے آجائے۔ میں نے پوچھا تمہاری یومیہ اجرت کیا ہے اس نے کہا ایک درہم اور ایک دانق۔ دانق اپنے اوپر خرچ کرتا ہوں اور درہم اپنے بھائی کی اولاد پر۔ میں نے کہا وہ تمہارا سگا بھائی تھا؟ اس نے کہا نہیں وہ میرا دینی بھائی تھا۔ وہ فوت ہو گیا ہے اور اپنے پیچھے چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ گیا ہے میں عرصہ ۲۰ سال سے ان پر خرچ کر رہا ہوں۔ میں نے کہا تو نے اللہ تعالیٰ سے کوئی سوال کیا ہے۔ اس نے کہا ۲۰ سال سے دعا مانگ رہا ہوں یا اللہ مرنے سے پہلے ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کرا دے۔ میں نے کہا برادر من! خوش ہو جاؤ ابراہیم بن ادھم تمہارے سامنے ہے۔ اس نے کہا آپ ابراہیم بن ادھم ہیں؟ میں نے کہا ہاں۔ وہ اپنی جگہ سے اچھلا اور میرے گلے لگ گیا۔ پھر اس نے کہا اے ابراہیم میرا سر اپنی گود میں رکھ لو میں نے ایسا ہی کیا۔ اس نے کہا الٰہی تو نے میری حاجت پوری کر دی ہے اب مجھے اپنے پاس بلا لے۔ ابراہیم فرماتے ہیں میں نے اسے حرکت دی تو معلوم ہوا کہ وہ فوت ہو چکا ہے۔ صبح ہوئی تو کچھ نورانی چہروں والے لوگ آ گئے انہوں نے اس کے غسل کفن میں میری مدد کی۔ ہم نے اس کی نماز جنازہ پڑھا کر دفن کر دیا۔ اسی رات میں نے خواب دیکھا کہ وہ شخص ایک سرسبز و شاداب باغ میں ہے۔ اس نے سرخ رنگ کا ایک حلہ پہنا ہوا ہے اور بڑے سرور سے ٹہل رہا ہے۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو مسکرایا اور آ کر مجھے گلے لگا لیا میں نے پوچھا یہ سب کچھ کیا دیکھ رہا ہوں اس نے کہا یہ عمل کرنے والوں کی نشانی اور مقبولانِ بارگاہ کا درجہ ہے۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین

قصہ معراج

رجب شریف کی فضیلت کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ اس میں ہمارے نبی پاک ﷺ کو معراج نصیب ہوئی۔ کتب صحاح کی روایات کے حوالے سے ہم قصہ اسراء ومعراج بیان کرتے ہیں۔ فنقول و باللہ التوفیق اللہ تعالیٰ تمہیں دین ہدایت کی توفیق مجھے اور تمہیں اپنے رب کا دیدار نصیب کرے جان لو کہ حضور ﷺ شجرِ کائنات کا ثمر اور کلمۂ کن کا اندرونی راز ہیں۔ اس بابرکت ثمر کا اپنے خالق کے سامنے پیش ہونا اور اپنی نشو ونما کرنے والے کے قرب میں جانا اور زمین وآسمان کے عجائبات دیکھنا ضروری تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل ومکائیل علیہ السلام کو دیگر فرشتوں کے ہمراہ آپ ﷺ کی طرف بھیجا۔ آپ بیت اللہ شریف میں حجر اسود کے قریب آرام فرماتے۔ اس وقت حضرت حمزہ اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہما موجود تھے بعد میں آپ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف فرما تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو جگایا گویا جبرائیل زبانِ حال سے کہہ رہے تھے اے روشن ستارے (محمد ﷺ) اٹھیے آپ کیلئے نعمتیں اور سواریاں تیار ہیں آپ بیدار ہوئے تو زبانِ حال سے فرمایا اے جبرائیل کہاں جانا ہے؟ جبرائیل نے عرض کیا آج این (ومتیٰ) کی بات نہ کریں۔ میں بلندیوں کا پیامبر بن کر آپ کے خادم کی حیثیت سے حاضر ہوں۔ یا محمد ﷺ آپ ارادے کا (بھی) مقصود ہیں۔ ہر چیز آپ کیلئے اور آپ اپنے رب کیلئے۔ آپ جامِ محبت کا پسندیدہ گھونٹ ہیں۔ آپ معارف کا سورج اور لطائف کا چمکتا ہوا چاند ہیں۔ آپ نے فرمایا اے جبرائیل! کریم مجھے اپنی بارگاہ میں بلا رہا ہے میرے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔ جبرائیل نے کہا۔

لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ۔ آپ نے فرمایا یہ تو میرے لئے ہے میری امت کیلئے کیا ہے جبرائیل نے کہا وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى۔ عنقریب آپ کا رب آپ کو (اتنا) عطا کرے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

(یہ سن کر) آپ ﷺ نے فرمایا اے جبرائیل علیہ السلام اب میرا دل مطمئن ہو گیا ہے اب میں بارگاہِ الٰہی میں جانے والا ہوں ملائکہ ایک ہجوم کی صورت میں آپ کو چشمہ زمزم پر لے آئے اور سیدھے رخ لٹا دیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے سینہ سے لے کر پیٹ کے آخری کنارے تک بطنِ مبارک کو چیر دیا پھر میکائیل علیہ السلام سے کہا آب زمزم کا طشت لے آؤ آپ کے قلبِ مبارک کو سینہ اقدس اس سے نکال کر تین مرتبہ دھویا اور جو کچھ (بشری) مواد تھا اس کو نکال دیا اور سونے کا ایک طشت جو حکمت و ایمان سے لبریز تھا اس کو آپ کے سینہ اقدس میں انڈیل دیا اور سینہ مبارک کو علم، حلم، یقین اور اسلام سے بھر دیا۔ پھر بطن مبارک کو جوڑا تو وہ فوراً جڑ گیا۔ اس کے بعد جبرائیل نے آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان قلبِ مبارک کی سیدھ میں ''خاتم نبوت'' سے مہر لگائی۔ زِین اور لگام سے مزین براق پیش کیا۔ براق کی حیرت ناک بات یہ تھی کہ جہاں اس کی نگاہ پڑتی تھی وہاں اپنا قدم رکھ سکتا تھا۔ جب کوئی پہاڑ آتا اپنا قدم اٹھالیتا اور اگر کوئی نشیبی جگہ آتی تو اپنی اگلی ٹانگیں (ہاتھ) اٹھالیتا۔ جبرائیل نے براق پیش کرتے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ تشریف لائیے۔ جب سرکار آگے بڑھے براق نے قدرے شوخی کی۔ جبرائیل نے کہا اے براق تمہیں محمد ﷺ کا خیال نہیں اللہ کی قسم مخلوق میں سے سب سے زیادہ معزز یہی ہیں اور یہ تم پر سوار ہو رہے ہیں۔ یہ سن کر براق پسینہ پسینہ ہو گیا۔ جبرائیل نے کہا یا سید المرسلین سوار ہو جائیے۔ سرکار سوار ہو گئے جبرائیل نے رکاب تھام لی لگام میکائیل کے ہاتھ میں تھی۔ چلتے چلتے ایک نخلستان پر پہنچ گئے جبرائیل نے عرض کیا یا محمد ﷺ یہاں اتر کر نماز (نفل) ادا کیجئے۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے جبرائیل نے عرض کیا آپ نے ''طیبہ'' (مدینہ شریف) میں نماز پڑھی ہے انشاء اللہ آپ اس سرزمین کی طرف ہجرت کر کے آئیں گے۔ آپ کی سواری پھر رواں ہوگئی یہاں تک کہ جب ''ارض بیضا'' کے مقام پر پہنچی تو جبرائیل نے عرض کیا یہاں بھی اتر کر نماز پڑھیے سرکار نے وہاں نماز پڑھی جبرائیل نے کہا آپ نے مدین میں شجر موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس نماز پڑھی ہے یہ وہ درخت ہے جب موسیٰ علیہ

السلام فرعون کے دربار سے نکل آئے تو اس درخت کے نیچے آرام فرمایا۔ پھر کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد جبرائیل نے کہا یہاں بھی نماز پڑھیے آپ نے وہاں بھی نماز پڑھی جبرائیل نے عرض کیا آپ نے وادی سینا، میں نماز پڑھی ہے جہاں موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے کلام کیا تھا۔ پھر آپ ﷺ ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں سے شام کے محلات نظر آنے لگے۔ جبرائیل نے پھر کہا یہاں اتر کر نماز پڑھیے پھر بتایا کہ آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیدائشی شہر بیت اللحم میں نماز پڑھی ہے۔

اس سیر میں سرکار دو عالم ﷺ کے لئے بے شمار غیبی حقائق ظاہر ہوئے اور ان کی مثالی شکلیں آپ کے سامنے پیش کی گئیں۔ آپ ہر ایک کے بارے میں جبرائیل سے پوچھتے جاتے اور جبرائیل جواب دے رہے تھے۔ اسی سفر میں آپ نے ایک ''دیو'' دیکھا جو آگ کا ایک شعلہ پکڑے ہوئے تھا۔ جبرائیل نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کو ایسے کلمات نہ بتاؤں کہ جب انہیں پڑھیں تو اس کا شعلہ بجھ جائے اور اس کی تپش ماند پڑ جائے آپ نے فرمایا ضرور بتاؤ۔ جبرائیل نے کہا پڑھیے **اعوذ بوجهه الكريم و بكلمات الله التامات التى لا يجاوزهن بر ولا فاجر ومن شر ما ينزل من السماء ومن شر ما يعرج فيها ومن شر ما ذرأ فى الارض ومن شر ما يخرج منها ومن فتنة الليل والنهار ومن طوارق الليل والنهار الا طارقا يطرق بخير يا رحمن** (یہ پڑھنے کی دیر تھی کہ) اس آگ کی لپک سمٹ گئی اور شعلہ بجھ گیا۔ دورانِ راہ وہ ایک قوم کے پاس پہنچے جو ایک دن میں فصل کاشت کرتے اور اسی دن کاٹ لیتے۔ جب بھی فصل کاٹتے اسی لمحے پہلے کی طرح فصل پھر اُگ آتی۔ سرکار نے پوچھا اے جبرائیل یہ کیا ہے انہوں نے عرض کیا یہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے لوگ ہیں ان کو سات سو گنا تک ان کے اعمال کا اجر ملتا ہے۔ پھر سرکار نے ایک پاکیزہ خوشبو سونگھی سرکار نے فرمایا یہ خوشبو کیسی ہے جبرائیل نے عرض کیا یہ فرعون کی بیوی اور اسکی اولاد جو دین حق پر ثابت قدم ہے ان کی جانب سے خوشبو آرہی ہے جب فرعون کو ان کے ایمان کا علم ہوا اس نے ان لوگوں کو دین حق

سے برگشتہ کرنے کی پوری کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوسکا تو اس نے تانبے کی ایک بہت بڑی دیگ تیار کر کے اسے خوب گرم کروایا اور ان تمام کو اس گرم دیگ میں ڈال دیا یہ لوگ آخرت کو دنیا پر اور دین کو اپنی جانوں پر ترجیح دیتے ہوئے وفات پا گئے۔

پھر آپ نے ایک ایسی قوم دیکھی جو پتھروں پر سر مار مار کر سر پھوڑ رہی تھی۔ نبی پاک ﷺ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جب بھی سر مار کر پھوڑتے ہیں وہ پہلے کی طرح ہو جاتا ہے اور پھر مارنا شروع کر دیتے ہیں۔ جبرائیل نے عرض کیا یہ وہ لوگ ہیں جن کی طبیعتوں پر نماز بھاری تھی۔ پھر آپ نے ایک ایسی قوم دیکھی جن کے سینوں اور پشتوں پر خون--- خشک کانٹے دوزخی درخت کا بدمزہ پھل اور جہنم کے گرم پتھر ان کی خوراک تھی۔ حضور ﷺ نے پوچھا یہ لوگ کون ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مالوں کی زکوٰۃ نہیں ادا کرتے تھے۔ پھر آپ ﷺ کا گزر ایک ایسی قوم سے ہوا جن کے سامنے تازہ پاکیزہ پکا ہوا گوشت پڑا تھا دوسری طرف کچا اور خبیث ذائقے والا گوشت پڑا تھا۔ وہ لوگ پاکیزہ گوشت چھوڑ کر خبیث کھا رہے تھے۔ سرکار نے پوچھا جبرائیل یہ کیا ہے جبرائیل نے عرض کیا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی پاکیزہ حلال بیویوں کو چھوڑ کر بدکار اور گندی عورتوں کے پاس رات گزارتے تھے۔ اور اسی طرح وہ عورتیں جو اپنے حلال خاوند چھوڑ کر خبیث مردوں کے ہاں رات گزارتی تھیں۔

پھر آپ نے دیکھا کہ ایک کانٹا ہے جو ہر گزرنے والے کے کپڑے سے اڑ کر اسے پھاڑ دیتا ہے آپ نے فرمایا یہ کیا ہے جبرائیل نے عرض کیا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو راستوں میں بیٹھ جاتے ہیں اور لوگوں کی عزت پر حملہ کرتے ہیں۔ اس جگہ ایک اور آدمی بھی تھا جو ایک خونی دریا میں تیر رہا تھا وہ اس دریا سے نکلنے کا ارادہ کرتا لیکن جب وہ کنارے کے قریب پہنچتا اس کے منہ پر پتھر مارے جاتے جس سے دوبارہ دریا کے اندر چلا جاتا۔ سرکار نے فرمایا یہ کیا ہے؟ جبرائیل نے عرض کیا یہ سود خور ہے۔

پھر ایک ایسے شخص کو دیکھا جس نے ایندھن کا ایک گٹھا جمع کر رکھا تھا جس کو اٹھانے کی

اسے طاقت نہیں تھی لیکن وہ اس میں اور لکڑیاں جمع کر رہا تھا سرکار نے فرمایا یہ کیا ہے۔ جبرائیل نے عرض کیا یہ اس شخص کی مثال ہے جس کے پاس لوگوں کی امانتیں ہیں وہ ان کی ادائیگی سے قاصر ہے لیکن پھر بھی زیادہ سے زیادہ امانات وصول کر رہا ہے۔

پھر ایک اور گروہ کو دیکھا جن کی زبانیں اور ہونٹ لوہے کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ جب بھی ایک مرتبہ کٹائی ہوتی ہونٹ اور زبانیں پھر پہلے کی طرح ہو جاتیں۔ سرکار نے فرمایا یہ کون ہیں؟ جبرائیل نے عرض کیا یہ وہ خطباء و واعظین ہیں جو فتنہ بپا کرتے ہیں اور اپنی کہی ہوئی باتوں پر عمل نہیں کرتے۔ پھر آپ ﷺ کا گزر ایک ایسی قوم سے ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے سینے اور چہرے انہی ناخنوں سے نوچ رہے تھے سرکار نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبرائیل نے عرض کیا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی عزتیں پامال کیا کرتے تھے۔

پھر آپ ایک تنگ سوراخ کے پاس آئے جس میں سے ایک بہت بڑا بیل نکلا تھا بعد میں وہ بیل اس سوراخ میں داخل ہونے کی کوشش کر رہا تھا لیکن بے سود۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا اے جبرائیل یہ کیا ہے؟ جبرائیل نے جواب دیا یہ وہ شخص ہے جو ایک بہت بڑی بات کرتا ہے پھر اس کو پورا نہیں کر سکتا اور ندامت کی وجہ سے بات واپس لینا چاہتا ہے لیکن اب ایسا ممکن نہیں۔

اس کے بعد آپ ﷺ کا گزر ایک ایسی وادی سے ہوا جس میں پاک صاف ٹھنڈی اور کستوری کی خوشبو پھیلی ہوئی ہے وہاں آپ نے ایک خوبصورت آواز سنی۔ آپ نے فرمایا اے جبرائیل یہ کیا ہے۔ جبرائیل نے عرض کیا یہ جنت کی آواز ہے۔ جنت اللہ تعالیٰ سے عرض کر رہی ہے۔ یا اللہ میرے کمرے میرا استبرق میرا ریشم اور سندس میرے لعل موتی اور مرجان میرا سونا چاندی پیالے اور برتن میرے جام شہد اور پانی میرا دودھ اور پاکیزہ شراب بے حساب ہو چکے ہیں مجھے وہ بندے عطا فرما جن کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جنت ہر مسلمان مرد اور عورت ہر مومن اور مومنہ تیرے لئے ہے جو بھی میرے

اوپر اور میرے رسولوں پر ایمان لایا نیک عمل کئے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا وہ بھی تیرے لئے ہے جو مجھ سے ڈرتا رہا اسے امن نصیب ہوگا۔ جس نے مجھ سے سوال کیا میں اسے عطا کروں گا جس نے میری ذات پر توکل کیا میں اس کیلئے کافی ہوں۔ میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں میں وعدہ خلافی نہیں کرتا بے شک ایمان والے کامیاب ہوگئے۔ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ (یہ سن کر) جنت نے کہا اے میرے رب میں اس پر راضی ہوں۔ پھر آپ کا گزر ایک ایسی وادی سے ہوا جہاں آپ نے ایک ناگوار آواز سنی وہاں کی بدبو بہت گندی تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا اے جبرائیل یہ کیا ہے جبرائیل نے کہا یہ دوزخ کی آواز ہے جہنم اللہ کی بارگاہ میں عرض کناں ہے یا اللہ میری بیڑیاں، زنجیریں اور بھڑکتی آگ بہت زیادہ ہو چکی ہے میرے اندر گرم پانی گرم خوراک سخت عذاب بہت زیادہ ہو چکا ہے تو مجھے وہ عطا فرما جن کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہر مشرک اور مشرکہ کافر اور کافرہ تیرے لئے ہے تمام سرکش اور متکبر جو روز حشر کے منکر ہیں تیرے لئے ہیں جہنم نے کہا یا اللہ میں راضی ہوں۔

جنت اور دوزخ ان دونوں وادیوں میں نہیں بلکہ جنت تو اتنی وسیع ہے کہ اس کی چوڑائی زمین اور آسمانوں کے برابر ہے (اس موقع پر) جنت اور دوزخ سے حجابات اٹھا دیئے گئے اور سرکار ﷺ کو مشاہدہ کرایا گیا۔

آپ ﷺ سیر فرما رہے تھے کہ دائیں طرف سے کسی بلانے والے نے کہا اے محمد ﷺ میری طرف توجہ کیجئے میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ سرکار ﷺ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ آپ ﷺ نے جبرائیل سے پوچھا یہ کون تھا؟ انہوں نے عرض کیا یہ داعی یہود تھا اگر آپ اسے جواب دیتے تو آپ کی امت یہودی ہو جاتی پھر بائیں طرف سے کسی بلانے والے نے کہا اے محمد ﷺ میری طرف دیکھئے میں کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں لیکن آپ نے کوئی توجہ نہ فرمائی۔ آپ نے جبرائیل سے پوچھا یہ کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا یہ نصرانیت کی دعوت دینے والا تھا اگر آپ اس کی طرف توجہ فرماتے تو آپ کے بعد آپ

کی امت عیسائی ہو جاتی۔

چلتے چلتے ایک عورت نظر آئی جو اچھی طرح کی زیبائش اور آرائش سے مزین ہے اس کی کلائیاں صاف نظر آ رہی ہیں اس نے کہا اے محمد ﷺ میری طرف دیکھئے میں کچھ کہنا چاہتی ہوں۔ لیکن نبی پاک ﷺ نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ آپ نے پوچھا اے جبرائیل یہ کون تھی؟ جبرائیل نے عرض کیا یہ دنیا تھی اگر آپ اس کو جواب دیتے تو آپ کی امت آخرت کو چھوڑ کر دنیا کے پیچھے پڑ جاتی۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد آپ نے دیکھا کہ ایک بڑھیا کھڑی ہے اس نے کہا اے محمد ﷺ ادھر دیکھئے سرکار نے کوئی توجہ نہ کی۔ جبرائیل سے پوچھا یہ کیا ہے انہوں نے عرض کیا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دنیا کی عمر اتنی باقی رہ گئی ہے جتنی اس بڑھیا کی عمر باقی رہ گئی ہے۔

کچھ دور چلنے کے بعد آپ نے ایک گمراہ بوڑھے کو دیکھا وہ آپ کو بلا رہا تھا آپ ﷺ نے جبرائیل سے پوچھا یہ کون ہے؟ جبرائیل نے عرض کیا یہ خدا کا دشمن شیطان ہے چاہتا ہے کہ آپ اس کی طرف مائل ہوں۔ چلتے چلتے آپ نے سرخ ٹیلے کے قریب ایک شخص کو اپنی قبر میں نماز ادا کرتے دیکھا۔ جبرائیل نے اس شخص کو سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا اے جبرائیل یہ آپ کے ساتھ کون ہے؟ جبرائیل نے کہا یہ (ختم المرسلین) احمد ﷺ ہیں انہوں نے کہا اے عربی نبی خوش آمدید آپ کو دعا دی اور کہا آپ نے اچھی طرح اپنی امت کو نصیحت کی ہے اور کہا کہ اپنی امت کیلئے اللہ تعالیٰ سے سہولت اور آسانی کا سوال کرنا۔ سرکار ﷺ نے فرمایا اے جبرائیل یہ کون ہیں؟ جبرائیل نے عرض کیا یہ آپ کے بھائی موسیٰ بن عمران علیہ السلام ہیں۔

فائدہ: گذشتہ سطور میں اور آئندہ بھی کئی بار سرکار کا سوال کرنا اور جبرائیلؑ کا جواب دینا مذکور ہوگا۔ بعض کوتاہ عقل یہ پوچھیں گے کہ شاید حضور ﷺ کو علم نہیں تھا اس لئے بار بار جبرائیل علیہ السلام کے بتانے کی ضرورت پڑی حقیقت یہ ہے کہ جبرائیل علیہ السلام اپنی خادمانہ حیثیت میں یہ تعارف کروا رہے تھے۔ میرے برادر مکرم مولانا محمد اکرم طاہر صاحب

زید مجدہ نے بڑی خوبصورت توجیہ فرمائی ہے کہ رحمتِ عالم ﷺ دیدار الٰہی کے شوق میں اس قدر منہمک تھے کہ خالق کے سوا مخلوق میں سے کسی کا بھی خیال نہیں تھا اسی لئے جبرائیل علیہ السلام بار بار توجہ مبذول کرواتے اور بار بار عرض کرتے یا رسول اللہ یہ فلاں نبی ہیں ان سے ملئے اور انہیں سلام کہیے۔ مختار احمد رومی مترجم)۔

پھر آپ ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گزرے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ آپ کے فرزند احمد ﷺ ہیں حضرت ابراہیم علی السلام نے فرمایا اس نبی امی و عربی کو خوش آمدید جس نے رسالت کا حق ادا کر دیا ہے اور اپنی امت کی خوب رہنمائی فرمائی ہے۔

اے میرے نور نظر (محمد ﷺ) آج رات آپ اپنے رب سے ملنے والے ہیں اور آپ کی امت تمام امتوں سے آخری اور کمزور امت ہے۔ آپ کی اوّلین حاجت اپنی امت کیلئے تخفیف ہونی چاہیے۔ حضرت ابراہیم علی السلام نے آپ کو دعائے خیر دی سرکار ﷺ نے جبرائیل سے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبرائیل نے عرض کیا یہ آپ کے باپ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

اس کے بعد آپ ﷺ شہر بیت المقدس میں باب یمانی کی جانب سے داخل ہوئے اور اس دروازے سے مسجد میں تشریف لے گئے جس دروازے پر سورج اور چاند اپنے طلوع کے وقت اور مغرب کی طرف جاتے وقت جھکتے ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے بیت المقدس کی چٹان میں انگلی سے سوراخ کر کے براق وہاں باندھ دیا اسی جگہ انبیاء علیہم السلام کی سواریاں باندھی جاتی تھیں۔ سرکار مسجد کی دروازے کے قریب سواری سے اتر گئے۔ جبرائیل علیہ اسلام گویا آپ سے یوں عرض کر رہے ہیں۔ آپ ان لوگوں میں سے نہیں جن کی سواریاں دروازے پر کھڑی رہتی ہیں۔ بلکہ آپ ﷺ کی شان اس سے کہیں بلند و بالا ہے۔

جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تو جبرائیل علیہ السلام اور آپ نے دو رکعت نماز نفل

ادا فرمائی۔ جبرائیل نے عرض کیا یا محمد ﷺ کیا آپ نے اپنے رب سے ''حورعین'' کو دیکھنے کی دعا مانگی ہے آپ نے فرمایاہاں جبرائیل نے عرض کیا پھر آپ ان خواتین کے پاس تشریف لے جایئے اور انہیں سلام کہیے۔ آپ چٹان کی دائیں جانب تشریف لے گئے انہیں سلام کہا انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ سرکار ﷺ نے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم بہت زیادہ اچھی اور خوبصورت ہیں۔ ان لوگوں کی بیویاں ہیں جو گناہوں سے پاک رہے اور خود کو آلودہ نہ کیا۔ جو (اپنے رب کے دروازے پر) ثابت قدمی سے حاضر رہے اور (اِدھر اُدھر) نہ گئے۔ جنہیں نعمت دوام نصیب ہوئی اور موت ان کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکی۔ وہاں سے آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ بہت سارے لوگ اکٹھے نظر آئے آپ نے پہچان لیا کہ یہ تمام انبیاء ہیں۔ کچھ سجدہ ریز ہیں اور کچھ قیام و رکوع کی لذتوں میں محو ہیں۔ بعد ازاں جبرائیل علیہ السلام نے اذان دی اقامت کہی گئی جبرائیل امین نے سرکار کو امامت کے لئے عرض کیا سرکار نے انہیں نماز پڑھائی نماز کے بعد ہر ایک نے اللہ کی حمد وثنا کی۔

سرکار نے فرمایا تم سب نے اپنے رب کی تعریف کی اور اب میں بھی اپنے رب کی ثنا خوانی کرنے والا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے مجھے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا۔ جس نے مجھے تمام انسانوں کیلئے بشیر ونذیر بنایا ہے اور مجھ پر وہ کتاب نازل کی جس میں ہر شے کا بیان ہے اور میری امت کو تمام امتوں سے بہتر بنایا میری امت کو امت وسط بنایا انہیں اول و آخر بنایا۔ میرے لئے میرا سینہ کھول دیا اللہ نے مجھ سے بوجھ ہٹا لیا ہے اور میرے لئے میرے ذکر کو بلند کر دیا اللہ نے مجھے فاتح اور خاتم بنا کر بھیجا ہے اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا انہیں چیزوں کی وجہ سے محمد ﷺ کو تمام پر فضیلت بخشی گئی ہے۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ کو شدید پیاس محسوس ہوئی۔ آپ کی خدمت میں چار پیالے پیش کئے گئے جن میں ایک دودھ سے دوسرا پانی سے تیسرا شراب سے اور چوتھا شہد

والے لوگ ہیں کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ آلا یہ نہیں کھڑے ہوتے وہ مگر جس طرح کھڑا ہوتا ہے وہ شخص جسے شیطان نے چھوکر دیوانہ بنادیا ہو(القرآن)۔
اس کے بعد آپ ﷺ نے ایک ایسی قوم کو دیکھا جن کے ہونٹ اونٹ کے ہونٹوں کی طرح تھے۔ وہ اپنے منہ کھول کر انگارے نگل رہے تھے اور اللہ کی بارگاہ میں چلا کر آہ زاری کرر ہے تھے۔آپ نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہیں انہوں نے عرض کیا:

هؤلاء الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًاؕ وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا۔(القرآن)

"یہ وہ لوگ ہیں (جو کھاتے ہیں تیموں کا مال ظلماً بے شک یہ لوگ ڈالتے ہیں اپنے پیٹوں میں آگ اور عنقریب تاپیں گے (جہنم کی) آگ"۔

کچھ دور جا کر آپ ﷺ نے دیکھا کہ عورتیں اپنے پستانوں کے بل لٹکی ہوئی ہیں اور کچھ عورتیں ہیں جو پاؤں سے بندھی ہوئی الٹی لٹکی ہوئی ہیں اوران کی چیخ وپکار اللہ کی بارگاہ میں پہنچ رہی ہے آپ نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبرائیل نے کہا یہ زنا کار عورتیں ہیں۔اس کے بعد آپ ﷺ کا گزر ایک ایسی قوم سے ہوا جن کے پہلوؤں سے گوشت کاٹ کرانہیں دیا جارہا تھا کہ جس طرح (دنیا میں) اپنے بھائی کا گوشت کھاتے تھے اب بھی کھاؤ آپ نے پوچھا یہ کون ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ آپ کے وہ امتی ہیں جو پس پشت دوسروں کی عیب جوئی کیا کرتے تھے اس کے بعد جبرائیل نے اذان کہی اقامت ہوئی تو جبرائیل نے سرکار کا دستِ مبارک پکڑ کر آپ کو آگے کیا سرکار ﷺ نے ملائکہ کو دو رکعت نماز پڑھائی۔ ہر آسمان کو چھوڑتے وقت جبرائیل علیہ السلام ایسا ہی کرتے رہے پھر آپ دوسری سیڑھی پر چڑھے جس نے آپ کو دوسرے آسمان پر پہنچادیا۔ وہاں آپ نے دو خالہ زاد بھائیوں کو دیکھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحیٰ بن زکریا علیہ السلام دونوں بالکل ایک دوسرے جیسے تھے یہاں تک ان کے بال اور لباس بھی ایک جیسے تھے۔ان کے ساتھ ان کی قوم کے لوگ بھی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام گھنگریالے بالوں والے درمیانے قد کے سرخ وسفید

رنگ کے تھے۔ آپ نے ان دونوں کو سلام کہا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا صالح بھائی اور صالح نبی کو ہماری طرف سے خوش آمدید۔ انہوں نے آپ کو بشارات دیں اور آپ کیلئے دعا خیر کی۔

اس کے بعد تیسرے زینے پر چڑھے اور آسمانِ سوم پر پہنچ گئے۔ وہاں آپ نے یوسف علیہ السلام کو اپنی قوم کے کچھ لوگوں کے ہمراہ دیکھا۔ آپ نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ آپ کے لئے دعا خیر کی اور کہا صالح نبی اور صالح بھائی کا آنا مبارک ہو۔ آپ ﷺ نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبرائیل نے کہا یہ آپ کے بھائی یوسف علیہ السلام ہیں۔ پھر آپ نے چوتھے زینے پر قدم رکھا اور آسمانِ چہارم پر پہنچ گئے۔ وہاں حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ جنہیں اللہ نے بلند مکان سے نوازا تھا۔ پھر پانچویں زینے پر چڑھ کر آسمانِ پنجم پر قدم مبارک رکھے۔ وہاں حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ ان کی آدھی داڑھی سفید اور آدھی سیاہ تھی اور اتنی لمبی کہ آپ کی ناف تک پہنچ رہی تھی۔ آپ کے پاس بنی اسرائیل کے لوگ بیٹھے تھے جنہیں آپ گذشتہ اقوام کے حالات بتا رہے تھے۔ چوتھے آسمان پر حضرت ادریس اور پانچویں آسمان پر حضرت ہارون کو آپ نے سلام کہا دونوں نے سلام کا جواب دیا آپ کے لئے دعائے خیر کی اور کہا صالح نبی اور صالح بھائی کو مرحبا۔ آپ نے پوچھا یہ کون ہیں۔ جبرائیل نے کہا یہ اپنی قوم کے محبوب (نبی) ہارون بن عمران علیہ السلام ہیں۔ بعد ازیں آپ ﷺ چھٹے زینے پر تشریف فرما ہوئے اس نے آپ کو چھٹے آسمان پر پہنچا دیا۔ وہاں آپ (مختلف) انبیاء اور ان کی امتوں کے پاس سے گزرے پھر آپ نے ایک بڑا گروہ دیکھا آپ نے پوچھا یہ کون ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم ہے لیکن ذرا اوپر دیکھئے آپ نے اوپر دیکھا تو ایک بہت بڑا گروہ نظر آیا جو تمام آفاق پر حاوی نظر آ رہا تھا عرض کیا گیا یہ آپ کی امت ہے اس کے علاوہ ستر ہزار ایسے لوگ ہیں جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ حضور ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کو سلام کہا انہوں نے سلام کا جواب دیا آپ کیلئے دعائے خیر کی

اور کہا صالح نبی اور صالح بھائی کو خوش آمدید، جب آپ تھوڑا آگے بڑھے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یزعم الناس انی اکرم علی اللّٰہ من ھذا بل ھو اکرم علی اللّٰہ منی لوگ سمجھتے ہیں کہ اللہ کی بارگاہ میں میری قدر ان سے زیادہ ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ مجھ سے بھی زیادہ قدر وشان والے ہیں۔ یدخل الجنۃ من امتہ اکثر ممن یدخل الجنۃ من امتی ان کی امت میری امت سے زیادہ جنت میں جائے گی۔

اس کے بعد ساتواں زینہ حاضر ہوا اور آپ کو لے کر ساتویں آسمان پر پہنچا دیا۔ ساتویں آسمان پر آپ ﷺ کی ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جنت کے سامنے سونے کی کرسی پر بیت المعمور کی جانب ٹیک لگا کر تشریف فرما تھے آپ کے ساتھ آپ کی قوم کے کچھ لوگ بھی تھے۔ نبی پاک ﷺ نے انہیں سلام کہا۔ انہوں نے سلام کیا جواب دیا اور کہا اپنی امت کو (میری طرف سے) کہنا کہ جنت کی مٹی پاکیزہ اور زمین وسیع ہے جنت میں بے حساب پودے لگائیں۔ آپ نے پوچھا جنت کے درخت کیا ہیں حضرت خلیل علیہ السلام نے فرمایا سبحان للّٰہ و الحمد اللّٰہ و لا الہ الا اللّٰہ و اللّٰہ اکبر ایک روایت میں لاحول و لا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم کا ذکر ہے آپ کے پاس کچھ لوگ بیٹھے تھے جن کے چہرے کورے کاغذ کی طرح سفید تھے کچھ کے رنگ میں قدرے میل کی آمیزش تھی۔

میلے رنگ والے اٹھے اور ایک نہر میں چھلانگ دی جب باہر نکلے تو ان کے رنگ قدرے صاف ہو چکے تھے پھر ایک دوسری نہر میں غوطہ زن ہوئے تو ان کے رنگ کچھ اور نکھر گئے۔ جب تیسری نہر میں چھلانگ لگائی اور نہا کر نکلے تو ان کے رنگ بھی بالکل سفید ہو گئے۔

آپ ﷺ نے جبرائیل سے پوچھا یہ سفید رو لوگ کون ہیں اور میلے رنگ والے کون ہیں اور یہ نہریں کیسی ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ سفید رنگ والے لوگ (بزبان قرآن) لَمْ يَلْبِسُوٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ جنہوں نے اپنے ایمان میں ظلم کی آمیزش نہیں کی اور میلے رنگ والے لوگ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا جنہوں نے اچھے اور برے اعمال کو ملا

دیا۔ پھر توبہ کی اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کر لی۔ پہلی نہر نہرِ رحمت دوسری نہر نعمت اور تیسری وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا اور پلائی انہیں ان کے رب نے پاکیزہ شراب۔ آپ ﷺ کو بتایا گیا یہ آپ کا مکان ہے اور یہ آپ کی امت کا مکان وہاں آپ نے دیکھا کہ آپ کی امت کے دو گروہ ہیں ایک گروہ (کورے) کاغذ جیسا (سفید) لباس پہنے ہوئے ہے اور دوسرے گروہ پر خاک (جیسا) لباس ہے۔ آپ بیت العمور میں داخل ہوئے اور سفید لباس والے امتی بھی آپ کے ساتھ تھے جبکہ دوسرے خاک (جیسے) لباس والے پیچھے رہ گئے اگرچہ وہ بھی اچھے لوگ تھے۔ وہاں سب نے نماز ادا کی بیت المعمور وہ گھر ہے جس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے حاضر ہوتے ہیں جو ایک بار آتے ہیں۔ پھر قیامت تک ان کی باری نہیں آئے گی بیت المعمور کعبہ شریف کے عین اوپر ہے اگر وہاں سے کوئی پتھر پھینکا جائے تو بالکل کعبہ شریف کے اوپر گرے۔ پھر آپ ﷺ سدرۃ المنتہیٰ تشریف لے گئے۔ یہ ایک ایسا درخت ہے جس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح ہیں ایک ایک پتہ اتنا بڑا ہے کہ اس پوری امت کو ڈھانپ سکتا ہے اس کا پھل (مقام) حجر کے مٹکوں جتنا بڑا ہے کوئی شخص اس کے حسن کی تعریف نہیں بیان کر سکتا۔ اس کی بنیادوں سے چار نہریں نکل رہی ہیں۔ دو ظاہری نہریں اور دو باطنی نہریں۔ سرکار دو عالم ﷺ نے پوچھا یہ کیسی نہریں ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ باطنی نہریں جنت میں ہیں ان کا نام کوثر و سلسبیل ہے اور ظاہری نہریں نیل اور فرات ہیں۔

جمہور اہل علم کا بیان ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے جس طرح پسند فرمایا ان نہروں کی بنیادوں کو جنت سے پیدا فرمایا پھر اس کائنات میں بطور امانت انہیں رکھا اور زمین کے منابع (منبع کی جمع) سے ان کو جاری فرمایا جس طرح کہ لوگوں کو نظر آتا ہے یہ چیز اللہ کی قدرت سے بعید نہیں۔

یوں بھی کہا گیا ہے کہ نیل وغیرہ دنیوی نہریں جنت سے آئی ہوئی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ نہریں اپنی مٹھاس برکت اور منافع کی وجہ سے ان جنتی نہروں کے مشابہ ہیں۔ یہی

وجہ ہے کہ آپ نے نیل اور فرات کو صورت مثالیہ میں دیکھا ہے جس کی تخلیق آپ ہی کیلئے کی گئی تھی تاکہ ان نہروں کی برکت منافع سے معلوم ہو کہ یہ جنتی نہریں ہیں۔

ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں کہ معراج کی رات جو حقائق سرکار ﷺ کیلئے ظاہر کئے گئے ان کی دو قسمیں ہیں ایک مثالی صورت دوسرے ظاہری صورت۔ یہی وجہ ہے مثالی صورتوں کے بارے میں آپ ﷺ جبرائیل سے پوچھتے اور وہ جواب دیتے۔ لیکن سدرۃ کے مقام پر یہ دونوں منظر آپ نے دیکھے۔ باطنی نہریں بھی اور ظاہری نہریں بھی باطنی کوثر و سلسبیل اور ظاہری نیل اور فرات۔ غور وفکر کرنے والے کیلئے اس قصہ میں کوئی بات چھپی ہوئی نہیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ حوض کوثر پر تشریف لے گئے انہی لمحات میں آگ آپ ﷺ کے سامنے پیش کی گئی۔ اس کی تفصیل آئندہ کسی فصل میں آئے گی۔ بعد ازاں آٹھواں زینہ حاضر ہوا جس نے آپ کو سدرۃ کے انتہائی بلند درجے تک پہنچا دیا۔ وہاں آپ نے دیکھا کہ ہر ورق پر ایک فرشتہ براجمان ہے۔ اس کی تفسیر آیت معراج میں بیان کی جائے گی۔ پھر نویں زینے پر چڑھ کو آپ اس جگہ پہنچے جہاں قلم کے چلنے کی آواز سنائی دے رہی تھی قلم وہ سب کچھ تحریر کر رہا تھا جو اسے اللہ کی طرف سے حکم ہو رہا تھا وحی نسخ اور احکام الٰہی کے حوالے سے سب چیزیں لوح محفوظ پر درج کی جا رہی تھیں۔ جب ان تمام چیزوں کے بارے میں اطلاع مکمل ہو گئی جن پر اللہ تعالیٰ آپ کو مطلع کرنا چاہتا تھا تو اللہ تعالیٰ کے قرب کا وقت آ گیا تو آپ دسویں زینے پر تشریف فرما ہو گئے۔ یہاں آ کر جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا اس جگہ میں آپ ﷺ سے اجازت چاہوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم مجھ سے جدا ہو جاؤ گے تو میرا کیا حال ہو گا؟ جبرائیل نے کہا میں روحانیت میں سے ہوں وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ نہیں ہم میں سے کوئی مگر اس کیلئے ایک معلوم (معین) جگہ ہے۔ اگر میں اس جگہ سے قدم بھی اٹھاؤں تو ذاتِ کبریاء کے نور میں جل کر راکھ ہو جاؤں۔ پھر جبرائیل نے کہا تقدم فانت اکرم علی اللہ منی ومن جمیع خلقه اے محمد ﷺ بڑھتے چلے جایئے کیونکہ آپ اللہ کی بارگاہ میں مجھ سے

(بلکہ) ساری مخلوق سے زیادہ عزت والے ہیں۔ دسویں زینے کے قریب سے ایک رنگین بادل گزرا جس نے زینے کو ڈھانپ کر نہ جانے کتنے عالم طے کرتا ہوا آپ کو نورِ عرش تک لے گیا۔ وہاں آپ نے ایک شخص کو دیکھا آپ نے پوچھا یہ کون ہے؟ کیا یہ فرشتہ ہے؟ کہا گیا فرشتہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا یہ نبی ہے؟ کہا گیا نبی بھی نہیں ہے بلکہ یہ وہ شخص ہے کہ دنیا میں اس کی زبان اللہ کے ذکر سے تر رہتی تھی اور اس کا دل مسجد میں لگا رہتا تھا۔

فائدہ: اس حدیث پاک سے یہ نکتہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے ذکر میں مصروف رہنا بہت بڑی فضیلت ہے اور یہ کہ اللہ کی بارگاہ میں رسائی کیلئے ذکر الٰہی سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب بندہ اپنی جسمانی زبان کو ذکر الٰہی میں گم کر دیتا ہے تو اسے بطور جزاء انوار عرش میں جگہ دی جاتی ہے اور یہ سب کو معلوم ہے کہ عرشِ الٰہی اس مادی جہاں وجسم سے کہیں بلند مرتبہ ہے اور اگر بندہ اپنے دل کو ذکر الٰہی میں یوں وارفتہ کر دے کہ اس کی زبان خاموش اور حرکات (جسم) ہیبت الٰہی کی وجہ سے ساکن ہو جائیں ایسے شخص کی جزاء انوار عرش کا مشاہدہ نہیں بلکہ رب العرش کے نور میں غوطہ زنی اس شخص کی جزاء ہے اس سے معلوم ہوا کہ دل کے ذکر کو زبان کے ذکر پر اسی طرح فضیلت حاصل ہے جس طرح رب العرش کو عرش کے نور پر۔

جب نبی پاک ﷺ کو بادل نے ڈھانپ لیا اس وقت آپ ﷺ نے اپنے رب کو سر کی آنکھوں سے دیکھا اس وقت جہت وحصر کی تمام قیود ختم کر دی گئی تھیں اسی لمحے آپ سجدے میں گر گئے اپنے رب سے (خوب) کلام کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد ﷺ آپ نے عرض کیا اے میرے رب میں حاضر ہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محبوب کچھ مانگیے تو میں نے عرض کیا پروردگار تو نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا اور انہیں ملک عظیم عطا فرمایا، موسیٰ علیہ السلام سے خوب کلام فرمایا، سلیمان علیہ السلام کو ملک عظیم عطا فرمایا آپ کے لئے جن وانس اور شیاطین کو مسخر فرمایا ہواؤں کو آپ کا تابع فرمان بنایا اور انہیں ایسا ملک عطا فرمایا کہ ان کے بعد کسی کو نہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کو تورات اور انجیل کا علم عطا

فرمایا اندھے اور کوڑھی ان کے ہاتھ سے شفایاب ہونے لگے تیرے حکم سے مُردوں کو زندہ کیا حضرت مسیح اوران کی والدہ محترمہ کو شیطان سے محفوظ فرمایا ہے (اس کے جواب میں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے محمد ﷺ میں نے آپ کو اپنا حبیب بنایا ہے اور تمام انسانیت کیلئے آپ کو بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے۔ آپ کے لئے آپ کا سینہ کھول دیا ہے آپ سے بوجھ کو دور کردیا ہے اور آپ کے ذکر کو آپ کے لیے بلند کردیا ہے پس جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں آپ کا بھی ذکر ہوگا۔ آپ کی امت کو تمام امتوں سے بہتر بنایا ہے آپ کی امت کو درمیانی امت بنایا ہے انہیں اول وآخر بنایا ہے اور انہیں اس بات کا پابند بنایا ہے کہ جب تک وہ آپ کی عبدیتِ الٰہی اور رسالتِ حق کی گواہی نہ دیں ان کا خطبہ مکمل نہیں ہوگا۔ آپ کی امت کے کچھ لوگ ایسے ہوں گے کہ ان کے سینے ہی ان کے مصحف ہوں گے (یعنی ان کے سینوں میں قرآن ہوگا) آپ کو تخلیق کے اعتبار سے سب سے اول اور بعثت کے اعتبار سے سب سے آخر بنایا ہے سب سے پہلے آپ کے لئے ہی حساب ہوگا۔ آپ کو سبع مثانی (سورۃ فاتحہ) سے نوازا ہے جو پہلے کسی کو نہیں عطا کی گئی آپ کو سورۃ بقرہ کی آخری آیات عطا کی ہیں جو عرش الٰہی کا خزانہ ہیں آپ سے پہلے وہ بھی کسی کو نہیں عطا کی گئیں۔ آپ کو ''کوثر'' سے نوازا ہے آپ کو آٹھ چیزیں عطا کی ہیں جو آپ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔ اسلام، ہجرت، جہاد، صدقہ، رمضان المبارک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر۔ جب میں نے زمین وآسمان کو پیدا فرمایا اس وقت میں نے آپ پر اور آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض کی تھیں۔ پس آپ بھی اور آپ کی امت ان نمازوں کو قائم کریں۔

اس کے بعد وہ بادل ہٹ گیا آپ نے دیکھا کہ آپ قیام گاہِ روح الامین پر تشریف فرما ہیں جبرائیل علیہ السلام نے آپ کا دست مبارک پکڑا اور تیزی سے (زمین کی جانب) آنے لگے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گزرے ان سے کوئی بات نہ ہوئی موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرے انہوں نے پوچھا حضور آپ پر اور آپ کی امت پر کیا فرض ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا ہر رات دن میں پچاس نمازیں انہوں نے کہا اپنے رب کے پاس

جایئے اور تخفیف کا سوال کیجئے کیونکہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی آپ لوٹ کر اسی جگہ پہنچے جہاں بادل نے آپ ﷺ کو ڈھانپا تھا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہلے کی طرح سجدہ کیا اور عرض کیا یا اللہ میری امت تمام امتوں سے کمزور ہے تخفیف فرما۔ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں معاف فرما دیں۔ آپ پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور انہیں بتایا کہ پانچ نمازیں معاف ہوئی ہیں انہوں نے فرمایا پھر تخفیف کا سوال کریں کیونکہ آپ کی امت کمزور ہے اسی طرح آپ اللہ تعالیٰ اور موسیٰ کے درمیان آتے جاتے رہے اللہ تعالیٰ ہر مرتبہ پانچ نمازیں معاف فرماتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد ﷺ! آپ نے عرض کیا لبیک اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ پانچ نمازیں ہیں ہمارے قول میں تبدیلی نہیں ہوتی ہر نماز کا ثواب دس نمازوں کے برابر ہوگا۔ پس جس نے نیکی کا ارادہ کیا اور عمل نہ کر سکا اس کی بھی ایک نیکی لکھی جائے گی اور اگر اس پر عمل کیا تو دس نیکیاں لکھی جائیں گی جس نے برائی کا ارادہ کیا اور برا عمل نہ کیا اس کا کچھ بھی نہیں لکھا جائے گا اور اگر برا عمل کیا تو فقط ایک برائی لکھی جائے گی۔

زینہ بادل غائب ہوگیا آپ موسیٰ علیہ السلام کے پاس تشریف لائے اور انہیں سب کچھ بتایا انہوں نے عرض کیا اب بھی واپس جایئے اور تخفیف کا سوال کیجئے کیونکہ آپ کی امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں اتنی بار سوال کر چکا ہوں کہ اب مجھے حیا آتی ہے میں اسی پر راضی ہوں اور اسی پر سرِ تسلیم خم ہے۔ (یہ سن کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا کرنے والے نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) میں نے اپنا فرض جاری کر دیا اور اپنے بندوں سے بوجھ کم کر دیا (یہ سن کر) موسیٰ علیہ السلام نے کہا بسم اللہ اپنی امت کے پاس تشریف لے جایئے جب آپ آسمانِ دنیا پر پہنچے آپ نے نیچے دیکھا کہ گرد و غبار دھواں اور شور و غوغا بلند ہو رہا ہے آپ نے جبرائیل علی السلام سے پوچھا یہ کیا ہے انہوں نے عرض کیا یہ شیاطین محو گردش ہیں تاکہ بنی آدم عالمِ ملکوت کے عجائب نہ دیکھ سکیں۔ اگر یہ فضا سے غائب ہو جائیں تو بنی آدم اپنی آنکھوں سے عالمِ ملکوت کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ اس کے

بعد آپ سیڑھی سے اترتے ہوئے بیت المقدس کی چٹان پر تشریف لائے۔ براق وہاں محوِ انتظار تھا براق پر سوار ہو کر آپ آ رہے تھے راستے میں ایک قافلہ دیکھا جن کا اونٹ گم ہو گیا تھا۔ آپ ان کے کجاووں کے پاس اترے وہاں کوئی شخص نہیں تھا ایک پیالہ پانی پڑا تھا جس سے آپ ﷺ نے پانی نوش فرمایا۔ پھر قافلۂ قریش کے پاس سے گزر ہوا ان کا ایک اونٹ سرخ رنگ کا تھا جس پر دو بورے لدے ہوئے تھے ایک کا رنگ سفید اور دوسرا بورا سیاہ تھا جب آپ قافلہ کی سیدھ میں آئے ان کے اونٹ بدک گئے (ایک اونٹ کا کوئی) عضو ٹوٹ گیا۔

پھر مقام تنعیم پر ایک قافلے سے ملاقات ہوئی۔ ان کے آگے ایک اونٹ تھا جس پر ایک سیاہ چادر اور دو سیاہ بورے رکھے ہوئے تھے (یہ سفر کرتے ہوئے آپ) بیت اللہ شریف پہنچے جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو آپ کے کاشانۂ اقدس میں اتارا اور الوادع کیا آپ اپنے بستر مبارک پر تشریف لے گئے۔ جب صبح ہوئی آپ مسجد تشریف لائے اس اندیشہ سے آپ فکر مند بیٹھے تھے کہ لوگ آپ کی بات کو سچ نہ مانیں گے اچانک ابو جہل وہاں سے گزرا آپ کے پاس بیٹھ گیا اور از راہِ طنز پوچھنے لگا کیا کوئی (نئی) بات ہے آپ نے فرمایا ہاں اس نے کہا بتایئے آپ نے فرمایا مجھے آج رات سیر کرائی گئی ہے۔ اس نے کہا کہاں تک؟ آپ ﷺ نے فرمایا بیت المقدس تک اس نے کہا پھر آپ صبح ہمارے پاس پہنچ گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں اس نے کہا اگر میں آپ کی قوم کو بلاؤں تو یہ باتیں ان سے بھی کریں گے جو مجھ سے کی ہیں، آپ نے فرمایا ہاں اس نے کہا اے بنی کعب بن لوئی ادھر آؤ۔ لوگ آگئے اور ان کے پاس بیٹھ گئے ابو جہل نے کہا جو کچھ مجھے بتایا ہے انہیں بھی بتائیں۔ آپ نے فرمایا مجھے آج رات سیر کرائی گئی ہے۔ قوم نے کہا کہاں تک۔ آپ نے فرمایا بیت المقدس تک۔ انہوں نے کہا اور صبح آپ یہاں پہنچ گئے ہیں آپ نے فرمایا ہاں وہ لوگ تالیاں بجاتے ہوئے اور از راہ حیرت اپنے ہاتھ سروں پر رکھتے ہوئے جا رہے تھے انہوں نے اس واقعہ کو ناممکن جانا۔

مطعم بن عدی نے کہا آج سے پہلے اپ کی تمام باتیں آسان تھیں ہم بیت المقدس پہنچنے کیلئے اپنے اونٹوں کے جگر پگھلا دیتے ہیں ایک مہینہ بلندی کا سفر اور ایک مہینہ نشیب میں اترتے ہوئے اور آپ کا خیال ہے کہ آپ نے ایک رات میں سفر طے کرلیا ہے لات وعزیٰ کی قسم میں آپ کی تصدیق نہیں کروں گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اے مطعم تونے اپنے بھتیجے سے بری بات کی ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ سچے ہیں قوم نے کہا ہمیں بیت المقدس کی نشانیاں بتائیں کیونکہ ان میں سے کچھ لوگوں نے مسجد اقصیٰ کو دیکھا ہوا تھا انہوں نے کہا مسجد کی بنیادیں (اور دیواریں) کیسی ہیں مسجد کی ہیئت کیا ہے پہاڑ سے کس قدر قریب ہے۔ آپ نے مسجد کی نشانیاں بتا دیں اس کی بنیادیں اور ہیئت بھی بتا دی پہاڑ سے قرب کی حالت بھی بتا دی۔ آپ انہیں بتا رہے تھے کہ کچھ نشانیوں میں شک پڑ گیا آپ کو سخت رنج ہوا اس کرب پر مسجد اقصیٰ حضرت عقیل کے گھر کے قریب لا کر رکھ دی گئی۔ قوم نے پوچھا مسجد کے دروازے کتنے ہیں سرکار نے دروازے دیکھے اور گن کر بتا دیئے۔ ابوبکر کہہ رہے تھے یارسول اللہ آپ نے سچ کہا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ قوم نے کہا بخدا نشانیاں تو ساری صحیح ہیں پھر انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کیا آپ اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ آپ ایک رات میں بیت المقدس گئے ہیں اور صبح سے پہلے واپس بھی آ گئے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں میں تو اس سے زیادہ مشکل بات یعنی صبح وشام آسمانی خبروں کے آنے کی بھی تصدیق کرتا ہوں۔ اسی وجہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کہا جاتا ہے۔

پھر انہوں نے کہا یا محمد ﷺ ہمیں ہمارے قافلے کے بارے میں بتائیے۔ آپ نے فرمایا میں نے بنی فلاں کے قافلے کو روحاء کے مقام پر دیکھا ہے ان کی ایک ڈاچی گم ہوگئی تھی وہ اس کو تلاش کر رہے تھے۔ میں ان کے کجاووں کے پاس گیا وہاں کوئی بھی نہیں تھا صرف پانی کا ایک پیالہ پڑا تھا میں نے پانی پیا پھر بنی فلاں کے قافلے کو فلاں جگہ دیکھا اس قافلے میں ایک سرخ اونٹ تھا جس پر ایک سفید اور ایک سیاہ بورا لدا ہوا تھا۔ جب میں ان کے

قریب سے گزراوہ اونٹ بدک گیا اور (اس کی ٹانگ) ٹوٹ گئی۔ مقام تنعیم پر ایک اور قافلہ دیکھا جس کے آگے آگے ایک اونٹ تھا اس پر ایک سیاہ چادر اور دو سیاہ بورے لدے ہوئے تھے۔ بس وہ قافلہ ثنیہ سے آنے ہی والا ہے۔ انہوں نے پوچھا جس قافلے میں سرخ اونٹ ہے وہ کب پہنچے گا آپ نے فرمایا بدھ کے دن۔ بدھ کے دن قریش دیکھنے لگے دن ڈھلنے لگا لیکن قافلہ نہ آیا۔

حضور ﷺ نے دعا فرمائی آپ کے لئے دن بڑھا دیا گیا یہاں تک کہ قافلہ آ گیا سرخ اونٹ آگے تھا۔ قوم نے پوچھا کیا سرخ اونٹ کی ٹانگ ٹوٹی ہوئی تھی؟ قافلے والوں نے کہا ہاں پھر انہوں نے دوسرے قافلے والوں سے پوچھا کیا تمہاری اونٹنی گم ہوگئی تھی۔ انہوں نے کہا ہاں۔ انہوں نے پوچھا کیا تمہارے پاس پانی کا پیالہ تھا۔ ایک شخص نے کہا بخدا میں نے پیالے میں پانی رکھا تھا ہم میں سے کسی نے پانی نہیں پیا تھا اور نہ ہی اسے زمین پر گرایا تھا (لیکن پیالے میں پانی نہیں تھا) قریش نے کہا یہ سب کچھ محمد ﷺ کا جادو ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ (القرآن)

”اور نہیں بنایا ہم نے اس دید کو جو ہم نے آپ کو کرائی مگر لوگوں کیلئے ایک آزمائش“۔

فائدہ: ان عجائبات میں سے ایک جنت ہے جنت آپ ﷺ پر پیش کی گئی اس لئے کہ آپ جنت اپنی امت پر پیش فرماتے تھے جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ

”بے شک اللہ نے خرید لی ہیں مؤمنین سے ان کی جانیں جنت کے بدلے میں“۔

اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ چیز جو حضور ﷺ اپنی امت پر پیش کرتے ہیں آپ اسے بچشم خود ملاحظہ فرما لیں تاکہ جنت کا ہر وصف آپ کے مشاہدہ میں آجائے۔ نیز دنیا کا گھٹیا پن بھی دیکھ لیں اور دنیا میں آپ کی دلچسپی ختم ہوجائے اور مصائب پر صبر آپ کی عادت بن جائے۔ جب آپ جنت میں داخل ہوئے تو ان دائمی اور ابدی نعمتوں کا مشاہدہ فرمایا جو نہ

کسی آنکھ نے دیکھی ہیں نہ کسی نے سنی ہیں اور نہ ہی کسی دل میں ان کا تصور تک آیا ہے۔

آپ نے جنت کے دروازے پر لکھا دیکھا اَلصَّدَقَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا والقرض بثمان عشر۔ صدقہ کا ثواب دس گنا اور قرض کا ثواب اٹھارہ گنا۔ آپ نے فرمایا اے جبرائیل قرض صدقہ سے افضل کیوں ہے؟ انہوں نے عرض کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ صدقہ بغیر ضرورت کے بھی لیا جا سکتا ہے جب کہ قرض بغیر ضرورت کے نہیں لیا جاتا۔

آپ نے جنت میں سیر فرمائی دیکھا کہ جنت میں ایسے پانی کی نہریں ہیں جو کبھی خراب نہیں ہوگا۔ دودھ کی نہریں جن کا ذائقہ خرابی سے پاک ہے پینے والوں کیلئے لذت سے معمور شراب کی نہریں اور پاکیزہ صاف ستھرے شہد کی نہریں۔ جنت میں موتیوں کے قبے، ڈول جتنے بڑے بڑے انار اور بختی اونٹوں جتنے بڑے بڑے پرندے بھی دیکھے۔

حضور ﷺ نے نہر کوثر بھی دیکھی جس کے دونوں کناروں پر موتیوں کے بنے ہوئے (بے جوڑ) کمرے تھے اور کوثر کی مٹی کستوری کی تھی۔ انہی عجائبات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ جنت میں ہی تھے کہ حجابات اٹھا کر آپ کو دوزخ بھی دکھائی گئی تا کہ مشاہدہ ملکوت کی تکمیل ہو جائے اور آپ کو یہ بھی علم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمنوں کیلئے کیا کیا (عذاب) تیار کر رکھا ہے جس طرح کہ اپنے دوستوں کیلئے تیار شدہ نعمتیں پہلے دکھائی جا چکی تھیں تا کہ آپ کے اطمینان میں اضافہ ہو۔

دوزخ میں غضب الٰہی کی جھلک نظر آ رہی تھی۔ آگ کی لپک اتنی شدید تھی کہ اگر اس میں پتھر پھینکا جائے تو وہ اسے فوراً کھا جائے۔

دوزخ میں ایک قوم کو دیکھا جو مردار کھا رہی تھی آپ نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے عرض کی یہ دنیا میں لوگوں کے گوشت (مال ناجائز) کھاتے تھے۔ آپ نے مالک داروغہ جہنم کو دیکھا جس کا چہرہ کرخت رومرد کی طرح تھا غصے کے آثار اس کے چہرے پر نمایاں تھے۔ حضور ﷺ نے اسے سلام کہا اس کے بعد آگ پر پردہ ڈال دیا گیا۔

ان عجائبات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے سدرة المنتہیٰ کے مقام پر

جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا ان کے چھ سو پر تھے ہر پر پورے افق پر چھایا ہوا تھا آپ کے پروں سے یاقوت کی طرح کے موتی گر رہے تھے جن کی تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے۔

بعض عارفین کا فرمان ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے زبانِ حال سے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا محمد ﷺ جس حاجت میں میرے تمام حیلے اور وسیلے ختم ہو گئے تھے اس حاجت میں میں نے آپ کو وسیلہ بنایا اس حاجت میں میری فکر جواب دے گئی تھی اور میرا دل گھبرا گیا تھا۔ اے محمد ﷺ جب اللہ نے مجھے ازل اور ابد کے میدان میں کھڑا کیا اس قیام نے مجھے حیرت میں ڈال دیا۔ میں اس جولان گاہ میں محوِ سفر رہا لیکن اس کا کنارہ میرے ہاتھ نہ آیا۔ اس راہ میں حضرت میکائیل علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی انہوں نے کہا تمام راستے اور دروازے بند ہیں آپ کہاں جا رہے ہیں؟ میں نے میکائیل سے پوچھا تم یہاں کیوں رک گئے ہو؟ انہوں نے کہا میں اس وجہ سے رکا ہوا ہوں کہ سمندروں کے پانی کا تولنا بارش برسانا اور اس بارش کو ساری کائنات تک پہنچانا میری ذمہ داری ہے میں سمندروں کی جھاگ کی مقدار تک جانتا ہوں بارش اور شبنم کے قطرات کی تعداد مجھے معلوم ہے لیکن اللہ وحدہ لاشریک کی احدیت کی حد مجھے معلوم نہیں۔ (جبرائیل کہتے ہیں) میں نے کہا حضرت اسرافیل علیہ السلام کہاں ہیں انہوں نے کہا وہ تو ابھی مکتب تقدیر میں زیر تعلیم ہیں ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ان کی نگاہِ نظارہ سے اور دل فکر سے عاجز ہے اور صور پھونکنے تک ان کی یہی حالت رہے گی۔ میں نے میکائیل سے کہا آؤ عرش سے پوچھیں کچھ تو ہی بتا۔ عرش نے ہماری بات سنی اور تعجب سے ایک جھرجھری لی بحالت اضطراب ہمیں کہا دل اور زبان تھام کے رکھو۔ یہ وہ راز ہے جس سے نہ پردہ اٹھ سکتا ہے اور نہ کوئی دروازہ کھل سکتا ہے اس سوال کا کوئی جواب نہیں، میں کون ہوں جو اس ذات کی معرفت کا دعویٰ کر سکوں۔ اس نے (اپنی شان کے مطابق) مجھ پر استواء فرمایا۔

مجھے اس کی عزت کی قسم مجھے پیدا فرما کر اللہ نے اپنی ابدیت کے میدان میں لا کر محوِ حیرت کر دیا میں اسکی احدیت کے اتھاہ ساگر میں غرق ہو گیا۔ پس کبھی کبھی وہ اپنے قرب

سے مجھے انس عطا کرتا ہے اور کبھی کبھی حجاب عزت سے پردہ کر کے مجھے وحشت زدہ کر دیتا ہے کبھی اپنی محبت کے جام سے مجھے مست کر دیتا ہے۔

جب میں سکر (مدہوشی) کی شدت میں تھا میں نے سوال کر ڈالا میرے رب مجھے اپنا دیدار عطا فرما۔ اللہ نے اپنی زبانِ قدرت سے فرمایا تو نہیں دیکھ سکے گا۔ جب سکر سے افاقہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا اے دیدار کے طلب گار یہ وہ جمال ہے جو ہم نے محفوظ کر رکھا ہے اور یہ وہ حسن ہے جو ہم نے سنبھال کے رکھا ہے یہ جمال سوائے ایک (در) یتیم (محمد ﷺ) کے اور کوئی نہیں دیکھ سکتا ہم نے اس رسول کو پالا ہے اور اپنا حبیب بنایا ہے (پس اے عرش) جب تو سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا کی آواز سنے تو ہمارے محبوب کے راستے میں کھڑے ہو جانا شاید تو ان آنکھوں کو دیکھ سکے جنہوں نے ہمیں دیکھا ہے۔

شب معراج جب حضور ﷺ عرش تک پہنچے تو عرش نے آپ کا دامن پکڑ کر بزبانِ حال کہا اے محمد ﷺ کب تک آپ شراب احدیت نوش فرماتے رہیں گے ہمیں اپنی ناراضگی سے پرامن فرما دیں اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی بارگاہ کے مقبول بندوں کے پاس لے جائے گا آپ کو ررفرف پر سوار بھی فرمائے گا کبھی آپ کو جمال احدیت مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی اور کبھی آپ کو جمالِ صمدیت مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی کا دیدار عطا کرے گا اور کبھی آپ کو اسرارِ ملکوت سے آگاہ کرے گا فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی اور کبھی اپنی بارگاہ کا خاص قرب آپ کو عطا کیا جائے گا فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی میں بھی اسی کی جانب تشنہ و مشتاق ہوں حیران ہوں کس جانب اس کی بارگاہ میں جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنی مخلوق میں سے عظیم بنایا میری ہیبت اور شدت سب سے زیادہ تھی اے محمد ﷺ میں اپنی پیدائش کے بعد اللہ تعالیٰ کے جلال کی ہیبت کی وجہ سے ہر وقت کانپتا رہتا تھا اللہ تعالیٰ نے میری قامت پر لا الہ الا اللہ لکھ دیا اللہ کے اسم مبارک کے رعب کی وجہ سے میں اور زیادہ لرزنے لگ گیا۔ جب میرے اوپر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا تو میرا اضطراب ختم ہو گیا میری بے چینی تھم گئی یہ آپ ﷺ کے نام مبارک کی برکت ہے اور اب جبکہ آپ اپنی مبارک نظروں سے

مجھے دیکھ رہے ہیں میرے نصیب کی عظمت کی کوئی حد ہے؟ اے محمد ﷺ آپ رحمۃ للعالمین ہیں مجھے بھی آپ کی رحمت سے حصہ چاہیے۔ آپ کی رحمت سے میرا حصہ یہ ہے کہ آپ اس الزام سے میری براءت پر گواہی دے دیجئے وہ الزام شیطان مزاج لوگ مجھ پر لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ذات جو حد و کیفیت سے پاک ہے میں اس ذات کو گھیرے ہوئے ہوں۔ یا محمد ﷺ جس کی ذات حد سے اور جس کی صفات گنتی سے پاک ہوں وہ ذات کس طرح میری محتاج ہو سکتی ہے یا محمد ﷺ اس کا نام الرحمٰن ہے استواء اس کی صفت ہے اس کی صفت اس کی ذات کے ساتھ متصل ہے اسکی صفت میرے ساتھ کس طرح متصل ہو سکتی ہے نہ میں اس میں سے ہوں نہ وہ مجھ سے ہے اس نے اپنی رحمت اور اپنے فضل سے مجھے وجود بخشا ہے اگر وہ مجھے ختم کر دے تو یہ حق اور عین عدل ہے یا محمد ﷺ میں اس کی قدرت کا محمول اور اس کی حکمت کا شاہکار ہوں۔ عرش کی یہ باتیں سن کر حضور ﷺ نے بزبانِ حال فرمایا ہوگا اے عرش ان باتوں کو رہنے دو مجھے تیری طرف توجہ کی فرصت نہیں۔ میرے جامِ شراب محبت اور خلوتِ حق میں رکاوٹ نہ بنو۔ آپ ﷺ نے اس کی جانب نگاہ نہ فرمائی (کیونکہ آپ دیدار الٰہی کے شوق میں تھے (رومی)۔

فصل

آیت اسراء کی تفسیر

برادرانِ من! اللہ مجھے اور آپ کو ہدایت کی راہ پر چلائے اور اپنے فضل واحسان سے ہمیں کجروی گمراہی اور عناد سے محفوظ فرمائے تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو معراج کیلئے خاص فرمایا ہے آپ ﷺ کی یہ معراج مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ اور مسجد اقصیٰ سے سدرۃ المنتہیٰ اور اس سے بھی آگے تک ہے اسی معراج میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے جمال حقیقی کا مشاہدہ کرایا قرآن وحدیث اس پر بہترین گواہ ہیں۔

حضور ﷺ کی یہ معراج جاگتے ہوئے جسم وروح دونوں کو ہوئی رات کا بہت مختصر وقت استعمال ہوا۔ جو شخص اس بات کا انکار کرتا ہے کہ آپ ﷺ بجسم خود مکہ سے عرش تک گئے اور وہاں آپ نے عجائبات قدرت ملاحظہ کئے دلیل یہ دیتا ہے کہ اتنی تیزی سے کسی جسم کا حرکت کرنا عقل تسلیم نہیں کرتی۔ اسے چاہیے کہ سورج کی حرکت پر غور کرے جو قدیم علماء ہیئت کے نزدیک ہماری زمین سے 160 گنا سے بھی زیادہ بڑا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ سورج کسی وقت تو زمین سے بہت دور چمک رہا ہوتا ہے اور بہت جلد (شام کے وقت) یوں لگتا ہے جیسے دائرہ افق سے گلے مل رہا ہے حالانکہ سورج کی جسامت کتنی بھاری بھر کم ہے اور جب عالم محسوسات میں ایسا کام ہو رہا ہے تو معراجِ مصطفیٰ ﷺ کا انکار محض اس لئے کر دیا جائے کہ عقل محدود اسے تسلیم نہیں کرتی؟

منکرِ معراج کو چاہیے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کیلئے تسخیر ہوا پر غور کرے جو ایک لمحے میں مہینے کی مسافت طے کر لیتی تھی اور جبرائیل علیہ السلام کا آسمان سے زمین پر آنا بھی دیکھا جائے جو لحظہ بھر میں آسمان سے زمین پر آجاتے تھے۔ کیا قدر ومنزلت اور عزت و کرامت میں سلیمان علیہ السلام اور جبرائیل علیہ السلام حضور ﷺ سے زیادہ ہیں؟ ہرگز نہیں بلکہ جب ان کی کرامت کا یہ حال ہے تو کمالات مصطفیٰ ﷺ تو ان سے کئی گنا زیادہ

ہیں کیونکہ حضور ﷺ تو ان کے بھی سردار ہیں۔

قرآن نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر آصف بن برخیار حمۃ اللہ علیہ کے بارے میں خبر دی ہے کہ انہوں نے یمن کے دور دراز علاقے سے تخت بلقیس پلک جھپکنے سے پہلے اٹھا کر مجلسِ سلیمان علیہ السلام میں رکھ دیا تھا۔ (حضور ﷺ اللہ کے رسول ہیں) اور علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ واقعہ معراج رجب شریف کے مہینے میں ہجرت سے ایک سال پہلے ہوا ہے (یعنی آصف بن برخیار حمۃ اللہ علیہ تو سلیمان علیہ السلام کے امتی تھے) اور حضور ﷺ اللہ کے نبی ہیں اور واقعہ معراج بحالت نبوت پیش آیا ہے قبل از اعلان نبوت نہیں بلکہ اعلان نبوت کے کئی سال بعد یہاں دو تین سطور کا ترجمہ عوام کے فہم سے بالا ہونے کی وجہ سے ترک کیا گیا ہے (رومی)۔

حافظ عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں واقعہ معراج رجب شریف کی ستائیسویں رات (بروز پیر) پیش آیا اس پر لوگوں کا عمل ہے ابن دحیہ فرماتے ہیں اس بات میں کوئی شک نہیں کہ یہ واقعہ پیر کے روز کا ہے کیونکہ آپ ﷺ کی ولادت اعلان نبوت ہجرت اور وفات اس روز سعید کو ہوئے ہیں۔

ابن جوزی فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا (اے جبرائیل) میری ربوبیت کی قدر کا اعتراف کرتے ہوئے میری عبودیت کے سہارے کھڑے ہو جاؤ۔ جبرائیل نے عرض کیا اے میرے معبود تو لطیف و کرم والا پروردگار ہے اور میں تیرا ضعیف بندہ ہوں۔ ندا آئی اے جبرائیل ہدایت کا علم اور عنایت کا براق پکڑ لو قبولیت و ولایت کی خلعت اور ستر ہزار فرشتوں کو ساتھ لے کر عرب و عجم کے سردار تمام امتوں کے شفیع کے دروازے پر کھڑے ہو جاؤ آپ ﷺ کی جناب میں حاضر ہو جاؤ کیونکہ آج کی رات تم ان کے رکاب تھامنے والے ہو۔

اور اے میکائیل علیہ السلام تم بھی قبولیت کا علم لے کر درِ رسول ﷺ پر حاضر ہو جاؤ۔ اور اے اسرافیل اور اے ملک الموت تم بھی وہ خدمت بجالاؤ جو جبرائیل اور میکائیل انجام

دے رہے ہیں، جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا الٰہی کیا قیامت قریب آ گئی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں بلکہ میں اپنے محبوب ﷺ کو اپنے قریب کر کے اپنے اسرار سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں اور انہیں نور وضیاء کی خلعت عطا کرنا چاہتا ہوں۔ اس فرمان کو سننے کے بعد جبرائیل علیہ السلام حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ ﷺ اس وقت حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر تھے۔ جبرائیل نے آپ کو بشارت اور خوشخبری سنائی اور عرض کیا اے نبی مختار بارگاہ رب غفار میں حاضری کیلئے تیار ہو جائیے اللہ تعالیٰ جو سب سے سچا ہے اس واقعہ کو یوں بیان کرتا ہے سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ الخ سبحان یہ اسم ہے اور تسبیح کے معنی میں ہے یعنی تمام عیوب ونقائص سے اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی۔

یہ لفظ بھی بطور ثناء ذکر کیا گیا ہے بطور خبر نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ازل والا سے جو عیب سے پاک ہے ہماری ثناء سے پہلے اور جب ہم نہیں ہوں گے اس وقت بھی اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہوگا۔

ابن حاتم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سبحان اللہ وہ کلمہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے پسند فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا ذکر اس کلمہ سے کیا جائے حدیث پاک میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے صبح کے وقت ایک ہزار مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ کہا اس نے اپنے آپ کو اللہ کی بارگاہ سے خرید لیا ہے اور اس دن کے ختم ہوتے وقت وہ اللہ کا آزاد کردہ بندہ ہو جائے گا۔

اسے طبرانی نے اوسط میں اور خرائطی واصبہانی وغیرہم نے ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے آپ کو خریدنے کا مطلب ہے اللہ کے عذاب سے بچنا یعنی آگ کو اس کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں رہتا۔

حضور ﷺ نے فرمایا جس نے ایک مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ کہا جنت میں اس کیلئے ایک کھجور کا درخت لگا دیا جاتا ہے اسے ترمذی نے روایت کیا ہے نسائی کی روایت میں نخلۃ کی بجائے شجرۃ کا لفظ ذکر کیا گیا ہے۔

بعض اہل علم سے مروی ہے اللہ کی بارگاہ میں ایک نور کا سمندر ہے جس کے گرد نورانی فرشتے نورانی گھوڑوں پر سوار اپنے ہاتھوں میں نورانی نیزے لئے یہ ذکر کر رہے ہیں۔

سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی العزة والجبروت سبحان الحی الذی لا یموت سبوح قدوس۔ سبوح قدوس رب الملائکة والروح

جس شخص نے ایک دن میں یا ایک مہینے میں یا ایک سال میں یا ساری زندگی میں سو مرتبہ اس کلمہ کا ذکر کیا اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دے گا اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ جتنے ہی کیوں نہ ہوں۔

الَّذِیٓ یہ اسم موصول ہے اس کا اطلاق ذات الٰہی پر بطور صلہ ہو رہا ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا نام نہیں ہے جس طرح کہ اسریٰ کا فاعل ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کا نام مسری (سیر کرانے والا) نہیں ہے سریٰ کا معنی ہے رات کے وقت چلنا اسراء کا معنی ہے رات کے وقت اس طرح چلنا کہ وہ محسوس ہونے والا ہو۔

بِعَبْدِہٖ اس سے مراد ہمارے آقا محمد ﷺ ہیں جو کہ تمام مخلوقات سے زیادہ عزت والے ہیں اور سب سے زیادہ نسبت عبودیت الٰہی کے حقدار ہیں۔ لفظ عبد ان صفات میں سے ہے جن پر عبودیت غالب ہے یہ لفظ عبودیت سے ماخوذ ہے عبادة سے ماخوذ نہیں۔ عبودیت کا معنی ہے حد درجہ عاجزی اور خضوع۔ عبودیت عبادت سے بہتر ہے کیونکہ عبودیت جنت میں بھی باقی رہے گی۔ عبودیت کا معنی ہے اپنا اختیار اور ارادہ ترک کر کے اختیارات والی ذات پر اعتماد کرنا اور واحد و قہار کا حکم تسلیم کر کے تقدیر کے آگے ہتھیار ڈال دینا۔ مومن کیلئے عبودیت سے بڑھ کر بہترین کوئی صفت نہیں۔

یوں بھی روایت ہے کہ جب حضور ﷺ شب معراج اعلی درجات اور بلند مراتب پر فائز ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا محمد ﷺ **بم شرفتک قال حیث نسبتنی الی نفسک بالعبودیة** اے محمد ﷺ میں آپ کو کس طرح معزز فرماؤں آپ نے فرمایا اپنی ذات کی عبودیت کے ساتھ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ نیز اللہ

تعالیٰ نے لفظ عبد استعمال فرمایا ہے لفظ نبی یا حبیب نہیں فرمایا اس بات کو پسند کرتے ہوئے کہ آپ ﷺ کی امت آپ کے بارے میں حد سے تجاوز نہ کر جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہود و نصاریٰ کی طرح آپ کو خدا سمجھ کر فتنہ میں مبتلا ہو جائیں کیونکہ یہود نے حضرت عزیر کو اور نصاریٰ نے حضرت مسیح کو اللہ کا بیٹا کہا تھا (حالانکہ اللہ تعالیٰ اس سے کہیں بلند ہے) نیز لفظ عبد معراج جسمانی پر بڑی قوی دلیل ہے کیونکہ اہل زبان کے مطابق عبد جسم و روح کے مجموعے کا نام ہے صرف جسم کو بھی عبد نہیں کہا جاتا اور صرف روح کو بھی عبد نہیں کہا جاتا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے أَرَءَيْتَ الَّذِي يَنْهَىٰ عَبْدًا إِذَا صَلَّىٰ کیا آپ نے دیکھا ہے اس کو جو روکتا ہے ایک بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے اور فرمایا وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ اور یہ کہ جب کھڑا ہوا اللہ کا بندہ اس کو پکارنے (کیلئے) اور جو شخص اس آیت کو دلیل بنا کر کہتا ہے کہ معراج شریف خواب کا واقعہ ہے۔

وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِي أَرَيْنَٰكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ معترض کہتا ہے الرؤیا کا لفظ خواب کیلئے آتا ہے اور الرؤیۃ کا لفظ بیداری میں کسی چیز کے دیکھنے کیلئے آتا ہے اہل لغت کے نزدیک یہ اعتراض لغو ہے کیونکہ رویا اور رویۃ از روئے لغت دونوں بیداری میں کسی چیز کے دیکھنے کے لئے آتے ہیں۔ ابوعلی فارسی جو اپنے زمانے میں نحو کے امام تھے وہ متنبی کے بارے میں کہتے ہیں کہ متنبی لغت کا امام ہے اور اس متنبی کا شعر ہے ورؤیاک احلی فی العیون من الغمض اور آنکھوں سے تیری دید نیند سے بھی میٹھی ہے یہاں رؤیا کا معنی آنکھوں سے دیکھنا ہے کیونکہ غمض کا معنی نیند ہے اور اس آیت کا معنی جو عجائبات ہم نے آپ کو دکھائے ہیں وہ لوگوں (کی عقل) کیلئے آزمائش اور امتحان ہیں کیونکہ جب آپ نے واقعۂ معراج کا ذکر کیا تو لوگوں نے اس کو ماننے سے انکار کر دیا اور بعض کچے ایمان والے بھی ڈگمگا گئے تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر واقعہ معراج خواب کی بات ہوتی تو وہ لوگ تعجب نہ کرتے ان کے تعجب کا سبب ہی یہ تھا کہ انہیں بتایا گیا تھا کہ یہ چیزیں میں نے جاگتے ہوئے سر کی آنکھوں سے دیکھی ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حبر الامۃ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت ذکر کی ہے آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

ھی رویا عین اریھا رسول اللہ ﷺ لیلۃ اسری بہ الی بیت المقدس

''یہ ظاہری آنکھوں کی دید ہے جس کا مشاہدہ حضور ﷺ کو اس رات کرایا گیا جب آپ کو بیت المقدس کی سیر کرائی گئی''۔

لَیۡلًا ظرف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور یہ تاکید کیلئے ہے لیلاً کا نکرہ ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ معراج شریف رات کے تھوڑے سے حصے میں کرائی گئی (دنیوی اوقات کے اعتبار سے نہ کہ بارگاہ ایزدی کے اوقات کے اعتبار سے۔ (روحی)

رات کے وقت معراج میں حکمت یہ ہے کہ رات کا وقت آرام کا وقت ہے خلوت کے اوقات اہل محبت وارادت کیلئے غنیمت ہوتے ہیں نیز یہ کہ رات کا وقت مومن کے ایمان بالغیب اور کافر کی عقل کیلئے خوب آزمائش بن جائے۔ نیز اس لئے بھی کہ بادشاہ رات کے وقت صرف خاص لوگوں کو ہی اپنے دربار میں بلاتے ہیں۔

ایک روایت اس طرح بھی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے رات کی نشانی کو محو کر کے دن کی نشانی کو واضح کیا تو اس طرح کرنے سے رات کا دل ٹوٹ گیا اللہ تعالیٰ نے رات میں اپنے حبیب ﷺ کی معراج رکھ کر اس کے ٹوٹے ہوئے دل کی لاج رکھ لی۔

مِّنَ الۡمَسۡجِدِ: مسجد ج کے زیر کے ساتھ جائے سجود کو کہتے ہیں قیاس کے مطابق ج پر زبر ہونا چاہیے جیسے مقعد۔ مسجد اس جگہ کا نام ہے جس میں نماز ادا کی جاتی ہے اس جگہ کو مرکع جائے رکوع نہیں کہا جاتا کیونکہ سجدہ ارکانِ نماز میں سے سب سے زیادہ شرف والا رکن ہے۔

الۡحَرَامِ: یہ حرمت سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے احترام یا حرمت بمعنی عدم حلت ہے کیونکہ حرم شریف کی عزت ملحوظ نہ رکھنا حرام ہے حرم شریف میں بلاقربانی داخل ہونا یا عمداً اس کے شکار کو مارنے کیلئے یا درخت کاٹنے کیلئے داخل ہونا بھی حرام ہے۔ سارے حرم شریف پر

بھی المسجد الحرام کا اطلاق جائز ہے۔

شب معراج حضور ﷺ مسجد حرام میں محو استراحت تھے ایک روایت کے مطابق ام ہانی بنت ابی طالب کے گھر آرام فرما رہے تھے۔ ان دونوں روایتوں میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ اگر دوسرے قول کو تسلیم کرلیا جائے تو ملائکہ آپ کو ام ہانی کے گھر سے اٹھا کر مسجد حرام میں لے آئے۔ وہاں جبرائیل علیہ السلام نے ان ملائکہ کی سرپرستی کی وہاں پر آپ کے سینہ اقدس سے لے کر ناف مبارک تک پیٹ چاک کیا گیا۔ انہوں نے آپ کے قلب مبارک کو نکالا اسے تین مرتبہ دھویا اور جو کچھ بشری مواد تھا اس کو نکال کر قلب مبارک کو حکمت اور ایمان سے بھر دیا۔ پھر دونوں حصوں کو ملایا تو وہ بغیر مشقت کے فوراً جڑ گئے اس کے بعد آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان ختم نبوت کی مہر لگائی گئی۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک سیاہ رنگ کا خون کا لوتھڑا نکالا گیا اور جبرائیل نے کہا یہ شیطان کا حصہ تھا۔ اصح روایت یہ ہے کہ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب آپ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے۔

شق صدر میں حکمت یہ ہے کہ آپ ﷺ کی قوتِ یقین میں اضافہ ہو کیونکہ آپ اپنے چیرے ہوئے بطنِ مبارک کو دیکھتے رہے (حالانکہ طبعی طور پر انسان گھبرا جاتا ہے) لیکن یہاں کوئی ایسا تاثر دیکھنے میں نہیں آیا ورنہ ایمان وحکمت تو بطن مبارک چیرے بغیر بھی انڈیلے جاسکتے تھے۔

یہی چیز آپ ﷺ کے حد درجہ بہادر اور شجاع ہونے پر بھی دلیل ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَاطَغٰی نہ کج رو ہوئی آنکھ اور نہ سرکش۔

یہ بات قطعی طور پر معلوم ہے کہ حضور ﷺ کا قلبِ مبارک ہر لحاظ سے پاکیزہ اور طیب ہے اس کے باوجود غسل قلب میں حکمت یہ ہے کہ اہل ذوقِ محبتِ الٰہی جب بارگاہ قدس کا قصد کرتے ہیں تو نفس کی آلائشوں سے دل کو پاک کر لیتے ہیں بعض علماء کا فرمان ہے۔

جب حرم شریف میں داخل ہونے والے کیلئے غسل سنت ہے تو جس نے بارگاہِ رب

اردگرد والی جگہیں بابرکت ہیں اور اس پر نصِ قرآنی موجود ہے اور یہ ساری برکتیں مسجد اقصیٰ کی وجہ سے ہیں تو خود مسجد پاک کا بابرکت ہونا بدرجہ اولیٰ ثابت ہو رہا ہے۔

برکات سے مراد دین اور دنیا کی برکتیں ہیں کیونکہ یہ جگہ انبیاء و رسل علیہم السلام کی عبادت گاہ وحی اور ملائکہ کے اترنے کی جگہ اور کئی انبیاء علیہم السلام کی آخری آرام گاہ ہے اس میں نہریں اور پھلدار درخت بھی موجود ہیں۔

نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ نے روایت بیان کی ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کی تعمیر کی تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے تین سوال کئے آپ نے سوال کیا یا اللہ مجھے ایسا مُلک عطا فرما کہ میرے بعد ایسا ملک کسی کو عطا نہ ہو اور ایسے فیصلے کا سوال کیا جو اللہ کے فیصلے کے مطابق ہو۔

یہ دونوں چیزیں آپ کو عطا کی گئیں اور آپ نے یہ بھی سوال کیا کہ جو شخص بیت المقدس میں نماز پڑھنے کیلئے آئے اللہ تعالیٰ اسے گناہوں سے یوں پاک کردے جیسا کہ نومولود بچہ ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ تیسری دعا بھی پوری کردی ہے۔

ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہمیں بیت المقدس کے بارے میں فتویٰ ارشاد فرمایئے۔ آپ نے فرمایا وہ سرزمینِ محشر ہے لوگ اٹھ کر اس جگہ آئیں گے بیت المقدس جاؤ وہاں نماز پڑھو کیونکہ بیت المقدس میں ایک نماز ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا اگر میں وہاں نماز نہ پڑھ سکوں تو؟ فرمایا پھر اپنی طرف سے تیل بھیج دو تاکہ بیت المقدس کے چراغوں میں ڈال دیا جائے جس نے اس طرح کردیا اسے بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا وہاں جانے والے کو ملتا ہے۔

لِنُرِیَهٗ یہ لام عاقبت کیلئے ہے تعلیل کیلئے نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے افعال علت سے پاک ہیں۔ لِنُرِیَهٗ کا مطلب ہے تاکہ ہم آپ کو دکھائیں آپ کے دل اور آپ کی آنکھوں

کے ذریعہ سے۔

مِنْ اٰیٰتِنَا: یعنی زمین و آسمان میں اپنی قدرت کی نشانیاں جس طرح کہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کوملکوت ارض وسماء کا مشاہدہ کرایا تھا۔ یہاں یہ کہنا مناسب نہیں کہ اٰیٰتِنَا سے پہلے **من تبعیضیہ** ہے یہ ثابت کرنے کیلئے کہ حضور ﷺ کو بعض نشانیاں دکھائی گئیں اور ابراہیم علیہ السلام کوملکوتِ ارض وسماء کا مشاہدہ کرایا گیا لہٰذا ابراہیم علیہ السلام کا مشاہدہ ہمارے حضور ﷺ سے زیادہ ہوا۔ ایسا استدلال درست نہیں کیونکہ اٰیٰتِنَا (ہماری نشانیاں) اللہ کی نشانیاں زمین وآسمان کے عجائبات سے بڑھ کر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے شب معراج حضور ﷺ کو جو نشانیاں دکھائی ہیں وہ مشاہدہ ابراہیمی سے کہیں افضل ہیں اس بیان سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر حضرت محمد ﷺ کی فضیلت ثابت ہورہی ہے۔

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ: یعنی اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کے احوال وافعال کو بہتر سننے والا اور بہتر دیکھنے والا ہے اور جنہوں نے آپ کی تصدیق کی ان کی بات سن کرانہیں ثواب عطا فرمائے گا اور جنہوں نے آپ کی تکذیب کی ان کی باتیں سن کرانہیں سزادے گا۔

بعض محققین کا فرمان ہے "ہ" ضمیر عبد کی طرف لوٹانا بھی صحیح ہے عبد سے مراد (عبد کامل) نبی کریم ﷺ ہیں۔ ابو البقاء فرماتے ہیں اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ بیشک حضور ﷺ ہمارے کلام کو سننے والے اور ہماری ذات کو دیکھنے والے ہیں۔ یا اس کا مطلب ہے آپ ﷺ ہماری عطا سے دیکھنے والے اور ہماری عطا سے سننے والے ہیں۔ (جس طرح کہ بندہ مومن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے) **بی یسمع و بی یبصر** (حدیث قدسی)۔

ترجمہ: میرا بندہ میری طاقت سے سنتا ہے اور میری طاقت سے دیکھتا ہے۔

دونوں صفات (سننا اور دیکھنا) شب معراج کلام الٰہی اور آیات الٰہی کے بارے میں ہیں۔

فائدہ: اگر کہا جائے کہ اسراء اور معراج دونوں ایک ہی رات میں ہوئے ہیں لیکن ان کا

ذکر الگ الگ کیوں کیا گیا ہے (مصنف فرماتے ہیں) ان لوگوں کے ایمان کے اعتبار سے یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے پہلے انہیں زمینی سفر (مکہ سے بیت المقدس) کے بارے میں خبر دی گئی جب ان کے ایمان نے اس خبر کو قبول کرلیا اس کے بعد اس سے بھی عظیم واقعۂ معراج کا ذکر حضور ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے اور قرآن نے اپنے انداز میں سورۂ والنجم میں بیان کیا ہے۔

فصل

آیت معراج کی تفسیر

اللہ تعالیٰ کے فرمان سے ہی ہر طالب ہدایت کو ہدایت نصیب ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی قسم ہے ستارے کی جب وہ نیچے آئے۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے (النَّجْمِ کہہ کر) محمد ﷺ کی قسم کھائی ہے (هَوٰی) جب شب معراج آپ آسمان سے زمین کی طرف تشریف لائے کیونکہ حضور ﷺ نجم ہدایت ہیں، ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں النجم سے مراد ثریا (ستاروں کا جھرمٹ) ہے جب وہ اتر کر غائب ہو جائے عرب اسے بھی نجم کہہ دیتے ہیں۔

امام نظام الدین حسن نیشا پوری فرماتے ہیں النَّجْمِ کے ساتھ اِذَا هَوٰی جب وہ اترے اترنے کی شرط اس لئے لگائی گئی ہے کہ ستارہ جب آسمان کے وسط میں ہوتا ہے رات کے مسافر کیلئے رہنما نہیں بن سکتا کیونکہ اس وقت مشرق مغرب یا شمال جنوب کا تعین نہیں ہو سکتا لیکن جب ستارہ افق کی طرف جھک جائے تو اس وقت سمت کا تعین کیا جا سکتا ہے اور جب ستارہ مغرب کی طرف جھکے اس وقت دیکھنے والا اس کے غروب ہونے کا اندازہ لگا سکتا ہے اسی وقت ستارے سے رہنمائی بھی ممکن ہوتی ہے۔ خواہ وہ رہنمائی دین کی ہو یا دنیا کی۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ النَّجْمِ سے مراد قرآن پاک ہے کیونکہ قرآن پاک بھی حضور ﷺ پر حسب مواقع آیت یا آیت سے کم یا زیادہ اترتا رہا۔

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ نہ ہٹا راہ ہدایت سے تمہارا صاحب۔ یہاں قریش کو خطاب ہے کہ جس طرح تم اپنے وہم باطل سے میرے محبوب کی طرف گمراہی کی نسبت کرتے ہو ایسا ہرگز نہیں میرا حبیب ﷺ راہ ہدایت سے ذرا بھی دور نہیں ہوا بلکہ وہ تو سراپا ہدایت اور میری طرف رہنمائی کرنے والا ہے۔

وَمَا غَوٰی یعنی راہِ حق سے ادنیٰ سی دوری بھی نہ ہوئی۔ کیونکہ حضور ﷺ شیاطین کی

طرف سے محفوظ ہیں۔

ضلالت اور غوایت میں فرق: ضلالت گناہوں کے ارتکاب کا نام ہے اور غوایت عقیدہ فاسدہ کی وجہ سے جہالت کا نام ہے۔ وَمَا يَنْطِقُ اور وہ نہیں گفتگو فرماتا یہ بھی پہلے کی طرح ہے کہ میرا محبوب کس طرح راہِ راست سے ہٹ سکتا ہے حالانکہ وہ تو نہیں بولتا عَنِ الْهَوٰى اپنی خواہش سے یہ قرآن بھی آپ ﷺ کے تمام اقوال وافعال اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں یہ فرمان اس وجہ سے ہے کہ کفار یہ کہتے تھے یہ قرآن حضور ﷺ خود گھڑ کر لاتے ہیں اِنْ نہیں هُوَ آپ ﷺ کی نطق قرآن اور اسی طرح آپ ﷺ کے دوسرے تمام اقوال وافعال واحوال اِلَّا وَحْيٌ مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہے يُّوْحٰى جو وقتاً فوقتاً اللہ کی جانب سے آپ کو کی جاتی ہے گویا کہ کہنے والا کہہ رہا ہے حضور ﷺ کیسے گفتگو کرتے ہیں دلیل سے یا اپنے اجتہاد سے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ میری طرف سے وحی کے ذریعے بات کرتے ہیں۔ عَلَّمَهٗ ہٗ سے مراد محمد ﷺ ہیں شَدِيْدُ الْقُوٰى سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہیں وحی الٰہی کا حضرت جبرائیل علیہ السلام کے واسطہ سے ہونا یہ بھی اس امت پر حد درجہ رحمت کی وجہ سے کیونکہ اگر وحی بلا واسطہ اللہ کی بارگاہ سے اترتی تو حضور ﷺ کی ذات میں وحی کی تجلی کو امت برداشت نہ کرسکتی۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کی قوت یہ ہے کہ آپ نے قوم لوط کی بستیوں (کی بنیادوں) کو تحت الثریٰ (میں موجود) سیاہ پانی سے اپنے کندھوں پر اٹھایا آسمان تک لے جا کر نیچے دے مارا اور قوم کے پاس ایک چیخ ماری تو وہ زمین بوس ہوگئے۔ آپ انبیاء کے پاس وحی لے کر آئے تو آسمان سے زمین تک پلک جھپکنے کی دیر میں آجائے۔ ذُوْمِرَّةٍ یعنی جانے میں شدت اور قوت کا مالک۔ شَدِيْدُ الْقُوٰى ذکر کرنے کے بعد ذومرۃ ذکر کرنے میں حکمت کیا ہے اس میں حکمت اس وہم کو دور کرنا ہے کہ شَدِيْدُ الْقُوٰى سے یہ نہ سمجھا جائے کہ آپ تھوڑی قوت والے ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں المرۃ سے مراد خوبصورت منظر ہے فَاسْتَوٰى یعنی

سیدنا جبرائیل علیہ السلام جم کر کھڑے ہوگئے۔ وَ هُوَ یعنی حضور ﷺ شب معراج۔ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی دنیا کے بلند ترین کنارے پر تشریف فرما تھے۔ ایک روایت میں ہے جبرائیل علیہ السلام اپنی اصلی شکل میں ظاہر ہوئے (اور حضور ﷺ نے انہیں دیکھا) کیونکہ اس سے پہلے جبرائیل علیہ السلام انسانی صورت میں نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے جس طرح کہ آپ سے پہلے انبیاء کے پاس وحی لایا کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے انہیں اپنی اصلی صورت میں ظاہر ہونے کو کہا انہوں نے دو مرتبہ اپنی اصلی شکل آپ کو دکھائی ایک مرتبہ زمین پر اور دوسری مرتبہ آسمانوں میں جبرائیل کو اصل حالت میں دیکھنا بھی حضور ﷺ کے خصائص میں سے ہے کیونکہ حضور ﷺ کے بغیر کسی نبی نے بھی جبرائیل امین کو اصل حالت میں نہیں دیکھا۔

زمین پر حضور ﷺ نے جبرائیل کو اس وقت دیکھا تھا جب آپ غار حرا میں عبادت کیلئے تشریف لے جاتے تھے یہ غار مکہ شریف میں منیٰ کے قریب ہے رسول اللہ ﷺ اعلان نبوت سے کچھ عرصہ پہلے اس غار میں رات کے وقت عبادت کرتے تھے (وہ عبادت کیا تھی؟) اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں غور وفکر، کعبۃ اللہ کی زیارت اور زائرین بیت اللہ کی تکریم یہاں تک کہ اچانک حق (کا پیامبر) آپ کے پاس آیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے اپنے پروں میں سے ایک یا دو پر آپ کے سامنے کھولے مشرق کی طرف جبرائیل کھڑے تھے پر کھلنے سے مشرق و مغرب کے دونوں افق بھر گئے۔ حضور ﷺ پر کیفیت استغراق طاری ہوگئی۔ پھر جبرائیل آدمی کی صورت میں ظاہر ہوئے آپ کو اپنے سینے سے لگایا۔ آپ کی پیشانی سے گرد صاف کی۔ آپ ﷺ نے حالتِ اطمینان میں فرمایا اے جبرائیل علیہ السلام میرا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیری طرح کسی اور کو نہیں پیدا فرمایا جبرائیل نے عرض کیا یا محمد ﷺ میں نے تو صرف دو پر کھولے ہیں حالانکہ میرے چھ سو پر ہیں۔ ہر پر کی وسعت مشرق و مغرب کے برابر ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا پھر تو بڑی بات ہے جبرائیل نے کہا میں تو اللہ کی مخلوق میں سے ایک عام سی تخلیق ہوں اللہ تعالیٰ نے حضرت اسرافیل علیہ

السلام کو پیدا فرمایا ہے ان کے بھی چھ سو پر ہیں ان کا ہر ایک پر میرے چھ سو پروں کے برابر ہے لیکن اس کے باوجود کبھی کبھی خوف الٰہی کی وجہ سے حضرت اسرافیل علی السلام چڑیا سے بھی چھوٹے ہو جاتے ہیں۔

دوسری مرتبہ حضور ﷺ نے سدرۃ المنتہٰی کے مقام پر جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا تھا جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔ ثُمَّ دَنَا اس کے بعد حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے قریب ہوئے جس جگہ جبرائیل امین موجود تھے اس جگہ سے آگے بڑھے۔ اسی مقام پر جبرائیل نے کہا تھا لو دنوت انملة لاحترقت اگر میں ایک پور برابر بھی آگے بڑھوں تو جل جاؤں۔

حضرت ابو العباس بن عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا **کیف اصف لکم مقاما انقطع عنه جبریل و میکائیل و اسرافیل ولم یکن الا محمد وربه عزوجل۔**

ترجمہ: میں اس مقام کی کیا تعریف کر سکتا ہوں جہاں جبرائیل، اسرافیل اور میکائیل (جیسے بزرگ فرشتے) بھی پیچھے رہ گئے محمد ﷺ اور ان کے رب کے سوا وہاں کوئی اور نہ تھا۔ فَتَدَلّٰی یعنی حضور ﷺ اپنے رب کے حضور سجدہ کرنے کیلئے جھک گئے یا زمین کے بلند ترین کنارے پر براجمان ہونے کے بعد جبرائیل حضور ﷺ کے اور زیادہ قریب ہو گئے۔ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ حضور ﷺ دو کمانوں کی مقدار کے برابر اللہ کے قریب ہو گئے اور اَدْنٰی یا اس سے بھی زیادہ قریب ہو گئے۔ یعنی حضور ﷺ بارگاہِ الٰہی کے شایان شان اتنا قریب ہو گئے جتنا ممکن تھا (عبد و معبود کی حدود کی بقا کے ساتھ) قرآن اسلوب عرب کے مطابق نازل ہوا ہے اہل عرب قوس و ذراع کی مقدار سے واقف تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے کمال قرب کو ان کی متعارف اصطلاح کے مطابق بیان فرمایا ہے۔ حالانکہ عبد اور معبود کے درمیان کوئی اتنی مسافت نہیں تھی کہ جسے قوس یا ذراع سے ماپا جا سکے یا یہ ضمیر جبرائیل علیہ السلام کی طرف راجع ہے اور ان کے قرب کا معاملہ بالکل واضح ہے۔ فَاَوْحٰی اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی اِلٰی عَبْدِہٖ اپنے بندے محمد ﷺ کی طرف جبرائیل

علیہ السلام کے واسطے کے بغیر یا بواسطۂ جبرائیل امین مَآ اَوْحٰی جو وحی فرمائی اپنے پوشیدہ رازوں میں سے۔ حضرت ابوالحسن نوری سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اوحی الیہ سر اً بسرمن سر فی سر۔ آپ کی طرف پوشیدہ طور پر وہ راز القاء کیا گیا جس نے دل میں سرور بھر دیا۔ اسی کے بارے میں کسی کہنے والے نے کہا ہے

ترجمہ اشعار: اہل محبت کے درمیان ایک راز ہوتا ہے جس کی تشریح تحریر اور بیان کے بس میں نہیں۔ وہ ایسا راز ہے جو انس سے بھرپور ہے اور اس میں موجود نور اس کی (تھوڑی سی) وضاحت کر رہا ہے۔

مَآ اَوْحٰی کے بارے میں ایک روایت اس طرح بھی ہے کہ آپ ﷺ سے کہا گیا جب تک آپ جنت میں داخل نہ ہوں باقی انبیاء پر جنت میں داخلہ حرام ہے اور جب تک آپ کی امت جنت میں داخل نہ ہو باقی امتوں پر جنت میں داخلہ حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہمیں آپ ﷺ کی امت میں پیدا فرمایا ہے، ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس عظیم المرتبہ رسول ﷺ کے واسطہ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ ﷺ کی ملت پر موت عطا فرمائے اور آپ کے گروہ میں آپ کے جھنڈے تلے ہمیں حشر نصیب فرمائے۔ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ (حضور ﷺ کے) دل نے نہ جھٹلایا مَا رَاٰی جو کچھ آپ کی آنکھ نے دیکھا یعنی شب معراج جو کچھ آپ کی چشم مبارک نے دیکھا آپ کے قلب مبارک نے اس کی نفی نہیں کی بلکہ اس کی تصدیق و تحقیق کی جو کچھ آپ نے آنکھوں سے دیکھا اسے دل سے پہچان لیا (اس دیکھے جانے سے مراد یا تو) ذات باری تعالیٰ ہے یا جبرائیل علیہ السلام یا شب معراج کے تمام مشاہدات جب حضور ﷺ نے قریش کو معراج کی خبر دی تو انہوں نے اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى کیا تم آپ کے ساتھ جھگڑتے ہو اس پر جو آپ ﷺ نے دیکھا ہے۔ قریش نے کہا تھا (اگر آپ نے سیر کی ہے تو ہمیں) بیت المقدس کے بارے میں بتایئے ہمیں ہمارے قافلے کی کچھ خبر دیجئے۔ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے جب یہ بات تمہاری سمجھ

سے بالا ہے تو پھر کیوں تم میرے حبیب ﷺ سے جھگڑا کرتے ہو۔ وَلَقَدْ رَاٰهُ یعنی محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ نَزْلَةً اُخْرٰی دوسری مرتبہ یہ آیت اس بات پر دلالت کررہی ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مروی ہے عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى کا قول بھی اسی کی تائید کررہا ہے اور حضور ﷺ کی طرف لوٹ کر آنے والی ضمیر سے حال ہے جس طرح کہ تو کہے میں نے درخت کے پاس چاند کو دیکھا ہے اس کا مطلب ہے کہ میں نے جب چاند کو دیکھا اس وقت میں درخت کے پاس تھا (نہ کہ چاند درخت کے پاس تھا) یا یہ کہ بارگاہِ الٰہی سے واپس آتے وقت دوسری مرتبہ جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا۔ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى سدرۃ ساتویں آسمان پر عرش کی دائیں جانب بیری کا ایک درخت ہے جہاں آ کر ملائکہ کا علم ختم ہو جاتا ہے اس سے آگے کیا ہے کوئی نہیں جانتا۔ زمین سے جو کچھ جاتا ہے یہاں آ کر رک جاتا ہے یہاں سے اسے اوپر اٹھا لیا جاتا ہے اوپر سے جو کچھ آتا ہے یہاں ہی آتا ہے اور اسی جگہ سے اسے نیچے پہنچایا جاتا ہے۔ عِنْدَهَا اس سدرۃ کے پاس جَنَّةُ الْمَاْوٰى جنت ماوی ہے جس کا متقین سے وعدہ کیا گیا ہے ایک روایت میں ہے جنت ماوی عرش کے دائیں جانب وہ جگہ ہے جہاں شہیدوں کی روحیں رہتی ہیں۔ اِذْ یَغْشَی جب ڈھانپ لیا السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰى سدرہ کو جس نے ڈھانپ لیا۔ اس بات کی اللہ تعالیٰ نے اس سے زیادہ وضاحت نہیں فرمائی کیونکہ یہ ایسی بات ہے جس کے سمجھنے میں عقل بے بس ہے کیونکہ اس وقت شجرۂ سدرہ کو نور رب العزت نے ڈھانپ لیا تھا جس سے وہ درخت روشن ہو گیا۔ جب حضور ﷺ سدرہ پر پہنچے اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنی تجلی نازل فرمائی جس طرح کوہِ طور پر تجلی نازل فرمائی تھی۔ انوار الٰہی سے شجر روح الامین جگمگا اٹھا لیکن یہ درخت سخت جان تھا اس لئے ثابت رہا پہاڑ ڈگمگا گیا لیکن سدرہ نے حرکت نہ کی موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر گئے لیکن محمد ﷺ کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔ اس طرح بھی کہا گیا ہے اس مقام کو سونے کے بستر سے ڈھانپ دیا گیا اور جب اس عظیم مقام پر محمد ﷺ ثابت قدم رہے

جس مقام پر عقلیں حیران ،قدم متزلزل اور نگاہیں خیرہ ہو جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی تعریف فرمائی آپ کے کمال ادب آپ کی قوت قلب وبصر اور آپ کی عقل ونگاہ کو رویت حق پر سراہا۔ پھر فرمایا مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَاطَغٰی یعنی اس جگہ اور اس مقدس ومطہر بارگاہ میں چشم مصطفیٰ ادھر ادھر نہ ہوئی اور نہ ہی (بندگی کی) حد سے تجاوز کیا اور باوجود اس کے کہ اس مقام کی ہر شے بنی آدم کیلئے باعث حیرت ہے حضور ﷺ فقط نور الٰہی کے مطالعہ میں مصروف رہے یہ تشریح اس صورت میں ہے اگر سدرہ کو نور الٰہی کے ڈھانپ لینے کے معنی مراد لئے جائیں۔ اور اگر یہ معنی مراد ہو کہ سدرہ کو فرش زریں سے ڈھانپ دیا گیا تھا اس وقت معنی ہوگا کہ حضور ﷺ نے اس فرشِ زرنگار کی طرف ذرا بھی نگاہِ التفات نہ فرمائی۔ آپ ﷺ (کی شان استغنا) کے امتحان کیلئے وہ فرش بچھا گیا تھا۔ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی بارگاہ میں حضور ﷺ کے بصد ادب پیش ہونے کی خبر دی ہے ادب کی یہ انتہا فقط حضور کے ساتھ خاص ہے۔

آپ کا علم گمراہی سے اور عمل جہالت سے پاک ہے آپ کا نطق اپنی خواہش سے اور آپ کا قلب مبارک تکذیب سے پاک ہے۔ آپ کی نگاہ کج روی اور سرکشی سے پاک ہے اور بھی بہت سارے لطیف اشارات اور کمالات اس (سورۃ) میں پنہاں ہیں (اے مخاطب) تیرے لئے یہی کافی ہے جب کفار نے معراج کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَقَدْ رَاٰی بے شک آپ نے دیکھا اپنی نگاہ سے تمام چیزوں کے ظاہر و باطن کو مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے جن کو نہ آپ سے پہلے کسی نے دیکھا نہ آپ کے بعد کوئی دیکھے گا شب معراج آپ نے جاتے ہوئے اور آتے ہوئے عجیب وغریب چیزوں کا مشاہدہ کیا جن میں سے عظیم مشاہدہ اپنے رب کا اپنی آنکھوں سے دیدار تھا۔

فصل

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے دیدار الٰہی کا ثبوت

صوفیاء کرام کا وہ بابرکت گروہ جنہیں بارگاہِ قدس میں باریابی حاصل ہے وہ اس بات پر متفق ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا ہے صحابہ کرام تابعین اور متقدمین ومتأخرین علماء بھی اسی پر متفق ہیں۔ امام نووی مسلم شریف کی شرح میں رقمطراز ہیں۔ اکثر علماء کے نزدیک راجح قول یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج اللہ تعالیٰ کا دیدار سر کی آنکھوں سے کیا ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث بھی اسی کی تائید کررہی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ، عکرمہ، حسن، ربیع بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ اور مفسرین کی ایک جماعت کا مسلک بھی یہی ہے حضرت عکرمہ حضرت ابن عباس رحمۃ اللہ علیہم سے روایت کرتے ہیں ان **اللّٰہ تعالی اصطفیٰ ابراھیم بالخُلۃ و اصطفیٰ محمداً صلی اللہ علیہ وسلم بالرؤیۃ**۔ اللہ تعالیٰ نے ابرہیم علیہ السلام کو خلت (دوستی) کیلئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دیدار کیلئے چن لیا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام اور دیدار کو موسیٰ اور محمد علیہما الصلوٰۃ والسلام کے درمیان تقسیم کردیا ہے بس موسیٰ علیہ السلام نے دو مرتبہ اپنے رب سے کلام کیا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ اپنے رب کا دیدار کیا ہے۔

امام قرطبی نے سورۃ الانعام کی تفسیر میں لکھا ہے ابن عباس اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ایک جگہ اکٹھے ہوگئے۔ حضرت ابن عباس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہم بنو ہاشم کہتے ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ اپنے رب کو دیکھا ہے پھر فرمایا کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہے خلت (دوستی) حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے اور دیدار الٰہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اس پر حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے (اس زور سے) نعرۂ تکبیر بلند کیا کہ پہاڑ گونج اٹھے۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے حضور ﷺ نے بارگاہِ الٰہی سے واپس آتے ہوئے ہر بار اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا ہے۔ اہل علم میں سے کسی کا فرمان ہے موسیٰ علیہ السلام بار بار حضور ﷺ کو اللہ کی بارگاہ میں واپس جانے کیلئے کہتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ شب معراج رخ مصطفیٰ ﷺ پر جو انوار جگمگا رہے تھے موسیٰ علیہ السلام اس روشنی سے حصہ حاصل کرنا چاہتے تھے اگرچہ ظاہری طور پر تو (امت کیلئے) تخفیف طلب کرنے کیلئے اللہ کی بارگاہ میں جانے کیلئے کہتے تھے۔

محققین فرماتے ہیں جب موسیٰ علیہ السلام نے سوال کیا اور انہیں دیدار الٰہی نصیب نہ ہوسکا تو شوقِ الٰہی کا اضطراب باقی رہا پھر جب انہیں یقین ہوگیا کہ محمد ﷺ کو دیدار الٰہی عطا ہوگا ہے اور آپ ﷺ کیلئے شرف کے دروازے وا ہو چکے ہیں موسیٰ علیہ السلام نے سوال کیا کہ یا اللہ جس نے تمہیں دیکھا مجھے اس کا دیدار عطا فرما دے۔ وفائی نے کیا خوب کہا ہے،

ترجمہ اشعار: موسیٰ علیہ السلام کے (محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لوٹانے میں) راز یہ تھا تا کہ مشاہدہ الٰہی کے نور سے حصہ حاصل کریں۔ جمالِ الٰہی کی رونق چہرہ مصطفیٰ ﷺ پر چمک رہی تھی اللہ اللہ بار بار کی دید سے حسنِ رسول ﷺ کا کیا کہنا۔

ایک اور (صاحب درد) کا فرمان ہے جب حبیب خدا مقام قرب پر تشریف فرما ہوئے آپ کو محبت کے جام پیش کئے گئے پھر جب آپ واپس آئے تو مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی کا چاند آپ کی پیشانی پر چمک رہا تھا فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی کی خوشخبری نے آپ کے دل اور ساعت کو سرور سے معمور کر دیا تھا۔ (اس حال میں) جب آپ موسیٰ علیہ السلام کے قریب سے گزرے انہوں نے بزبانِ حال ہمارے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا اے (محبوب کے) محلّہ سے آنے والے، میرے یار کی گفتگو سنانے والے مجھے کچھ سنا کہ آج میرے کان میری آنکھوں کی نیابت کر رہے ہیں (یعنی آپ ﷺ) کی گفتگو سے دیدار کا شوق بھی پورا ہو جائے گا۔

حضور ﷺ نے کیا جواب دیا ہوگا شاعر کا خیال ہے،

ترجمہ اشعار: میں تنہائی میں اپنے حبیب کے پاس رہا ہوں ہمارے درمیان ایک ایسا راز ہے جو نسیمِ مست خرام سے بھی نازک ہے۔ (میں نے) اس کی دید سے نگاہوں کے کٹورے بھر لئے ہیں جس کی وجہ سے مجھے شہرت دوام حاصل ہوگئی ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں بھی وہی کہتا ہوں جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور ﷺ نے اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے آپ نے اس بات کو کئی بار کہا یہاں تک کہ آپ کی سانس ٹوٹ گئی۔

ایک اور صاحب محبت کہتے ہیں جب حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا تو وہاں سے ہٹنے کو جی نہیں چاہ رہا تھا اللہ تعالیٰ نے اس حالت کو جان لیا اور فرمایا اے محمد ﷺ آپ میرے بندوں کی طرف میرے پیغامبر ہیں اگر آپ یہاں رہیں گے تو فریضۂ رسالت نہیں ادا ہو سکے گا جائیں زمین پر میرے بندوں تک میرا پیغام پہنچا دیں۔ آپ جب بھی نماز پڑھیں گے میں آپ کو اپنا دیدار عطا کروں گا۔ اسی وجہ سے سرکار ﷺ نے فرمایا **جعلت قرۃ عینی فی الصلاۃ** میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی گئی ہے۔

اس سے پہلے بھی حدیث صحیح سے ثابت ہو چکا ہے کہ آپ نے اپنے رب کا دیدار کیا۔

حبر الامۃ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ وہ ہستی ہیں کہ مشکل مسائل میں ان کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی طرف رجوع کیا اور سوال بھیجا کیا محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے آپ نے فرمایا ہاں۔

ابو اسحاق بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ مروان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہی سوال کیا جو ابن عمر نے ابن عباس سے کیا تھا آپ نے جواب میں فرمایا ہاں۔

ابو الحسن علی بن اسمٰعیل اشعری اور آپ کے شاگردوں کی ایک جماعت کا کہنا ہے محمد ﷺ نے اپنے رب کو اپنے سر کی آنکھ سے دیکھا ہے۔ اس طرح کے فرامین حدیث پاک

کی رہنمائی کے بغیر نہیں کہے جا سکتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ آنکھیں اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں، کو دلیل بنا کر دیدار کا انکار کیا ہے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ انہوں نے یہ وضاحت نہیں کی کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا ہو میں نے اپنے رب کو نہیں دیکھا۔ اگر نفی رؤیت پر کوئی حدیث ہوتی تو وہ ضرور بیان کرتیں۔ انہوں نے مذکورہ آیت سے استنباط کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ احاطہ واقعی ممکن نہیں لیکن احاطہ کی نفی سے دیدار کی نفی نہیں کی جا سکتی۔

ایک دوسری روایت کہ شب معراج آپ کا جسم مبارک زمین سے غائب نہیں ہوا یہ حدیث موضوع ہے۔ حضرت ابوالعباس بن سریج شافعی فرماتے ہیں یہ حدیث جھوٹی ہے جو حدیث صحیح کے رد کیلئے گھڑی گئی ہے۔

نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان عدم رؤیت کے اقوال اثبات رؤیت کے اقوال کے برابر نہیں ہو سکتے کیونکہ آپ تو اس وقت پیدا بھی نہیں ہوئی تھیں یا بہت چھوٹی عمر ہوگی۔

قاعدہ یہ ہے کہ اگر دو حدیثیں ہوں ایک مثبت اور ایک حدیث نافی تو مثبت حدیث کو ترجیح دی جائے گی۔ معمر بن راشد تو فرماتے ہیں ماعائشة عندنا باعلم من ابن عباس ہمارے نزدیک حضرت عائشہ حضرت ابن عباس سے زیادہ جاننے والی نہیں۔

المختصر حق بات یہی ہے کہ حضور ﷺ نے شب معراج اپنے سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا ہے۔

فصل

بندوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا دیدار

عقل کا تقاضہ ہے کہ دنیا و آخرت میں بندوں کیلئے اللہ تعالیٰ کا دیدار جائز ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ موجود ہے اور موجود کو دیکھنا صحیح ہے۔ پس دیدار الٰہی بھی صحیح ہے لیکن دنیا میں دیدار الٰہی ذاتِ مصطفیٰ ﷺ کے سوا کسی اور کو نصیب نہیں ہوا۔ کتاب سنت اور اجماع کی رو سے آخرت میں دیدار الٰہی ثابت ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ نبی پاک ﷺ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا جنہوں نے نیک کام کیے ان کیلئے اَلْحُسْنٰى جنت ہے اور زیادۃ سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے اس حدیث کو امام احمد اور امام مسلم نے روایت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ دوسری جگہ ارشاد ہے لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ھو النظر الی وجہ اللہ عزوجل اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے ان آیات سے واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ آنکھیں آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کر سکیں گی اور جب آخرت میں رؤیت الٰہی جائز ہے تو دنیا میں بھی جائز ہے کیونکہ دونوں جہانوں میں اللہ تعالیٰ تو ایک ہی ہے۔

حدیث پاک میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا انکم سترون ربکم کما ترون القمر لیلۃ البدر عنقریب تم اپنے رب کو دیکھو گے جس طرح چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہو۔ یعنی جس طرح چاند بالکل واضح ہوگا ایسے ہی دیدار الٰہی بھی واضح ہوگا۔ اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے نیز صحابہ کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار (ہر مومن کو) نصیب ہوگا۔

امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کے دشمن (بطور سزا) اللہ تعالیٰ کے

دیدار سے محروم ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کے دوست (بطور جزا) اللہ تعالیٰ کے دیدار سے فیض یاب ہوں گے اگر مومنین بھی روز حشر اپنے رب کے دیدار سے محروم ہوں گے تو پھر کافروں کو اس محرومی پر عار نہ دلائی جاتی۔ قال تعالیٰ كَلَّآ إِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ ہرگز نہیں بے شک وہ (کافر) اپنے رب کے دیدار سے روک دیئے جائیں گے۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لما حجب قوماً بالسخط دل علی ان قوماً یرونہ بالرضا جب غضب الٰہی کی وجہ سے ایک گروہ محروم رہے گا تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ ایک گروہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی وجہ سے دیدار سے نوازا جائے گا۔

اما واللہ لولم یوقن محمد بن ادریس بانہ یری ربہ فی المیعاد لما عبدہ فی الدنیا قسم بخدا اگر مجھے محمد بن ادریس (شافعی) کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دیدار کا یقین نہ ہو تو میں دنیا میں کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کروں۔

(لیکن یہ بات یاد رہے کہ) رؤیت باری تعالیٰ بندوں کی عبادت کے اعتبار سے مختلف ہوگی۔ عام مسلمانوں کو ہر جمعہ کے دن اور بعض خواص کو ہر روز صبح و شام اور بعض ہر لمحہ حالت شہود میں رہیں گے۔ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے کچھ خواص بندے ایسے ہیں کہ اگر جنت میں ایک لمحہ بھی دیدار الٰہی سے محروم ہوں تو وہ ایسی جنت اور اس کی نعمتوں سے یونہی اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں جس طرح دوزخی لوگ دوزخ کی آگ اور اس کے عذاب سے۔

لیکن اللہ کے بندے اللہ تعالیٰ کو مقابلہ جہت اور مکان سے پاک کیفیت میں دیکھیں گے کیونکہ رؤیت ایک ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں اس طرح پیدا فرمائی جس کیلئے شعاعوں کے اتصال یا آنے والی ذات کے سامنے ہونا شرط نہیں۔ اگرچہ دنیوی عادت یہی ہے (لیکن رؤیت الٰہی کا معاملہ ان چیزوں سے وراء ہے)۔ بلکہ اہل ایمان اللہ تعالیٰ کو بغیر جہت کے دیکھیں گے جس طرح کہ تمام اہل ایمان کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ جہت سے پاک ہے۔ بلکہ رؤیت بھی کشف کی ایک قسم ہے جو اللہ تعالیٰ حسِ بصر میں پیدا

فرماتا ہے اس شرط کے ساتھ کہ دیکھی جانی والی چیز اس حس کے مقابل ہو۔ پس جس طرح اللہ تعالیٰ حس بصر کے مقابل آنے پر چیز دکھانے پر قادر ہے اس کیلئے ممکن ہے کہ کوئی چیز سامنے نہ ہو اور پھر بھی نظر آجائے۔ جس طرح حضور ﷺ کا فرمان ہے سووا صفوفکم فانی اراکم من وراء ظھری اپنی صفیں برابر رکھا کرو بے شک میں تمہیں پیٹھ کے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ ہمیں بغیر جہت اور مقابلہ کے دیکھتا ہے۔ اسی طرح ہم بھی اسے بغیر جہت اور مقابلہ کے دیکھیں گے۔ پس رؤیت ایک خاص نسبت ہے جو دیکھنے والے کی دونوں آنکھوں اور دیکھے جانے والے کے درمیان ہوا کرتی ہے۔

نیز علم بھی ادراک کی ایک قسم ہے اور علم کیلئے کسی جہت میں ہونا ضروری نہیں۔ اسی طرح رؤیت بھی ادراک کی ایک قسم ہے ادراک وہ خاصہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے اگر خاصہ ادراک آنکھ میں پایا جائے تو ابصار (دیکھنا) کہلاتا ہے اور اگر دل میں پایا جائے تو علم کہلاتا ہے۔ اگر کان میں پایا جائے تو سمع (سننا) کہلاتا ہے زبان میں ہو تو ذوق (چکھنا) ناک میں پایا جائے تو شم (سونگھنا) اور سارے جسم میں پایا جائے تو لمس (چھونا) کہلاتا ہے۔ اسی طرح ان حسّوں میں ادراک کا پایا جانا بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہے اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو (جسم انسانی میں) ادراک کے دیگر ذرائع رکھ دے جس طرح اس کی رضا ہو ایسے ہی ہوگا۔ اسی طرح بعض چیزوں کا ادراک قریب سے اور جہت کے ذریعے ہوتا ہے لیکن جہاں اللہ تعالیٰ قرب و بعد اور جہت و مقابلہ کی شرائط ختم کردے تو ان ذرائع کے بغیر ہی ادراک ہو جائے گا۔

لیکن معتزلہ اور معتزلہ مزاج لوگوں نے جو کچھ کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ادراک عقلاً جائز ہے اور بصراً جائز نہیں ایسے لوگ بالکل جاہل ہیں اور انہیں عقل و بصر اور ان کے حقائق کا قطعاً علم نہیں۔ ان کی جہالت کے ثبوت میں بہترین دلیل قرآن پاک میں موسیٰ علیہ السلام کا یہ سوال ہے رَبِّ أَرِنِيٓ أَنظُرۡ إِلَيۡكَ اے میرے رب مجھے اپنا دیدار عطا فرما۔ یہ بات بالکل محال ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وہ نبی جس نے اللہ سے کلام کیا ہو اس پر تو اللہ تعالیٰ کی صفات میں

سے کوئی صفت مخفی رہے اور معتزلہ اس صفت سے آگاہ ہو جائیں۔ یہ بات بالکل واضح طور پر معلوم ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد عقائد حقہ اور اعمال صالحہ کی طرف دعوت دینا ہوتا ہے اور اس بات کا علم نہ ہونا کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے یا نہیں یہ کفر و گمراہی کو ثابت کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جہت سے پاک ہے پس موسیٰ علیہ السلام کو کیوں نہ پتہ چلا کہ وہ جہت سے پاک ہے اور جو جہت سے پاک ہو اس کی دید بھی ممکن نہیں۔ (پھر دیدار کا سوال کیوں کیا) ہائے افسوس منکر کیا چیز اپنے دل میں چھپائے ہوئے ہے اور موسیٰ علیہ السلام کیلئے کس قسم کی لغزش اپنے ذہن میں رکھے ہوئے ہے کیا وہ شخص یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ جہت اور رنگ والا ہے یہ تہمت ہے اور انبیاء پر تہمت لگانا کفر ہے کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کیلئے جسم کا قائل ہے اس کے درمیان اور بت پرست کے درمیان کوئی فرق نہیں یا منکر یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جہت میں ہونا محال ہے لیکن انہیں یہ علم نہیں تھا کہ جو جہت میں نہ ہو کیا وہ دیکھا جا سکتا ہے کہ نہیں۔ اس طرح کا خیال نبی کو بے علم کہنے کے مترادف ہے۔ (ہم اس خیال سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ مترجم رومی) پس اے طالب ہدایت تجھے اختیار ہے چاہے تو نبی علیہ السلام کو جاہل ماننے کی طرف مائل ہو جا (العیاذ باللہ) یا پھر معتزلہ کو جاہل سمجھ لے۔ جو تمہیں مناسب معلوم ہوتا ہے اس کو اختیار کر لے۔

اور رہا معتزلہ کا یہ کہنا کہ موسیٰ علیہ السلام نے رؤیت باری کا سوال اپنی قوم کی جہالت کی وجہ سے کیا تھا یہ بالکل باطل ہے کیونکہ ایسے امور میں جاہل کی بات کی تردید میں تاخیر کرنا قطعاً روا نہیں۔ اس لئے کہ اگر رؤیت باری ممکن نہ ہوتی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر لازم تھا کہ آپ قوم کی جہالت کا رد کرتے اور ان کے شبہات کا ازالہ فرماتے۔

جس طرح کہ آپ نے بنی اسرائیل کو فرمایا تھا اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ بے شک تم جاہل قوم ہو یہ اس وقت کی بات ہے جب قوم نے (بت پرستوں کو دیکھ کر کہا تھا) اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ہمارے لئے بھی اسی طرح کا خدا بنا دو جس طرح ان (بت پرستوں) کے خدا ہیں۔ اس بات کا ذکر تو قرآن میں ہے لیکن جب انہوں نے رؤیت کا سوال کیا تھا تو

آپ کا منع فرمانا قرآن نے ذکر نہیں کیا حالانکہ اَرِنِیۤ اَنۡظُرۡ اِلَیۡکَ ؕ قَالَ لَنۡ تَرٰىنِیۡ وَ لٰکِنِ انۡظُرۡ کے الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے لئے سوال کیا تھا اور جواز رؤیت پر سب سے قوی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے لَنۡ تَرٰىنِیۡ تو مجھے نہیں دیکھ سکے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ کا دیدار ممتنع ہوتا تو فرمانِ باری تعالیٰ یوں ہوتا لن تصح رؤیتی او اری میری رؤیت یا میرا دیکھا جانا صحیح نہیں۔ مثلاً کسی شخص کے پاس رومال ہے اور اس رومال میں مٹی ہے لیکن کوئی شخص گمان کرتا ہے کہ اس رومال میں کھانا ہے اور وہ کہتا ہے یہ مجھے دے دو تاکہ میں کھالوں اس کا صحیح جواب یہ ہوگا یہ کھانے والی چیز نہیں اور اگر اس میں کھانا ہوتو جواب یہ ہوگا تو اسے نہیں کھا سکے گا۔

معتزلہ کا یہ کہنا کہ کلمہ ''لن'' اس میں ابدیت پائی جاتی ہے اس کا مطلب ہے کہ موسیٰ علیہ السلام دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں کرسکیں گے۔ یہ مفہوم جائز نہیں کیونکہ اگر ''لن'' تابید (ابدیت) کیلئے ہوتو اس آیت میں لفظ الۡیَوۡمَ کا ذکر کرنا صحیح نہ ہوتا فَلَنۡ اُکَلِّمَ الۡیَوۡمَ اِنۡسِیًّا آج کے دن میں کسی انسان سے بات نہیں کروں گی۔ اسی طرح ان آیات میں اَبَدًا کا لفظ ذکر کرنے سے تکرار لازم آئے گا وَلَنۡ یَّتَمَنَّوۡہُ اَبَدًا وہ کبھی بھی اس کی تمنا نہیں کریں گے لَنۡ نَّدۡخُلَهَاۤ اَبَدًا ہم اس میں کبھی داخل نہیں ہوں گے کیونکہ اگر ''لن'' ابدیت کیلئے ہوتا تو پھر ابداً کے الفاظ ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیونکہ قرآن پاک اعلیٰ بلاغت کا بہترین نمونہ ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ قرآن پاک ایک بے فائدہ لفظ کو زائد ذکر کردے اور اس بات پہ اصرار کرنا کہ صرف ''لن'' تابید کا معنی دیتا ہے ایک دعوی بلا دلیل ہے بلکہ معنی یہ ہے کہ (اے موسیٰ علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کا دیدار ممتنع نہیں بلکہ آپ اس کی طاقت نہیں رکھتے۔

وَ لٰکِنِ انۡظُرۡ اِلَی الۡجَبَلِ لیکن دیکھ پہاڑ کی طرف یعنی طور پہاڑ جو بہت بڑا ہے اس کی طرف دیکھو جب میں حجاب ہٹا کر اس پر تجلی فرماؤں گا فَاِنِ اسۡتَقَرَّ مَکَانَهٗ اگر وہ (پہاڑ) ٹھہرا رہا اپنی جگہ پر اور زمین میں نہ دھنسا فَسَوۡفَ تَرٰىنِیۡ تو عنقریب تم مجھے دیکھ لوگے۔

یہاں رؤیت باری تعالیٰ کو پہاڑ کے استقرار کے ساتھ معلق کیا جارہا ہے یہ تعلیق بھی دیدار الٰہی کے ممکن ہونے کی دلیل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رؤیت کو ایک ایسے امر کے ساتھ معلق کیا ہے جو عقلاً جائز ہے اور جس کے ساتھ معلق کیا جارہا ہے وہ بھی از روئے عقل جائز ہے تو جس کو معلق کیا جارہا ہے وہ بھی عقلاً جائز ہونی چاہیے۔ نیز ایک امر محال پر اپنی رؤیت کو معلق کرنے کا فائدہ کیا تھا اس طرح تو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی خبر محال ثابت ہوتی ہے اور اس طرح کا اعتقاد رکھنا جائز نہیں۔

لیکن وہ جو کہتے ہیں لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ آنکھیں اس کا احاطہ نہیں کرسکتیں ان کا یہ قول مردود ہے کیونکہ اس آیت میں مذکور نفی یہ نفی عام نہیں۔

پس اس میں سلب سلب عموم میں سے ہے جس طرح کہ اہل منطق جانتے ہیں کیونکہ ابصار (بصر کی جمع) معرف باللام ہے اور جب جمع معرف باللام ہو تو عموم کا معنی دیتی ہے۔ اور جب عام پر سلب داخل ہوتا ہے تو اس کے عموم کی نفی کا معنی دیتا ہے نہ کہ نفی کے عموم کا۔ قضیہ سالبہ میں ایسا اکثر ہوتا رہتا ہے کبھی کبھی موجبہ میں بھی ایسا ہو جاتا ہے۔

کیا آپ نہیں دیکھتے کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے الناس نیام فاذا ماتوا انتبھوا انسان سوئے ہوئے ہیں جب مر جائیں گے تو آنکھیں کھلیں گی بلاشبہ انبیاء بھی انسان ہیں لیکن اس حدیث پاک میں الناس میں انبیاء شامل نہیں کیونکہ انبیاء نے ہی لوگوں کو خواب غفلت سے بیدار کر کے دربار الٰہی سے آگاہ کیا اس حدیث پاک سے یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ لوگ جب اپنی سستی کی وجہ سے بہت بڑے اجر سے محروم ہو جائیں گے اور قیامت کے دن انہیں اس سے آگاہ کیا جائے گا تب ان کی آنکھیں کھلیں گی۔ بلکہ یہ آیت تو اس بات کا شعور دلا رہی ہے کہ عام نگاہیں دیدار الٰہی نہیں کرسکتیں لیکن چشم مصطفیٰ ﷺ ہی اس دیدار کی اہل ہے اور آخرت میں مؤمنین کی آنکھیں دیدار الٰہی سے فیض یاب ہوسکیں گی۔

اور اگر اس آیت میں ادراک کی نفی تسلیم بھی کرلی جائے تو بھی مخالفین کا مطلب پورا نہیں ہوتا کیونکہ ادراک کی نفی سے دیدار کی نفی نہیں ہوسکتی اور یہ بات ہم بھی تسلیم کرتے

ہیں۔ عقل و نگاہ ذاتِ کبریاء کے احاطے سے قاصر ہیں پس جتنی بھی نصوص نفی رؤیت پر دلالت کر رہی ہیں ان سے مراد احاطے کی نفی ہے جب یہ اعتقاد پختہ ہوگیا ہے تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار تو ہوتا ہے لیکن وہ تمام حالتیں جو اجسام کے مشاہدہ سے جنم لیتی ہیں ذات کبریاء کا مشاہدہ ان تمام احوال سے پاک ہوتا ہے بلکہ بندہ تو عظمت الٰہی کے سامنے حیران و بے خود ہو جاتا ہے اسے اپنے گرد و پیش بلکہ اپنے نام تک کی بھی خبر نہیں رہتی کیونکہ عقل تو اس وقت فہم سے عاری ہو جاتی ہے عظمت و جلال کبریاء کے سامنے ہر چیز لاشی ہو جاتی ہے۔ لذتِ دیدار تمام زائرین کی عقل کو محو کر دیتی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس دیدار کی حلاوت سے حصہ عطا فرمائے اور اس حلاوت سے حصہ پانے والوں کی پیروی عطا فرمائے (آمین)۔

فصل

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار خواب میں اور دل کی آنکھ سے

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ اہل محبت کا مقصود اصلی اللہ تعالیٰ کی زیارت ہے انہیں جنت سے بھی اس لئے پیار ہے کہ جنت میں ہی دیدارِ الٰہی نصیب ہوگا۔ اسی شوق میں ان کے جگر پارہ پارہ ہو چکے ہیں اور اسی لذت کیلئے ان کے دل کباب ہو چکے ہیں وہ بلا حجاب مشاہدہ کے پیاسے ہیں اور ان کے قلوب اسی جلوۂ جمال کیلئے سلگ رہے ہیں بقول شاعر ان کی حالت یوں ہو چکی ہے۔

لیس قصدی من الجنان نعیما

غیر انی اریدھا لاراک

میں نعمتوں کیلئے جنت کی طرف نہیں جاتا میں تو تجھے دیکھنے کیلئے جنت کا مشتاق ہوں۔

حضرت رابعہ عدویہ اگرچہ عورت ہیں لیکن ان کا فرمان ہے۔

وعزتک ما عبدتک خوفا من نارک ولا رغبة فی جنتک

بل کرامة لوجھک الکریم و محبة فیک

"تیری عظمت کی قسم نہ تو تیری آگ کے ڈر سے اور نہ ہی تیری جنت کے لالچ میں تیری عبادت کی ہے بلکہ محض تیرے لئے اور تیری محبت کی خاطر تیری عبادت کی ہے۔ اس ضمن میں اہل محبت کے اقوال حدِ شمار سے باہر ہیں"۔

بصرہ کے ایک شخص کی حکایت بیان کی جاتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے شوق میں اتنا رویا کہ اس کی آنکھیں جاتی رہیں اس شخص نے کہا میرے پروردگار کب تک تیری ملاقات سے محروم رہوں گا تیری عزت کی قسم اگر میرے اور تیرے درمیان دہکتی ہوئی آگ ہوتی تو بھی تیری مدد اور توفیق سے اسے پار کر کے تیرے حضور پہنچ جاتا اور تیرے سوا کسی اور چیز پر بھی

راضی نہ ہوتا۔

حضرت شعیب علیہ السلام سو سال تک روتے رہے یہاں تک کہ آنکھیں سفید ہوگئیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بینائی واپس فرمادی آپ پھر اتنا روئے کہ بینائی ختم ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے شعیب یہ رونا کیسا ہے؟ اگر میری آگ کے خوف کی وجہ سے ہے تو میں تمھیں آگ سے آزاد کرتا ہوں اور اگر میری جنت کے شوق میں ہے تو جنت آپ کیلئے مباح کرتا ہوں۔ آپ نے عرض کیا۔ میرے مالک تیری عزت اور تیرے جلال کی قسم میرا رونا نہ تیری جنت کے شوق میں ہے اور نہ ہی تیری آگ کے ڈر کی وجہ سے ہے بلکہ تیری محبت نے میرے دل میں ایک ایسی گرہ لگادی ہے جو تیری دید کے بغیر نہیں کھل سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر آپ کا رونا اس لئے ہے تو پھر میرا دیدار تمہارے لئے ہے۔

لیکن کیا آپ جانتے ہیں کہ اس شوق کا سبب کیا ہے؟ اس شوق کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اجسام کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے ارواح کو پیدا فرمایا تھا۔ اس وقت روحیں اللہ تعالیٰ کی قرب میں رہا کرتی تھیں اس وقت یہ ارواح بلا واسطہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے فیضیاب ہوا کرتی تھیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے روحوں کو ان کی اصل سے جدا کیا تو اپنے وطن سے نکالے جانے کی وجہ سے ارواح کو اس مقام سے عشق ہوگیا اور اپنے آقا کی یاد میں تشنہ لبی ان کا مقدر بن گئی۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ حال دیکھا تو لوگوں کے دلوں میں ایک ایسی طاقت رکھ دی جس کی وجہ سے دل اللہ تعالیٰ کے دیدار کے قابل ہوگئے۔ دلوں کو یوں پیدا کیا گیا ہے جس طرح آئینہ کے دو رخ ہوتے ہیں۔ دل کا ظاہر کثیف اور تاریک نظر آتا ہے لیکن باطن روشن اور لطیف ہوتا ہے۔

اگر آئینے سے کائنات کی کسی بھی چیز کو سامنے کیا جائے تو اپنی جسامت کے اختصار کے باوجود یہ اسی چیز کا عکس پیش کرتا ہے یہاں تک کہ اگر اونٹ یا پہاڑ بھی سامنے آئے تو ان کا سارا وجود اس میں سے نظر آتا ہے حالانکہ نہ یہ چیزیں آئینے کے اندر داخل ہوتی ہیں اور نہ اس کے ساتھ متصل ہوتی ہیں۔

اسی طرح حق تعالیٰ بھی جب اپنے مؤمن بندے کے دل پر تجلی فرماتا ہے تو مومن دل کی آنکھ سے مشاہدہ کرتا ہے جس کا عکس سر کی آنکھ بھی دیکھ لیتی ہے۔ لیکن یہ دیدار حلول، اتصال اور انفصال سے خالی ہوتا ہے بلکہ یہ ظہور فقط آئینہ دل میں ہوتا ہے۔ جب یہ آئینہ کائنات کی ان چیزوں کی عکس اپنے اندر سمیٹ لیتا ہے جن کی مقدار اور کیفیت ہوتی ہے تو وہ ذات جو قدر و کیف سے پاک ہے اس کا جلوہ بدرجہ اولیٰ اس آئینے میں نظر آتا ہے۔

لیکن یاد رکھو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے اور آئینہ دل میں جلوۂ ذات کے عکس کیلئے ضروری ہے کہ دل ماسوی اللہ سے بے نیاز ہو کر فقط اسی کی جانب متوجہ ہو جائے۔ جب دل اس طرح پاک ہو جاتا ہے تو اللہ کے حضور حاضر ہو کر اس کا دیدار کرتا ہے اس وقت این و کیف سے پاک قرب حقیقی کو جان لیتا ہے بلکہ اس وقت اسے ایسی معرفت نصیب ہوتی ہے جس کے سامنے نگاہوں کی دید ہیچ ہو جاتی ہے کیونکہ عبد اور معبود کے درمیان نفس اور عوارض نفس کے سوا کوئی حجاب نہیں اور جب بندہ اپنے نفس اور اس کے عوارض کو فنا کر دے تو سارے حجابات ختم ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ انسان کے جسم کا انگ انگ بلکہ تمام عالم کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق ہے صفات اپنے موصوف سے جدا نہیں ہوتیں اللہ تعالیٰ کائنات کی ہر چیز کے ساتھ ہوتا ہے اور یہ معیت معیت ذاتی ہے جو ذات باری کیلئے نامناسب امور سے پاک ہوتی ہے اسی گہرے راز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ہم زیادہ قریب ہیں اس کے اس کی شہ رگ سے بھی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ

ترجمہ: اور ہم (اس وقت بھی) تم سے زیادہ مرنے والے کے قریب ہوتے ہیں۔ البتہ تم نہیں دیکھ سکتے۔

پس جب آپ نے ہمارا بیان کردہ وسیلہ اختیار کر لیا تو آپ کا شمار بھی ان عارفین میں سے ہو جائے گا جو دنیا میں اپنے رب کو یقین اور بصیرت کی آنکھ سے دیکھتے ہیں اور آخرت میں بصارت (ظاہری) سے دیکھیں گے اللہ تعالیٰ تو اپنے (برگزیدہ) بندوں کے قریب ہے

دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی آخرت کا قرب دنیوی قرب کے مخالف نہیں بلکہ قرب آخرت تو دنیا میں مزید لطف ومحبت کا باعث ہے اگر ایسا نہ ہوتو پھر خالق ومخلوق کے درمیان مسافت ختم ہوجائے (یعنی پھر خاص بندوں اور عام بندوں میں فرق نہ رہے خواص کو بھی رؤیت حاصل ہواور عوام کی بھی۔رومی)

سیدی ابن ابی جمرہ فرمایا کرتے تھے جب مؤمن پر موت آتی ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کا دیدارنصیب ہوتا ہے اور اہل محبت تو ہرروز پتہ نہیں کتنی بار مرتے ہیں پھرانہیں کیوں نہ دنیا میں دیدار الٰہی نصیب ہو۔یعنی ان کے دل پر ہروقت دیدار الٰہی کا سایہ رہتا ہے ابن فارض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

انلنا مع الاحباب رؤیتک التی　　　الیھا قلوب العارفین تسارع

ہمیں تیری وہ دید نصیب ہوئی جس کی طرف عارفین کے دل جلدی جلدی جاتے ہیں۔

و اباح طرفی نظرۃً ا ملتھا　　　فغدوت معروفا و کنت منکراً

ترجمہ پہلے گزر چکا ہے

اس شعر میں بھی ''طرف'' کامعنی سرکی آنکھ نہیں بلکہ دل کی آنکھ ہے ایک اور شعر ہے

واذا سا لتک ان اراک حقیقۃ　　　فاسمح ولا تجعل جوابی لن تری

جب میں تم سے دیدار کا سوال کروں تو مجھ پر کرم فرمانا اورلن ترانی نہ کہنا۔کہتے ہیں کہ اصل میں پہلے شعر کا مقام اس مذکورہ شعر کے بعد ہے(اس طرح کوئی اشکال باقی نہیں رہتا جب وضاحت موجود ہے کہ اس کی طرف عارفین کے دل جلدی کرتے ہیں)اور شاعر کا یہ کہنا کہ مجھے لن ترانی کا جواب نہ ملے اس سے شاعر کی عزت موسیٰ علیہ السلام پر برتری ثابت نہیں ہوتی کیونکہ شاعر دل کی آنکھ سے دیدار کا سوال کررہا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا شعر ہے

نظرت ربی بعین قلبی　　　فقلت لا شک انت انت

میں نے دل کی آنکھ سے اپنے رب کو دیکھا تو پکارا ٹھا بلاشبہ (ہرجگہ) تو ہی تو ہے۔

اسی طرح ایک اور شعر (کا ترجمہ) یوں ہے

مجھ پر دیکھنا دشوار ہو گیا یہاں تک کہ دیکھنے کی وجہ سے یقین وہم میں بدل گیا اور جو شخص اس دنیا میں دیدار الٰہی کا دعویٰ کرے اور کہے کہ میں نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے لیکن کسی جہت میں نہیں بلکہ تمام جہات سے پاک تو اس کی بات مانی جا سکتی ہے۔

علماء و مشائخ کے ایک عظیم اجتماع میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور ﷺ کے علاوہ دنیا میں کسی شخص نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہو ایسی کوئی خبر ہم تک نہیں پہنچی۔ آپ سے عرض کیا گیا فلاں شخص گمان کرتا ہے کہ اس نے سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کی زیارت کی ہے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اسے بلا بھیجا اور اس سے پوچھا تیرے بارے میں یہ لوگ جو کچھ کہہ رہے ہیں یہ صحیح ہے؟ اس نے عرض کیا ہاں آپ نے اسے جھڑکا اور اس سے عہد لیا کہ آئندہ ایسی بات نہ کرے۔

آپ سے عرض کیا گیا کیا یہ شخص سچا ہے یا جھوٹا؟ آپ نے فرمایا سچا ہے لیکن اسے غلط فہمی ہو گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے اپنی بصیرت سے جمال الٰہی کا نظارہ کیا ہے پھر اس بصیرت سے ایک راہ اس کی بصارت تک آ گئی اس نے یہ سمجھ لیا کہ میں نے بصارت ظاہری سے دیدار کیا ہے۔ حالانکہ اس کی نگاہ نے فقط اس کی بصیرت کی حقیقت کو دیکھا ہے قال تعالیٰ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ اس نے رواں کیا ہے [illegible] دریاؤں کو۔ جو آپس میں مل رہے ہیں ان کے درمیان آڑ ہے [illegible]

تمام مشائخ نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے اس جواب کو بہت پسند کیا

لیکن خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار اس پر تمام علماء [illegible] تعالیٰ کا دیدار یا اپنے نبی ﷺ کی زیارت [illegible]

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے [illegible] ﷺ نے فرمایا نبوت میں سے کوئی نشانی باقی [illegible] کیا مبشرات سے کیا مراد ہے آپ نے فرمایا نیک خواب۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ [illegible]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے حضور ﷺ نے فرمایا جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا ہے کیونکہ شیطان میری صورت نہیں اختیار کرسکتا اور مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ احادیث مبارکہ میں آیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام پرانے نہیں ہوتے ان کی صورتیں بالکل نہیں بدلتیں وہ اپنے مزارات میں نماز پڑھتے ہیں۔

خواب میں حضور ﷺ کا دیدار صاحبِ خواب کے دین کے اعتبار سے ہوتا ہے یعنی جتنا یہ شخص دین پر کاربند ہوگا اس کے مطابق حضور ﷺ کی شکل پاک نظر آئے گی (یعنی دیکھنے والا اگر شریعت پر مکمل طور پر عمل پیرا ہوگا تو سرکار ﷺ کا حسن پاک بھی مکمل نظر آئے گا اور اگر دین پر عمل میں کمی ہوگی تو حسنِ پاک بھی کم ہی نظر آئے گا اور یہ دیکھنے والے میں نقص کی وجہ سے ہے حسنِ مصطفیٰ ﷺ میں کوئی کمی نہیں (حضور ﷺ کا دیدار بھی اسی طرح ہوتا ہے مختار احمد رومی) جس طرح کوئی شخص کہے کہ میں نے پانی میں اپنا چہرہ دیکھا ہے یہ تو سب کو معلوم ہے کہ اس کا چہرہ پانی میں منتقل نہیں ہوا بلکہ اس نے پانی کے ذریعے اپنے چہرے کا عکس دیکھا ہے۔ اشیاء میں اس طرح عکس کا نظر آنا یہ عجائبات قدرت میں سے ہے جس کا ادراک عقل کے بس کی بات نہیں۔ جاگتے میں بھی حضور ﷺ کا دیدار دل کے ذریعے سے ہوتا ہے اور دل کے آئینے میں نظر آنے والی شکل مبارک کا عکس آنکھوں تک آتا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے ستر مرتبہ سے زیادہ حضور ﷺ کی زیارت کی ہے ایک مرتبہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا میں جنتی ہوں آپ نے فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا جنت میں جانے سے پہلے عذاب سے بھی بچ جاؤں گا آپ ﷺ نے فرمایا لک ذلک (یعنی عذاب سے امان کا) شرف تمہیں حاصل ہوجائے گا۔

حضور ﷺ کی زیارت منفرد ہے اور یہ ہمارے ایک دوسرے کو دیکھنے کی طرح نہیں بلکہ یہ ایک اعلیٰ درجے کی برزخی حقیقت اور وجدانی کیفیت ہے جس کا ادراک وہی کرسکتے ہیں جن کو یہ نعمت حاصل ہوتی ہے۔

فصل

شفاعت کا بیان

ہمارے حضور ﷺ قیامت کے دن شفاعت فرمائیں گے اور یہ شفاعت کتاب و سنت اور سلف وخلف کے اجماع سے ثابت ہے سوائے گمراہوں کے کوئی اس میں شک نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا عنقریب آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا۔ مفسرین کا اتفاق ہے کہ کلمہ عَسٰی کا تعلق جب رب العزت کی ذات سے ہوتو یہ وجوب کا اظہار کرتا ہے علماء فرماتے ہیں کلمہ عَسٰی طمع پر دلالت کرتا ہے اور جو شخص کسی کو کسی چیز کا طمع دلائے اور پھر اسی چیز سے محروم رکھے یہ اس کیلئے باعث عار ہے اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس اس طرح کی حرکت سے کہیں زیادہ بلند ہے کہ کسی کو امید دلا کر پھر عطا نہ فرمائے۔ مقام محمود کے بارے میں ''واحدی'' فرماتے ہیں جمہور مفسرین کے نزدیک اس سے مراد مقام شفاعت ہے اس معنی کے ثبوت کیلئے بہت سی احادیث بھی وارد ہوئی ہیں۔ جس طرح کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کی ہے حضور ﷺ سے مقام محمود کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا ھو الشفاعۃ مقام محمود سے مراد شفاعت ہے۔ دوسری حدیث پاک میں حضور ﷺ کا فرمان ہے قیامت کے دن لوگ گروہ در گروہ پھر رہے ہوں گے ہر امت اپنے نبی کے پاس آئے گی وہ کہیں گے اے فلاں ہماری شفاعت کرو یہاں تک کہ شفاعت (کا اختیار) میری ذات پر ختم ہوگا یہی مقام محمود ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ انہیں شفاعت کرنے والوں کی شفاعت کوئی فائدہ نہیں دے گی۔

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ گناہگار مسلمانوں کو شفاعت فائدہ دے گی کیونکہ کفار کو شفاعت فائدہ نہیں دے گی تو مؤمنین کو ضرور فائدہ دے گی وگرنہ دونوں گروہ مسلم و کافر برابر ہو جائیں گے اور بطور مذمت کفار سے شفاعت کی نفی کا کوئی فائدہ ہی باقی نہیں رہتا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ کون ہے جو اس کے حضور اس (اللہ) کی اجازت کے بغیر سفارش کرے یعنی اللہ تعالیٰ کے امر اور ارادہ کے بغیر کوئی بھی سفارش نہیں کر سکے گا۔ (اس ارشاد پاک کی وجہ یہ ہے کہ) مشرکین سمجھتے تھے کہ بت اپنے پجاریوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر بھی سفارش کریں گے اسے ابن قیم نے مفتاح دار السعادۃ میں بیان کیا ہے یہ شفاعت شرکیہ ہے جس کا مشرکین اعتقاد رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ شفاعت کا حق اسے ہی نصیب ہوگا جس کیلئے اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ ارشاد خداوندی ہے وَلَا یَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی وہ نہیں شفاعت کریں گے مگر وہی جسے اللہ تعالیٰ پسند فرمائے گا۔ (صاف ظاہر ہے کہ) جو بھی مسلمان ہے وہی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اگرچہ وہ مسلمان فاسق ہی کیوں نہ ہو کیونکہ وہ ایمان اور عمل کے اعتبار سے پسندیدہ اور گناہوں کے اعتبار سے ناپسندیدہ ہے۔ لیکن کافر تو کسی اعتبار سے بھی پسندیدہ نہیں کیونکہ وہ تو ایمان سے ہی محروم ہے کہ جس پر اعمال صالحہ کی بنیاد استوار ہوتی اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْـًٔا وَّلَا یُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ بچو اس دن سے جس دن نہ جزا دے گی کوئی جان دوسری جان کو اور نہ ہی ان کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ ہم کہتے ہیں یہ آیت کفار کے ساتھ خاص ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں خطاب ہی کفار کے ساتھ کیا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ ان کی حالت بیان کرتے ہوئے فرما رہا ہے فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِیْنَ ہمارے لئے شفاعت کرنے والے نہیں ہیں۔ (کفار کہہ رہے ہیں) جس طرح مومنین کی شفاعت ملائکہ اور دوسرے مومنین کر رہے ہیں، ہمارے لئے کوئی سفارش کرنے والا ہی نہیں۔

یہ آیت یہود کے رد میں اتری ہے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ ان کے آباء (واجداد) ان کی شفاعت کریں گے اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ حَمِیْمٍ وَّلَا شَفِیْعٍ یُّطَاعُ ظالموں کا کوئی دوست اور (ایسا) سفارشی نہیں ہوگا جس کی بات مانی جائے۔ اس آیت میں بھی ظالمین سے مراد کفار ہیں۔ کیونکہ کافر ہی سب سے بڑا ظالم ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا (ترجمہ آیت)

بے شک جس کو تو نے آگ میں داخل یا اسے رسوا کیا یہ بھی کفار کے ساتھ خاص ہے اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے (ترجمہ) اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

اگر یہ آیت مسلمانوں کیلئے تسلیم بھی کر لی جائے تو گناہگار مسلمان مراد ہوں گے اور رسوائی سے مراد شرمندگی ہوگی۔ آیت میں نصرت (امداد) کی نفی سے شفاعت کی نفی مراد نہیں کیونکہ شفاعت عاجزی کے ساتھ کسی کی سفارش کرنا اور نصرت قوت کے ساتھ دفاع کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ پس ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ شفاعت کا عقیدہ بھی رکھے اور اقرار بھی کرتا رہے کیونکہ جس نے حضور ﷺ کی شفاعت کا انکار کیا وہ آپ ﷺ کی شفاعت سے محروم رہے گا۔

سعید بن منصور اور ہناد رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے حضور ﷺ نے فرمایا جس نے شفاعت کا انکار کیا اس کا شفاعت میں کوئی حصہ نہیں جس نے حوضِ کوثر کا انکار کیا اس کا حوضِ کوثر میں کوئی حصہ نہیں۔

امام بخاری نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے حضور ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ اس امت میں ایک گروہ ایسا بھی ہوگا جو رجم کا انکار کریں گے کچھ دجال کا انکار کریں گے کچھ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے منکر ہوں گے کچھ عذاب قبر کا کچھ شفاعت کا اور کچھ دوزخ سے گناہگاروں کے باہر نکلنے کا انکار کریں گے۔

بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے حضور ﷺ سے عرض کیا گیا کہ ایک گروہ شفاعت کا منکر ہے آپ ﷺ نے فرمایا ان کے ساتھ نہ بیٹھا کرو۔

شبیب بن ابو فضالہ مکی فرماتے ہیں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے سامنے لوگوں نے شفاعت کا تذکرہ کیا۔ ایک شخص نے کہا اے ابو نجید (حضرت عمران کی کنیت ہے) آپ ہمیں ایسی احادیث بیان کرتے ہیں جن کی اصل قرآن میں نہیں نظر آتی۔ اس پر حضرت عمران غضب ناک ہو کر بولے کیا تو نے قرآن پڑھا ہے اس نے کہا ہاں پڑھا ہے آپ نے فرمایا کیا قرآن میں لکھا دیکھا ہے کہ عشاء کے فرض چار رکعت ہیں۔ اس نے کہا

نہیں آپ نے فرمایا پھر یہ کہاں سے سیکھا ہے کیا تم نے ہم سے نہیں سیکھا کیا ہم نے اللہ کے نبی سے نہیں سیکھا؟ ہر چالیس درہم میں ایک درہم زکوٰۃ اور بکریوں اور اونٹوں کی زکوٰۃ کی تفصیل قرآن میں موجود ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا وَ لْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ چاہیے کہ وہ اس پرانے گھر کا طواف کیا کریں۔ قرآن میں ہے اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا طواف کے سات چکر قرآن میں ہیں اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا آپ کے پیچھے دو رکعتیں پڑھنے کا ذکر قرآن میں ہے یہ سارے احکام تم نے کہاں سے لئے ہیں۔ کیا تم نے ہم (صحابہ) سے یہ احکام نہیں سیکھے؟ اور ہم نے حضور ﷺ سے یہ سارے احکام سیکھے ہیں۔ لوگوں نے کہا بالکل صحیح فرمایا ہے آپ نے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے: وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا جو کچھ عطا کرے (یہ ذیشان) رسول اسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے رک جاؤ۔ ہم نے حضور ﷺ سے وہ چیزیں حاصل کی ہیں جن کا تمہیں علم نہیں۔ (بیہقی، حاکم)

بزار اور طبرانی نے اوسط میں اور ابونعیم نے سند حسن کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے حضور ﷺ نے فرمایا **اشفع لامتی حتی ینادینی ربی تبارک و تعالٰی ارضیت یا محمد فاقول ای رب رضیت**۔ میں اپنی امت کیلئے شفاعت کرتا رہوں گا یہاں تک کہ میرا رب مجھے فرمائے گا اے محمد ﷺ کیا تم راضی ہو گئے ہو (یعنی ہم نے آپ کی ساری امت بخش دی ہے) میں عرض کروں گا ہاں اے میرے رب میں خوش ہو گیا ہوں۔

امام احمد طبرانی اور بیہقی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے حضور ﷺ نے فرمایا **خُیّرت بین الشفاعة وبین ان یدخل نصف امتی الجنة فاخترت الشفاعة لانها اعم واکفی اترونها للمتقین و لکنها للمذنبین الخاطئین الملوثین** مجھے اس بات کا اختیار دیا گیا ہے کہ یا تو شفاعت کروں یا میری نصف امت جنت میں داخل کر دی جائے میں نے شفاعت کو اختیار کیا ہے کیونکہ یہ

زیادہ عام اور کفایت کرنے والی ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ شفاعت متقین کیلئے ہے نہیں بلکہ یہ گنہگاروں خطا کاروں اور جرائم سے آلودہ امتیوں کیلئے ہے۔

امام احمد، بیہقی اور طبرانی نے اوسط میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں۔ **سمعت رسول اللہ ﷺ یقول انی اشفع یوم القیامة لاکثر مما علیٰ وجه الارض من شجر و مدر**۔ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا حضور ﷺ نے فرمایا میں قیامت کے دن روئے زمین پر درختوں اور ڈھیلوں کی تعداد سے بھی زیادہ لوگوں کیلئے شفاعت کروں گا۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے **شفاعتی لاھل الکبائر من امتی** میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کیلئے ہے اس حدیث پاک کو ابوداؤد، ترمذی، حاکم اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

طبرانی اور ابونعیم نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے حضور ﷺ نے فرمایا میں اپنی امت کے گناہگاروں کیلئے بہت ہی اچھا ہوں عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیسے؟ آپ نے فرمایا میری امت کے گناہگار میری شفاعت کی وجہ سے جنت میں چلے جائیں گے اور صالحین اپنے نیک اعمال کی وجہ سے جنت کے حقدار بن جائیں گے۔

یہ بات بھی ذہن نشین رہے تمام رسول تمام نبی ملائکہ، صحابہ کرام، شہداء، صدیقین، اولیاء، علماء اور مؤذن اپنے اپنے مرتبے کے مطابق اپنے رب کی بارگاہ میں شفاعت کریں گے حضور ﷺ نے فرمایا میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔ ترمذی اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے حضور ﷺ نے فرمایا جب لوگ قبروں سے نکلیں گے میں ان سے پہلے قبر سے نکلوں گا جب لوگ خاموش ہوں گے میں ان کا خطیب ہوں گا (اللہ کے حضور حاضری کیلئے) میں ان کے وفد کا قائد ہوں گا جب انہیں روک دیا جائے گا میں ان کی شفاعت کروں گا۔ جب لوگوں پر ناامیدی طاری ہوگی میں انہیں خوشخبری سناؤں گا۔ پرچم کرم میرے ہاتھ میں ہوگا اس دن جنت کی چابیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی اس دن اللہ کی بارگاہ

میں تمام بنی آدم سے میری عزت زیادہ ہوگی (لیکن) یہ (اظہار) فخر کیلئے نہیں (بتایا جارہا) صدف میں چھپے موتیوں کی طرح کے ہزار خادم میری خدمت میں ہوں گے۔

ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی ہے حضور ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن پہلے انبیاء پھر علماء پھر شہداء شفاعت کریں گے۔ بزار نے آخر میں مؤذنین کی شفاعت کا ذکر بھی کیا ہے۔ طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی ہے حضور ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن مسلمانوں کا ایک گروہ جو دوزخ کے عذاب میں ہوگا اللہ کی رحمت اور شفاعت کرنے والوں کی شفاعت سے جنت میں داخل ہو جائے گا۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دو کروڑ انسانوں کے حق میں اپنے نبی آدم علیہ السلام کی شفاعت قبول فرمائے گا۔

دیلمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے حضور ﷺ نے فرمایا **یقال للعالم اشفع فی تلامذتک ولو بلغ عددھم نجوم السماء** (قیامت کے دن) عالم دین سے کہا جائے گا اپنے شاگردوں کے حق میں شفاعت کرو (تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی) خواہ تمہارے شاگرد آسمان کے ستاروں جتنے ہوں۔ ابو داؤد اور ابن حبان نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا شہید اپنے ستر رشتہ داروں کی شفاعت کرے گا۔

حضرت عبداللہ بن ابوالجد عاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا میری امت میں سے ایک شخص کی شفاعت سے بنو تمیم کے افراد سے زیادہ لوگ جنت میں جائیں گے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کی شفاعت کے علاوہ یہ شفاعت ہوگی آپ ﷺ نے فرمایا ہاں فریابی فرماتے ہیں اس حدیث پاک میں "اس ایک شخص" سے مراد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔ اسے ترمذی اور حاکم نے صحیح

قرار دیا ہے اور بیہقی نے بھی اسے روایت کیا ہے۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے میری امت کے کچھ لوگ پوری جماعت کے حق میں شفاعت کریں گے اور وہ جماعت ان کی شفاعت سے جنت میں چلی جائے گی کچھ لوگ ایک قبیلے کے حق میں شفاعت کریں گے اور ان کو جنت میں لے جائیں گے کچھ لوگ ایک گھر والوں کی شفاعت کر کے انہیں جنت میں لے جائیں گے۔

حاصل کلام یہ کہ اپنے اپنے اعمال اور مراتب کے اعتبار سے شفاعت کا حق حاصل ہوگا اسلام اپنے ماننے والوں کیلئے شفاعت کرے گا۔ قرآن اپنے قارئین و عاملین کیلئے شفاعت کرے گا۔ حجر اسود اپنے چومنے والوں کیلئے شفاعت کرے گا۔ اسی طرح صدقات اور دیگر عبادات ظاہری وجود میں آ کر اپنے عاملین کیلئے شفاعت کریں گی۔

حضور ﷺ کو کئی قسم کی شفاعتوں کا اختیار ہے ایک شفاعت اولی۔ شفاعت کبری جس میں حضور ﷺ مخلوق کیلئے حساب و کتاب کے آغاز کیلئے شفاعت فرمائیں گے۔ جس طرح کہ امام بخاری و مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت ذکر کی ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن تمام اولاد آدم کی سیادت (سرداری) میرے پاس ہوگی کیا تم جانتے ہو وہ کس طرح ہوگی (وہ اس طرح کہ) اللہ تعالی تمام اولین و آخرین کو ایک میدان میں جمع فرمائے گا ایک آواز ہوگی جو تمام کو سنائی دے گی اور نظر تمام پر چھا جائے گی۔ سورج ان کے قریب ہو جائے گا۔ لوگوں کیلئے دکھ اور کرب نا قابل برداشت ہو جائے گا۔ پس لوگ کہیں گے کوئی ایسی ہستی تلاش کرو جو تمہارے رب کی بارگاہ میں تمہاری شفاعت کرے۔ کچھ لوگ آپس میں کہیں گے اپنے باپ (کے پاس نہ جائیں؟) وہ لوگ آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے آدم علیہ السلام آپ ابو البشر ہیں۔ اللہ تعالی نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا ہے اور آپ میں اپنی روح پھونکی ہے اللہ نے ملائکہ کو حکم دیا کہ وہ آپ کو سجدہ کریں۔ اللہ نے آپ کو جنت میں رہائش عطا کی (تھی) آپ دیکھ رہے ہیں؟ ہماری حالت کیا ہے اور ہم کس نوبت

تک پہنچ چکے ہیں۔ کیا آپ ہمارے لئے اللہ کی بارگاہ میں سفارش نہیں کریں گے؟

آدم علیہ السلام فرمائیں گے آج اللہ تعالیٰ کا غضب اس قدر جوش میں ہے کہ اس سے پہلے اور بعد میں کبھی اتنا جوش نہ ہوا ہے نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے درخت سے منع کیا تھا میں اس حکم کی پابندی نہیں کر سکا تھا۔ نفسی نفسی مجھے میری جان کی فکر ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ تم حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ نوح علیہ السلام تمام لوگوں کو موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجیں گے۔ موسیٰ علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجیں گے عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کسی اور کے پاس جاؤ تم حضرت محمد ﷺ کی بارگاہ میں جاؤ۔ (حضور ﷺ فرماتے ہیں) وہ میرے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے اے محمد ﷺ آپ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اللہ نے آپ کے صدقے آپ کی امت کے اگلے اور پچھلے ذنوب معاف فرمائے ہیں۔ آپ ہماری حالت دیکھ رہے ہیں؟ (کرم کیجئے) اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ میں اپنے رب کے زیر عرش جا کر اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ مجھے اپنی حمد و ثنا کیلئے ایسے کلمات الہام فرمائے گا کہ اس سے پہلے وہ کلمات مجھے نہیں الہام کیے گئے ہوں گے۔ پھر مجھے کہا جائے گا اے محمد ﷺ اپنا سر اٹھائیں آپ سوال کریں آپ کو عطا کیا جائے گا آپ شفاعت فرمائیں ہم شفاعت قبول کریں گے۔ میں سجدے سے سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا یا اللہ میری امت۔ کہا جائے گا جنت کے دروازوں میں سے بابِ ایمن سے اپنی امت کے ان لوگوں کو داخل کر دو جن پر حساب نہیں حالانکہ انہوں نے دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر داخل ہونا تھا۔ میری جان کے مالک کی قسم! جنت کے دونوں کواڑوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور ہجر یا مکہ اور بصریٰ کے درمیان فاصلہ ہے یہ وہ شفاعت ہے جو اللہ تعالیٰ نے فقط حضور ﷺ کو عطا کی ہے۔

دوسری شفاعت وہ ہے جس کے ذریعے حضور ﷺ اپنی امت کے کچھ لوگوں کو بغیر حساب جنت میں داخل کرائیں گے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اور امام انووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ شفاعت (بھی) فقط حضور ﷺ کے ساتھ خاص ہے۔

بخاری و مسلم نے مختلف طرق سے روایت بیان کی ہے حضور ﷺ نے فرمایا میرے ستر ہزار امتی بغیر حساب جنت میں جائیں گے۔ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان (ستر ہزار) میں سے کردے آپ نے (فرمایا اے اللہ اسے ان میں سے کردے وہ شخص حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ تھے)۔

تیسری شفاعت ان لوگوں کیلئے ہوگی جنہوں نے اپنے اوپر آگ واجب کر لی ہوگی ان کے حق میں حضور ﷺ شفاعت فرمائیں گے جیسا کہ حدیث پاک ہے خیرت بین الشفاعة الخ (حدیث پاک مع ترجمہ پیچھے گزر چکی ہے مترجم مختار احمد رومی) اس حدیث پاک کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

چوتھی شفاعت ان لوگوں کے حق میں ہوگی جو آگ میں داخل ہو چکے ہوں گے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمران بن حصین سے روایت کی ہے حضور ﷺ نے فرمایا **يخرج قوم من النار بشفاعة محمد صلى الله عليه وسلم** ایک گروہ حضور ﷺ کی شفاعت سے آگ سے نکل کر جنت میں داخل ہوگا انہیں "جہنمین" (دوزخ کی آگ سے نکل کر آنے والے) کہا جائے گا۔شیخین نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے بے شک اللہ تعالیٰ ایک گروہ کو شفاعت کے صدقے جہنم کی آگ سے نکال کر جنت میں داخل فرمائے گا۔

پانچویں شفاعت اہل جنت کے درجات کی بلندی کیلئے۔یہ شفاعت (بھی) بالا جماع ثابت ہے کسی نے اس کا انکار نہیں کیا یہاں تک کہ معتزلہ بھی اس کے قائل ہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ بلا تمثیل حضور ﷺ اس دن اللہ تعالیٰ کے وزیر کی طرح ہوں گے اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کے وسیلہ کے بغیر کسی کو کچھ نہیں عطا فرمائے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا میں جنت میں شفاعت کرنے والا سب سے پہلا فرد (یگانہ) ہوں۔مسلم۔اس کا مطلب ہے جنت کے سلسلہ میں جنت کی نعمتوں اور جنت کے متعلقہ تمام امور میں درجات کی بلندی کا تعلق بھی اسی سے ہے۔

خاتمہ

حضور ﷺ پر درود پڑھنا ہر (مومن کا) مطلوب ہے پس مومن کو چاہیے کہ اپنے اکثر اوقات میں آپ ﷺ پر کثرت سے درود وسلام پڑھے اس (کام) پر پابندی سے عمل کرے اور غفلت نہ کرے بالخصوص جمعہ کے دن کیونکہ اس بارے میں حضرت اوس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں حکم وارد ہے بعض علماء نے درود شریف کو نماز میں واجب قرار دیا ہے۔ بعض کہتے ہیں نماز میں درود شریف مستحب ہے۔

پس جو شخص بھی اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگنا چاہے اسے چاہیے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرے پھر اس ذات پاک ﷺ پر درود بھیجے جنہوں نے خوابیدہ صلاحتیوں میں جوش اور گنگ زبانوں کو بولنا سکھایا (ایسا کرنے والا شخص) دعا کی قبولیت کا حق دار اپنی مراد پانے میں کامیاب ہے وہ دعا جو حضور ﷺ پر درود شریف کے درمیان ہو رد نہیں کی جاتی اسے قبولیت کے دروازے سے نہ دور کیا جاتا ہے نہ روکا جاتا ہے۔ ہر دعا آسمان کے نیچے روک لی جاتی ہے جب دعا کے ساتھ درود شریف ملتا ہے تو دعا اوپر چڑھتی ہے اور مراد پانے میں کامیابی نصیب ہو جاتی ہے۔

درود شریف کے مقامات

آپ ﷺ کے ذکر کے وقت آپ ﷺ کا اسم گرامی سننے پر آپ ﷺ کی حدیث پاک جو بحرِ مصطفیٰ ﷺ کا قیمتی موتی ہوتی ہے اس کو سنتے وقت کتاب کے شروع اور آخر میں اذان کے وقت مسجد میں داخل ہوتے وقت رسائل لکھتے وقت۔ خاک ہو جائے وہ شخص جو آپ ﷺ کا ذکر پاک سن کر درود شریف نہ پڑھے۔ درود شریف پڑھنے والے کیلئے یہی کافی ہے کہ فرشتے اس کی بخشش کی دعائیں کرتے ہیں اس کے (اس) ارادے پر ممنون ہوتے ہیں۔ جس نے آپ ﷺ پر ایک مرتبہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل

فرماتا ہے اس کے دس گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں اس کے دس درجات بلند ہوتے ہیں اوراس کیلئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اورمعزز فرشتے اس کیلئے دعارحمت کرتے رہتے ہیں۔

جس نے آپ ﷺ پر سلام پڑھا اللہ تعالیٰ اسے سلامتی کے ساتھ زندہ رکھے (آمین) جو آپ پر کثرت سے درود شریف پڑھتا ہے (درود شریف) اس کیلئے تمام (مشکلات میں) کافی ہوجاتا ہے۔اس کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں اور قیامت کے دن وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کے تمام کرب اور دکھ دور ہو چکے ہوں گے۔جس شخص نے کسی کتاب میں (بصورتِ تحریر) آپ ﷺ پر درود پڑھا وہ شخص ثواب عظیم پانے میں کامیاب ہوگیا ملائکہ اس کیلئے اس وقت تک دعائے مغفرت کرتے رہیں گے جب تک حضور ﷺ کا اسم مبارک (محمد ﷺ) اس کتاب میں رہے گا اور جس نے آپ ﷺ پر دس مرتبہ سلام پڑھا گویا اس نے دس غلام آزاد کردیئے اور آپ ﷺ پر درود شریف پڑھنا گذشتہ گناہوں کو ختم کردیتا ہے آپ ﷺ پر کثرت سے درود شریف پڑھنے والا قیامت کے دن آپ ﷺ کے سب سے زیادہ قریب ہوگا۔جو بھی آپ ﷺ پر سلام بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ آپ کی روح مبارک آپ پر لوٹاتا ہے اور آپ اس کے سلام کا جواب ارشاد فرماتے ہیں۔جو آپ ﷺ کے مرقد مبارک پر حاضر ہوکر درود شریف پڑھتا ہے آپ ﷺ خود اس کا درود شریف سنتے ہیں۔اور جو (ہجر کے مارے) دور سے درود شریف پڑھتے ہیں وہ بھی آپ ﷺ تک پہنچ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو (ہرلحہ) روئے زمین پر گھومتے رہتے ہیں وہ امت کی طرف سے اپنے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام تک درود شریف پہنچاتے ہیں۔روشن دن اور روشن رات بھی آپ ﷺ کے غلاموں کا درود آپ ﷺ تک پہنچاتے ہیں۔پس کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ یہ تم پر لازم ہے تم جہاں بھی رہو آپ ﷺ پر درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود شریف آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

بخیل وہ ہے جس کے پاس آپ ﷺ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ ﷺ پر درود

شریف نہ پڑھے۔ اے اللہ تعالیٰ ہمارے آقا ﷺ کو وسیلہ، فضیلت اور بہت بلند درجہ عطا فرما۔ آپ ﷺ کو مقام محمود پر فائز فرما اور آپ ﷺ کے ساتھ کیے گئے تمام وعدوں کو روز حشر پورا فرما۔ آپ ﷺ کی آرام گاہ کو عزت عطا فرما اور اپنے عظیم فضل سے آپ ﷺ کی تمام امیدیں پوری فرما۔ آپ ﷺ کی شفاعت کبریٰ قبول فرما اپنی نظر کرم سے آپ ﷺ پر خوشخبریوں کی انتہا کر دے آپ ﷺ کیلئے اپنی عنایت کے سرچشمے کھول دے۔ اپنی جناب خاص سے آپ ﷺ کو مددگار غلبہ عطا فرما۔ **اللھم صل علی سیدنا محمد المختار وعلیٰ اھل بیتہ الاطھار وعلیٰ آلہ واولادہ واصحابہ وعلی ازواجہ و خاصتہ واحبابہ وعلی الانصار والاعوان وعلی التابعین لھم باحسان** ایسا درود جو سلامتی اور فضائل سے ملا ہوا ہو اے اللہ اپنے حبیب ﷺ پر ایسا درود بھیج جو عزت وتکریم اور شرف وکرامت پر مشتمل ہو آمین۔ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سلام ہو اللہ کے تمام نبیوں پر تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کو درجہ کمال تک پہنچانے والا ہے۔

تتمہ

ہمارے شیخ (العارف باللہ محمد امین الکردی) قدس سرہٗ نے درود سلام کی فضیلت کے بارے میں کچھ احادیث ذکر کر کے اپنی کتاب کا اختتام فرمایا ہے چونکہ اس دور میں علم کی طرف رغبت کم ہوتی جارہی ہے بالخصوص سنتِ مبارکہ سے شغف دم توڑتا جا رہا ہے۔ ہم نے مناسب سمجھا کہ'' خاتمہ'' کے بعد'' تتمہ'' کی صورت میں کچھ اور احادیث ذکر کر دی جائیں۔ اکثر احادیث کے ماخذ بھی بیان کر دیئے گئے ہیں۔ مزید برآں درود شریف کی مشروعیت پر بھی بات ہو جائے تا کہ اپنے آقا ﷺ کی خدمتِ اقدس میں سلام عرض کرنے والا نعمت ایقان سے سرشار ہو اور اطمینان قلب کے ساتھ ساتھ شرح صدر کی دولت سے بھی مالا مال ہو۔

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ جب تم **اللھم صل علی سیدنا محمد** کہتے ہو تو اس کا معنی ہے یا اللہ ہمارے آقا ﷺ پر اپنی جنابِ خاص سے ایسی رحمت نازل فرما جو آپ کے شایان شان ہو۔ درود پاک کی مشروعیت کا مقصد عظیم اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس کا ہمیں حکم دیا جا رہا ہے کیونکہ جو شخص اپنے محسن کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکریہ نہیں ادا کرتا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْکَ کہ شکر ادا کرو میرا اور اپنے ماں باپ کا پس ماں باپ جو جسمانی وجود کا سبب ہیں ان کے حق کی اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ تاکید کی ہے اور منعم حقیقی اللہ تعالیٰ کے شکر کو مکمل کرنے کیلئے والدین کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے تو اس ذات کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جو ہستی حقیقی روحانی وجود کا سبب ہے جنہوں نے ظلمتوں سے نکال کر روشنیوں تک پہنچایا ہے۔ وہ تمام مخلوقات میں سے پسندیدہ ہیں (درود و سلام) ہماری طرف سے آپ کیلئے دعا ہے اس اعتراف اور شعور کے ساتھ کہ درود پڑھنے والا اس حق کے بجالانے سے قاصر ہے جو اس رسول مکرم ﷺ کے

حوالے سے (امت) پر لازم ہے۔ کسی ذی روح میں احسانات رحمۃ اللعالمین کا بدلہ دینے کی طاقت نہیں پس درود شریف پڑھنے والا اللہ کی بارگاہ میں التجاء کرتا ہے اور بزبانِ حال عرض کرتا ہے الٰہی جس ذات کے دستِ کرم پر تو نے ہمارے لئے ظاہری اور باطنی نعمتوں کے چشمے جاری کئے ہیں اس کرم پر تیرا بھی شکر اور تیرے حبیب ﷺ کی بھی مہربانی۔ میں اپنی بے کمالی اور عجز کا معترف ہوں میرے پروردگار! تو اپنے محبوب پر ان کے شایانِ شان رحمت نازل فرما۔ درود پاک کی کثرت اس لئے لازم ہے کہ ہماری گردنیں ان کے احسانات تلے دبی ہوئی ہیں دنیا اور آخرت کی تمام نعمتیں انہی کے صدقے ملی ہیں۔ بلا شبہ آپ ﷺ کے نور کی برکت سے دلوں کو ایمان کی لذات نصیب ہوئیں۔ دل انوارِ مصطفیٰ ﷺ سے جگمگا رہے ہیں اللہ کے فضل سے نعمتوں والا گھر (جنت) بھی انہی کی وجہ سے نصیب ہوگا اور جمالِ الٰہی کی دید بھی انہیں کے طفیل نصیب ہوگی۔

درود شریف کے اسرار میں سے سب سے طاقتور راز یہ بھی ہے کہ روحِ اعظم (روح محمدی ﷺ) اور مؤمنین کی روحوں کے درمیان رابطہ قوی ہو جائے تاکہ اس رابطہ کے ذریعے سے انوار و برکات ان زمینی ارواح تک بھی پہنچ جائیں جو بارگاہِ الٰہی سے دور ہیں۔ کیونکہ عالم روحانی میں یہ رابطہ ان ندیوں کے قائم مقام ہے جن کے ذریعے پانی اصل منبع سے حوضوں تک پہنچتا ہے یا جس طرح اس ظاہری دنیا میں بجلی کی تاریں ہوتی ہیں۔

لہٰذا امتی جب آپ ﷺ کی روحِ مبارک کی جانب توجہ کرتا ہے درود شریف پڑھتے وقت آپ ﷺ کی یاد سے سرشار ہوتا ہے یہی کیفیت منبع فیض سے برکات کے بہاؤ کا سبب بنتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو دنیا اور آخرت کے فیضان (کی تقسیم کیلئے) حد درجہ سخی بنایا ہے۔ آپ ﷺ کا یہ فیضان اس شخص کے لئے بہت زیادہ ہو جاتا ہے جو نفحات الٰہیہ کی جانب گامزن ہوتا ہے شیخ المشائخ عارف کامل علامہ احمد بن عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الحجۃ'' میں اسی جانب اشارہ فرمایا ہے وہ فرماتے ہیں نفوس بشریہ کو نفحاتِ الٰہیہ سے واسطہ کے بغیر چارہ نہیں اور یہ واسطہ (زمین و آسمان میں معلق)

عجائبات میں غور وفکر زمین میں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی طرف توجہ ان میں ٹھہر کر باریک بینی سے مشاہدہ کرنا اور ان سے آگاہی حاصل کرنے میں پوشیدہ ہے بالخصوص مقربین کی ارواح سے (ربط پیدا کرنا) کیونکہ یہی مقربین ملاء اعلیٰ کی عظیم مخلوق ہیں اور یہی ارواح مقدسہ اہل زمین پر اللہ تعالیٰ کی سخاوت کا ذریعہ ہیں۔ حضور ﷺ کا ذکر پاک اور اللہ تعالیٰ سے آپ ﷺ کے حق میں بھلائی طلب کرنا اللہ کی بارگاہ میں حاضری کا بہترین ذریعہ ہے نیز آپ ﷺ کا ذکر (اس راہ میں) غیر کی مداخلت کیلئے بڑی قوی رکاوٹ بھی ہے۔ حضرت شیخ کا یہ کلام اپنی عمدگی میں لاجواب ہے اس کی حقیقت کو وہی پا سکتا ہے جو اعمال کے (لطیف) انوار کو محسوس کر سکتا ہو اور جسے روحانی اسرار سے واقفیت کا حصہ وافر ملا ہو۔

انہی اسرار کے پیش نظر احادیث نبویہ (ﷺ) میں درود پاک کی کثرت پر برانگیختہ کیا گیا ہے۔

مسلم شریف کی روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا جس نے ایک مرتبہ مجھ پر درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود پڑھے گا (یعنی دس رحمتیں نازل فرمائے گا)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (ایک مرتبہ) حضور ﷺ (اپنے گھر سے) باہر نکلے میں بھی آپ کے پیچھے ہولیا آپ ﷺ ایک نخلستان میں تشریف لے گئے آپ نے اتنا لمبا سجدہ کیا کہ مجھے خطرہ لاحق ہو گیا کہ شاید آپ ﷺ کی روح پرواز کر گئی ہے میں دیکھنے کیلئے آیا آپ نے سجدے سے سر اٹھایا اور فرمایا اے عبدالرحمٰن کیا دیکھتے ہو؟ میں نے (اپنے دل میں کھٹکنے والی) بات عرض کر دی۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہے کیا آپ اس بات سے خوش ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے آپ ﷺ پر درود پڑھا میں اس پر درود پڑھوں گا جس نے آپ پر سلام پڑھا میں بھی اس پر سلام پڑھوں گا۔ اس پر میں نے اللہ تعالیٰ کے شکر کیلئے سجدہ کیا ہے۔ اس حدیث پاک کو احمد اور حاکم نے روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے۔

نسائی نے یہ روایت بیان کی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جس امتی نے مجھ پر خلوص

دل سے درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے دس مرتبہ اس پر درود پڑھے گا۔ اس کے دس درجے بلند کرے گا اور اس کی دس نیکیاں لکھے گا اور اس کے دس گناہ مٹا دے گا۔ امام احمد اور ابن حبان نے اپنی صحیح (کتب) میں اسی طرح روایت کیا ہے۔ ابن عاصم نے اپنی کتاب (الصلوٰۃ) میں اس حدیث کو روایت کیا ہے اور یہ الفاظ زیادہ بیان کیے ہیں کہ (یہ درود پاک) اس کیلئے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا۔

امام احمد روایت فرماتے ہیں حضور ﷺ ایک دن تشریف لائے آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس سے خوشی ظاہر ہو رہی تھی۔ صحابہ نے عرض کیا ہم آپ کے رخ مبارک پر خوشی دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا میرے پاس فرشتہ آیا ہے اس نے کہا ہے یا محمد ﷺ کیا یہ بات آپ کو خوش کرتی ہے کہ آپ کا رب فرما رہا ہے کہ آپ کا امتی آپ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا میں اس پر دس مرتبہ درود پڑھوں گا اور آپ کا امتی ایک مرتبہ آپ پر سلام پڑھے گا میں اس پر دس مرتبہ سلام بھیجوں گا۔ حضور ﷺ نے عرض کیا ہاں (اے رب العالمین میرے لئے یہ بات خوشی کا باعث ہے) ابن حبان سے بھی اسی طرح کی روایت مروی ہے۔

طبرانی کی روایت ہے جبرئیل علیہ السلام حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے محمد ﷺ جب سے آپ پیدا ہوئے اس وقت سے آپ کے (قبر انور سے) اٹھنے تک اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کی ڈیوٹی لگائی ہے جب بھی آپ کا امتی آپ پر درود پڑھتا ہے وہ فرشتہ کہتا ہے (اے بندے) اللہ تعالیٰ تم پر بھی درود پڑھے۔

(وہ فرشتہ بطور دعا یہ الفاظ کہتا ہے۔ مترجم مختار احمد رومی)

اسی طرح آپ ہی سے باسناد حسن روایت ہے تم جس جگہ بھی رہو مجھے پر درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ تک پہنچ جاتا ہے۔

حضور ﷺ کی حدیث پاک ہے آپ نے فرمایا جو بھی مجھ پر درود پڑھتا ہے اس کا درود مجھ تک پہنچتا ہے اور میں بھی اس پر درود پڑھتا ہوں اس کے علاوہ اس کیلئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

احمد اور ابو داؤد نے روایت بیان کی ہے حضور ﷺ نے فرمایا جب بھی کوئی شخص مجھ پر سلام پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ میری روح مبارک میرے بدن میں لوٹا دیتا ہے اور میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ روح کے لوٹانے کا مطلب ہے سلام کرنے والے کے سلام کا جواب دینے کی قدرت۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کی جانب سے سلام کا جواب دیتا ہے اور اس جگہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کو سلام کی قدرت عطا فرمارہا ہے یہ بیان عوام الناس کے فہم کے مطابق ہے کہ نبی کریم کی جانب سے اللہ تعالیٰ مومنوں پر درود بھیجتا ہے۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے قیامت کے دن میرے اوپر سب سے زیادہ درود پڑھنے والا میرے سب سے زیادہ قریب ہوگا۔ (ترمذی، ابن حبان)

حضور ﷺ کا فرمان ہے جو شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے جب تک وہ مصروف درود رہتا ہے فرشتے اس پر درود پڑھتے رہتے ہیں (دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں) یہ بندے کے نصیب کی بات ہے کہ وہ کم درود پڑھے یا زیادہ۔ (احمد)

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں کثرت سے درود شریف پڑھتا ہوں آپ فرمائیں میں آپ پر کتنا درود پڑھا کروں حضور ﷺ نے فرمایا جتنا تم چاہو میں نے عرض کیا چوتھائی وقت۔ آپ نے فرمایا جیسے تمہاری مرضی اگر اس سے زیادہ کرو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا میں نے عرض کیا نصف وقت آپ نے فرمایا جیسے تم چاہو اگر تم اس سے (بھی) زیادہ کرو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا فرماتے ہیں میں نے عرض کیا پھر دو تہائی وقت درود شریف پڑھوں گا۔ آپ نے فرمایا جیسے تم چاہو اگر اس سے بھی زیادہ کرو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ آپ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا پھر میں سارا وقت آپ ﷺ پر درود شریف ہی پڑھوں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا پھر تمہارے سارے غموں کو (درود پاک) کافی ہوگا اور تیرے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (ترمذی، حاکم، احمد)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ

اگر میں سارا (نفلی) وقت آپ پر درود پاک ہی پڑھا کروں تو کیسا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ تمہارے لئے دنیا اور آخرت کے غموں میں کافی ہوجائیگا۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ اس دن ملائکہ مشاہدہ کیلئے آتے ہیں اور جب کوئی شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے تو اس کا درود میری خدمت میں پیش کیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ شخص درود پاک پڑھنے سے فارغ ہوجائے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا حضور آپ کے وصال کے بعد بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے جسموں کا کھانا زمین پر حرام کردیا ہے۔اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے جمعہ کے دن کثرت سے مجھ پر درود پڑھا کرو کیونکہ میری امت کا درود جمعہ کے دن مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔پس جس کا درود پاک زیادہ ہوگا اسے میرا قرب بھی زیادہ نصیب ہوگا۔(بیہقی)

ان دونوں حدیثوں سے پتہ چلتا ہے کہ امت کا درود پاک حضور ﷺ کی خدمت میں دوبار پیش کیا جاتا ہے پہلی بار جب امتی درود پڑھتا ہے خواہ وہ کوئی بھی دن ہو دوسری بار جمعہ کے دن ہفتہ بھر کا درود پاک پیش کیا جاتا ہے تاکہ پتہ چلے کہ کس امتی نے ہفتے میں کتنی دفعہ درود پاک پڑھا ہے۔جمعہ کے دن کثرت سے درود پاک کی تاکید اس لئے ہے کہ تاکہ پورے ہفتے میں جو کمی اور خامی رہ گئی ہے اس کو پورا کرلیا جائے اور امتی اپنے آقا ﷺ کے قرب کے حصول میں کامیاب ہوجائے۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے **من افضل ایامکم یوم الجمعة فیه خلق آدم و فیه قبض و فیه النفخة و فیه الصعقه** تمام ایام سے افضل دن جمعہ ہے اسی میں آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اسی دن ان کی روح قبض کی گئی اسی دن صور پھونکا جائے گا اسی دن صعقہ (یعنی قیامت) ہوگی۔پس تم اس دن مجھ پر زیادہ درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھے پیش کیا جاتا ہے۔صحابہ نے وہی سوال کیا جو پچھلی حدیث میں حضرت ابودرداء نے کہا تھا حضور

نے حسب سابق انہیں جواب ارشاد فرمایا۔اس حدیث پاک کو امام احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے روایت کیا ہے مؤخر الذکر دونوں نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے ہر دعا پس پردہ رہتی ہے (اللہ کی بارگاہ میں نہیں پہنچ پاتی) یہاں تک کہ محمد ﷺ پر درود پڑھا جائے۔ (طبرانی اوسط)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہر دعا آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے اوپر نہیں پہنچی یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ پر درود پڑھا جائے۔

اس حدیث پاک میں بالکل واضح بیان ہے کہ مومنوں تک ہر طرح کی خیر اور بھلائی پہنچنے میں حضور ﷺ بہترین وسیلہ ہیں یہاں تک کہ مومنوں کی دعائیں بھی انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچاتیں جب تک آپ ﷺ پر درود پاک نہ پڑھا جائے۔ متعدد صحابہ کرام سے یہ روایت مروی ہے۔ حضور ﷺ منبر پر تشریف لائے تو آپ نے فرمایا آمین آمین آمین آپ سے عرض کیا گیا ہم نے دیکھا ہے آپ نے وہ کام کیا ہے جو اس سے پہلے نہیں کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا جبرئیل علیہ السلام میرے پاس حاضر ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا جس نے رمضان المبارک کا مہینہ پایا پھر بھی اس کی بخشش نہ ہوئی اور وہ آگ کا حق دار بن گیا اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے دور کرے میں نے کہا آمین اور جس نے اپنے والدین کو پایا یا ان میں سے کسی ایک کو اور ان سے نیکی کر کے موت کے بعد جنت میں داخل نہ ہوا بلکہ آگ کا حقدار بن گیا اللہ تعالیٰ اسے (بھی) اپنی رحمت سے دور رکھے (اس پر) میں نے کہا آمین۔ اور جس کے سامنے آپ ﷺ کا ذکر ہوا اس نے آپ ﷺ پر درود نہ پڑھا مرنے کے بعد دوزخ میں چلا جائے گا اللہ تعالیٰ اسے (بھی) اپنی رحمت سے دور رکھے میں نے کہا آمین۔

اسے ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم، بزار اور طبرانی نے ملتے جلتے الفاظ سے روایت کیا ہے۔

اسی وجہ سے بعض علماء نے آپ ﷺ کے ذکر کے وقت درود پاک کو واجب کہا ہے

جمہور کا قول ہے کہ جس نے آپ ﷺ کے حق کو کم سمجھتے ہوئے درود پاک ترک کیا یہ وعید اس کیلئے ہے اور ایسے شخص کے گناہگار یا کافر ہونے میں کوئی شک نہیں مگر جس شخص نے غفلت کی وجہ سے درود پاک ترک کر دیا تو ایسا شخص بہت ساری بھلائی سے محروم ہو گیا۔

حضور ﷺ نے فرمایا البخیل من ذکرت عندہ فلم یصل علی بخیل وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ (ترمذی، نسائی)

حدیث پاک ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم مؤذن کی اذان سنو تو اسی طرح کہو جس طرح مؤذن کہتا ہے اذان کے بعد مجھ پر درود پڑھو کیونکہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود پڑھتا ہے۔ (مسلم)

مسلم شریف میں ہی ہے جب حی علی الصلاۃ اور حی علی الفلاح پڑھا جائے تو جواب دینے والا لاحول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھے جس نے اس طرح جواب دیا وہ بلا روک ٹوک جنت میں داخل ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمارا سوال ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمارے شیوخ ہمارے والدین اور بھائیوں کو جنت عطا فرمائے۔ بے شک وہ جواد کریم اور احسان کرنے والا ہے درود و سلام اور برکتیں ہوں مخلوقات میں سے سب سے افضل ذات پر جو ہمارے آقا و مولا ہیں جن کا اسم مبارک محمد ﷺ ہے۔ آپ کی آل پر آپ کے اصحاب پر بہت زیادہ اور پاکیزہ سلام ہوں۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

تنبیہ

بارگاہِ الٰہی کا فقیر نجم الدین عرض کناں ہے کہ یہ طباعت پہلی طباعت سے ممتاز ہوگئی ہے کیونکہ اس طبع میں کچھ تحریر اور توجہ زائد ہے بعض مشکل مقامات پر ان کا حل بھی پیش کر دیا گیا اور بعض احادیث پر وارد ہونے والے متوقع اعتراضات کے جوابات پیشگی دے دئے گئے ہیں۔ بعض ضعیف روایات کو حذف کر کے ان کی جگہ صحیح روایات درج کر دی گئی ہیں۔ اعتراضات کی وضاحت جیسے کہ دریائے نیل کا جنت میں واقع ہونا حالانکہ اس کا منبع زمین میں ہے۔ عالم مثال کی وضاحت ۔ حضور ﷺ پر دورد پاک پڑھنے کی فضیلت اور حکمت کے بارے میں ایک بہترین اضافہ جس کا نام ''تتمہ'' ہے یہ ساری چیزیں حضرت مؤلف کے خلیفہ جناب عارف کامل، حامل پرچم شرع پیغام حقیقت کے علمبردار، زمانے کی روشنی اور عصر حاضر کے امام محدث حافظ فقیہ الاستاذ الفاضل الشیخ سلامۃ العزامی نے املاء کروائی ہے جو الازہر کے بہترین علماء میں سے ہیں۔ مزید برآں بہترین کاغذ حسین طباعت اور احادیث کے اعراب نے کتاب کو زیادہ نافع بنا دیا ہے یہ ساری چیزیں قارئین کی آسانی اور سہولت کیلئے ہیں۔

وباللہ التوفیق

والصلاۃ والسلام علی سیدالانبیاء والمرسلین وسلام علی المرسلین

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

ترجمہ کتاب کی تکمیل

بروز پیر 19 جنوری 2004ء، ذیقعد 1424ھ

مختار احمد رومی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ

عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی

اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی

اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

اھل علم کیلئے

عظیم علمی پیشکش

آیات احکام کی تفسیر و تشریح پر مشتمل عصر حاضر کے یگانہ روزگار اور معتبر عالم دین

حضرت علامہ سیّد سعادت علی قادریؒ کے

قلم سے نکلا ہوا عظیم علمی شاہکار

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

۲ جلدیں

خصوصیات

- زندگی کے تمام شعبوں اور عصر حاضر کے جملہ مسائل کا حل
- متلاشیان علم کے لئے ایک بہترین علمی ذخیرہ
- مقررین و واعظین کیلئے بیش قیمت خزانہ
- ہر گھر کی ضرورت اور ہر فرد کیلئے یکساں مفید

آج ہی طلب فرمائیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور - کراچی ۰ پاکستان

1Z427